حسینؑ فرزندِ مصطفیٰؐ

مجموعہ تقاریر

علامہ مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ

السَّلامُ علَیکَ یابنَ رَسُولِ اللہ
اَلسَّلامُ عَلَی الحُسَینِ
وَعلیٰ عَلِیِّ بنِ الحُسَینِ
وَعَلیٰ اَولادِ الحُسَینِ
وَعلیٰ اَصحابِ الحُسَینِ

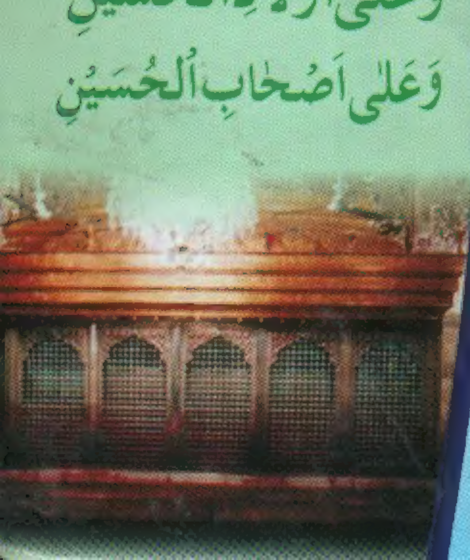

ناشر

ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

حسینؑ فرزند مصطفےؐ ہیں

عشرہ مجالس

از

خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ

ناشر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... حسینؑ فرزند مصطفےٰؐ

مصنف .... مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ

ترتیب .... نصیر المہدی نجفی

کمپوزر .... وقاص جاوید، عبدالرحمٰن انور

ناشر .... ادارہ تعلیم تربیت، لاہور

ہدیہ .... -/75 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ الرضا

میاں مارکیٹ اُردو بازار، لاہور۔ فون نمبر۔ 7245166

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پہلی مجلس ۵
دوسری مجلس ۱۹
تیسری مجلس ۳۴
چوتھی مجلس ۵۰
پانچویں مجلس ۶۴
چھٹی مجلس ۷۶
ساتویں مجلس ۹۰
آٹھویں مجلس ۱۰۴
نویں مجلس ۱۱۷
دسویں مجلس ۱۳۲
گیارہویں مجلس ۱۴۶

پہلی مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِہِمْ اَجْمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ہٰذَا اَلٰی یَومِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ" اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیّاً"۔صلوات

حضرات یہ وہ آیۂ کریمہ ہے جس میں گذشتہ سال محرّم میں میں نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا تھا اگر آپ کو یاد ہو تو گذشتہ سال محرّم میں میں نے جو سبجکٹ شروع کیا تھا اس سبجکٹ میں اسی آیۂ کریمہ سے میری گفتگو کا آغاز ہوا تھا۔اور اس سبجکٹ کے بیک گراؤنڈ میں یہی وہ آیۂ کریمہ تھی جس کو ہم ''زیارت وارثہ'' کہتے ہیں ۔اور ہم امام عالی مقام کی بارگاہ میں اپنا سلام نذر کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ سجکٹ بہت طویل تھا، اور وقت بہت کم تھا۔ میں دس دنوں میں زیارت کے پانچ ٹکڑے ہی پڑھ پایا تھا اور اس کے بعد عاشورہ آ گیا تھا اور عشرہ تمام ہو گیا تھا اور سجکٹ نہ صرف یہ کہ نامکمل رہ گیا تھا، بلکہ اس میں جو ضروری باتیں پڑھنے کی تھیں وہ پڑھی نہ جا سکیں۔ اور میں سال بھر اپنے دوستوں سے، جو قریب کے لوگ تھے، ان لوگوں سے مشورے کرتا رہا کہ اس سال کیا کروں اسی سجکٹ کو کنٹینیو کروں یا سجکٹ کو بدل دوں تو زیادہ تر لوگوں نے اسی سجکٹ کو کنٹینیو کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ میں اسی سجکٹ کو، جو اگلے سال پڑھا تھا کنٹینیو کر رہا ہوں۔

ساری باتیں وہی ہیں یعنی ہمارے پس منظر میں وہی ''زیارت وارثہ'' ہے، مگر مضمون وہ نہیں ہے جو اگلے سال پڑھا تھا۔ وہ آگے بڑھے گا اور وہ سجکٹ جو میں نے پڑھا تھا بعد میں ایک چھوٹے سے عنوان کے تحت مشہور ہوا ''حسینؑ وارثِ انبیاء

اس لئے کہ میں نے آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک کی وراثت کا ذکر کیا تھا۔ تو حسینؑ وارثِ آدمؑ ہیں، حسینؑ وارثِ نوحؑ ہیں، حسینؑ وارثِ ابراہیمؑ ہیں، حسینؑ وارثِ موسیٰؑ ہیں، اور حسینؑ وارثِ عیسیٰؑ ہیں۔

بات شروع یہاں سے ہوئی تھی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اٰدَمَ صَفْوَةِ اللّٰهِ، اے آدمؑ منتخب کردۂ پروردگار کے وارث آپ پر سلام، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ نُوْحٍ نَبِيِّ اللّٰهِ اے نوحؑ نبی کے وارث آپ پر سلام، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ اے ابراہیمؑ خلیل اللہ کے وارث آپ پر سلام، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مُوسیٰ كَلِيْمِ اللّٰهِ اے موسیٰؑ کلیم اللہ کے وارث آپ پر سلام، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ عِيسیٰ رُوْحِ اللّٰهِ اے عیسیٰؑ روح اللہ کے وارث آپ پر سلام۔ اور یہاں تک آتے آتے عاشورہ

آ گیا تھا۔

اس سال میری گفتگو، جیسے جیسے زیارت آگے بڑھتی ہے اسی حساب سے بڑھے گی۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ حَبِيْبِ اللّٰهِ اے محمدؐ حبیب خدا کے وارث آپ پر سلام، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ عَلِيٍّ وَلِيِّ اللّٰهِ اے علیؑ ولی خدا کے وارث آپ پر سلام، یہاں تک زیارت میں وراثت ہے۔

اس کے بعد لفظ بدل جاتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ خَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى۔

یہ دوسرا چیپٹر ہے تو اصل میں مضمون کا پہلا چیپٹر ہی ختم نہیں ہوا ہے۔ یعنی ابھی ذکر وراثت ہی نہیں تمام ہوا ہے، ابھی وراثت کا تذکرہ باقی ہے۔ حسینؑ وارث عیسیٰؑ ہیں یہاں تک بات میں نے اگلے سال پڑھی تھی۔

اب اس سال یہاں سے شروع ہوگی۔ حسینؑ وارث محمدؐ ہیں حسینؑ وارث علیؑ ہیں۔ ابھی تو وراثت میں دو تذکرے باقی ہیں۔ رسول اللہؐ کا تذکرہ اور مولا علیؑ کا تذکرہ، حسینؑ وارث محمدؐ اور حسینؑ وارث علیؑ ہیں۔ اس کے بعد ابنیت کا ذکر آتا ہے۔

دیکھئے ابنیت اور ہے وراثت اور ہے۔ ابن کہتے ہیں بیٹے کو۔ بیٹا ہونا اور بات ہے، وارث ہونا اور بات ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ بیٹا بھی باپ کا وارث ہوتا ہے، لیکن آدمی کے وارث اور بھی ہوتے ہیں، بھائی بھی وارث ہوتا ہے، بعض حالات میں بہن بھی وارث ہوتی ہے، زوجہ بھی وارث ہوتی ہے، شوہر بھی وارث ہوتا ہے، بھتیجا بھی وارث ہوتا ہے، چچا بھی وارث ہوتا ہے، ماموں بھی وارث ہوتا ہے۔

وراثت کا پھیلاؤ بہت ہے۔ابنیت اور چیز ہے۔یہ چار نام اس زیارت کے اندر موجود ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى محمد مصطفیٰ کے بیٹے، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى علی مرتضیٰ کے فرزند، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ فاطمہ زہراؑ کے بیٹے، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ خَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى اے خدیجۃ الکبریٰؑ کے بیٹے۔یہ چیپٹر ہی دوسرا ہے۔''ابنیت'' یہ ڈسکس ہوگا۔

حسینؑ وارث بھی ہیں رسولؐ اللہ کے، حسینؑ بیٹے بھی ہیں رسولؐ اللہ کے۔وارث ہونا بھی ایک چیز ہے اور بیٹا ہونا بھی ایک چیز ہے۔اس کے بعد بات بالکل گھوم جاتی ہے۔دوسری طرف، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَارَ اللّٰهِ وَابْنَ ثَارِهٖ، اس حسینؑ پر سلام جس کے خون کا بدلہ لینا اللہ کے ذمہ ہے''ثار'' کہتے ہیں خون کا بدلہ لینے کو۔کوئی آدمی کسی کو مار ڈالے تو اس کے خون کا اور اس کے قصاص کا جو بدلہ ہے وہ بدلہ جو لے گا وہ 'ثار' کہلاتا ہے۔عربی میں 'ث' سے لکھا جائے گا۔اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَارَ اللّٰهِ سلام ہو اس پر جس کے خون کا بدلہ اللہ کے ذمہ ہے۔وَابْنَ ثَارِهٖ اور ان کے والد کے خون کا بدلہ بھی اللہ کے ذمہ ہے۔

تو مضمون تو پڑھنے کا یہ ہے کہ حسینؑ وہ ہیں کہ جن کے خون کا بدلہ اللہ لے گا۔خالی ان کے خون کا بدلہ نہیں بلکہ ان کے باپ کے خون کا بدلہ بھی اللہ لے گا۔وہ خون جو میدان کربلا میں بہا، اس کا بدلہ بھی اللہ کے ذمہ ہے۔وہ خون جو مسجد کوفہ میں بہا اس کا بدلہ بھی اللہ کے ذمہ ہے۔تو اصل سبجکٹ تو پڑھنے کا یہ ہے آپ کے سامنے کہ قیامت کے دن علیؑ اور حسینؑ کے قتل کا کیس چلے گا تو جنّت و جہنّم کیسے بٹے گا تب پتہ چل جائے گا کہ خدا کی پارٹی میں کون ہے قاتلوں کی پارٹی میں کون ہے صلوٰت!

والوتر الموتور اور وہ جس کے خون کا بدلہ ابھی نہیں لیا گیا
ابھی تک انتظار ہے۔ یہ میری مجالس کا ایک چھوٹا سا عنوان بن جائے گا ''حسینؑ فرزند مصطفیؐ'' اس لئے کہ فرزند مصطفیؐ ہونا ایک اتنی عظیم بات ہے اک اتنی بڑی فضیلت ہے اک اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ آدمی سب کچھ حاصل کرسکتا ہے مگر یہ دولت کسی کے بس میں نہیں۔ ساری دنیا پہ حکومت حاصل کی جاسکتی ہے یہ بات آسان ہے کہ کوئی ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے مگر یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی فرزند مصطفیؐ بن جائے۔

عزیزان گرامی! انشاء اللہ کل سے بیان کا آغاز ہوگا ہمارے آپ کے درمیان گفتگو کل سے شروع ہوگی۔ آج تو صرف اتنا کہ حسینؑ، حضور سرور کائناتؐ کے بھی وارث ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں بڑے عظیم مشہور پیغمبر تھے، ان کی وراثت کا تذکرہ پہلے آیا۔ جو مضمون گذشتہ سال میں نے آپ کے سامنے پڑھا۔

آدمؑ سے آدمیت وابستہ ہے۔ نوحؑ سے نجات وابستہ ہے۔ ابراہیمؑ اللہ کی دوستی کا (SYMBOL) ہیں۔ موسیٰؑ کلیم اللہ ہیں، طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں ہمّت مرداں سے مقابلہ کرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ زہد و پاکیزگی، تقدس اور عبادت الٰہی اور ریاضت کا بنی نوع انسان کے واسطے ایک بہترین نمونہ ہیں۔ اور حسینؑ کے پاس ان تمام لوگوں کی وراثت موجود ہے لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی وراثت اور ہے اور محمدؐ مصطفیٰ کی وراثت اور ہے۔ صلوٰت!

میں آپ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں اور سرور کائناتؐ میں فرق قرآن مجید کی روشنی میں سنادوں آج پہلے دن گفتگو ہمارے آپ کے درمیان میں ہوئی ہے کہ حضور سرور کائناتؐ میں اور جناب آدمؑ سے لیکر جناب عیسیٰؑ تک جو

انبیائے کرام ہیں ان میں کیا فرق ہے؟

اس فرق کو میں اپنی زبان سے کہہ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ میں ایک بہت چھوٹا آدمی ہوں بڑے لوگوں کے درمیان فرق، میرے جیسا چھوٹا آدمی بتائے، یہ بدتمیزی ہے۔ وہ ان کے درمیان جو بھی معاملے ہوں مگر ہم تو جناب موسیٰ و عیسیٰ کی نعلین کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔ ہماری حیثیت کیا ہے ہم تو حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ یا حضرت ابراہیمؑ یا حضرت نوحؑ جو نعلین پہنے ہوں اس کی جو خاک ہو وہ بھی ہم سے زیادہ عزّت دار ہے، ہم سے زیادہ محترم ہے تو ہم کیا زیب دیتا ہے کہ ہم بتائیں کہ اتنے اونچے ہیں اتنے نیچے ہیں، اور یہ مرتبہ ہے، یہ کم ہے یہ زیادہ ہے۔ لہٰذا ہماری تمیز داری یہ ہے کہ ادب سے ہاتھ جوڑے بیٹھے رہیں لیکن جس نے ان کے سروں پر تاج نبوت رکھے ہیں اگر وہی ان کا فرق بیان کرے تو اس کو زیب دیتا ہے ہم کو زیب نہیں دیتا۔

دیکھئے۔ اب ہمارے جیسے آدمی نہیں بول سکتے اس لئے کہ ہم بولیں گے تو بدتمیزی ہو جائے گی۔ آپ کیا ہیں؟ آئینہ دیکھئے اپنی حقیقت پہچانئے اس کے بعد بات کیجئے۔ آپ کیا جانیں حضرت آدمؑ کیا ہیں؟ حضرت نوحؑ کیا ہیں؟ آپ کی حیثیت کیا ہے جو آپ بول رہے ہیں؟ تمیز سے چپکے بیٹھئے۔ لیکن جس نے ان کے سر پر تاجِ نبوّت رکھے ہیں اور جس نے ان کو مرتبے دئے ہیں اسؑ جس نے ان کو عزّتیں دی ہیں، وہ اگر بیان کرے فرق تو اس کو زیب دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اصول یہ بیان کر دیا گیا ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض یہ رسول ہیں جن کو ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ یعنی رسول سب ایک مرتبے کے نہیں ہیں۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ رسول چھوٹے بڑے ہیں۔ رسولوں کا بنانے والا کہہ رہا ہے کہ ہم نے رسول ایک مرتبے کے نہیں بنائے ہیں۔ بلکہ ہم نے رسولوں کو چھوٹا بڑا بنایا

ہے۔اب وہی جس نے رسول بنائے ہیں وہی جس نے اعلان کیا کہ ہم نے رسولوں کو چھوٹا بڑا بنایا ہے، وہ اور رسولوں میں اور سرورِ کائناتؐ میں فرق سنا رہا ہے بس فرق سن لیجئے آج۔پھر کل سے اس بیان میں اس فرق کے بیک گراؤنڈ بھی سنئے گا تو آپ کو اس بیان کا لطف زیادہ آئے گا۔

جس نے رسول بنائے وہ حضورؐ سے مخاطب ہے، سرورِ کائناتؐ سے خطاب کر کے کہتا ہے کہ فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنابك علیٰ هؤلاء شهیدا سنئے آیت ہے سورہ آل عمران کی اے میرے حبیب کیا شان ہوگی آپ کی، کیا مرتبہ ہوگا آپ کا، کیا جلالت ہوگی آپ کی، کیا دبدبہ ہوگا آپ کا، میرے پاس الفاظ نہیں کہ ترجمہ کر سکوں فکیف کا جو کیف ہے اس میں لطف ہے اس زبان کا اتنے الفاظ نہیں اتنی زبان میرے منہ میں نہیں ہیں اس کو آسان زبانوں میں ٹرانسلیٹ کر سکوں۔اللہ ارشاد فرما رہا ہے کہ آپ کو قیامت کے دن، جب تمام پیغمبروں کو ان کی اُمتوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

ذرا آپ اپنے ذہن میں تصور فرمایئے کہ قیامت کا میدان ہے اور اُمتیں آرہی ہیں اور ہر اُمت کے ساتھ اس کے پیغمبر آرہے ہیں پیغمبر ان کے اُمت کے لوگوں کی گواہی دیتے ہیں۔یہ نیک ہے، یہ بد ہے، یہ اچھا ہے، یہ بُرا ہے، یہ اطاعت گذار تھا، یہ معصیت کار تھا، اس نے تیرا حکم مانا، اس نے تیرا حکم نہیں مانا اور پیغمبر کی گواہی پر ان کے فیصلے ہو رہے ہیں۔جن کے لئے اچھی باتیں کہی گئیں وہ جنت میں چلے گئے اور جن کے لئے غلطیاں بیان کی گئیں اس کو سزائیں ملیں۔ایک نبی آیا، دوسرا نبی، تیسرا نبی، جناب آدمؑ آئے، جناب نوحؑ آئے، جناب ابراہیمؑ آئے، جناب موسیٰؑ آئے، جناب عیسیٰؑ آئے، پیغمبر آرہے ہیں اپنی اُمتوں کو لے کے۔کیا شان ہوگی آپ کی کیا مرتبہ ہوگا آپ کا، جب ہم تمام پیغمبروں کو ان کی اُمتوں پر گواہ

بنا کرلائیں گے اور پیغمبروں کے فیصلوں پر، پیغمبر کے ارشاد کے مطابق ان کی اُمّت کے لوگوں کو جزایا سزادیں گے وجئنا بك هؤلاءِ شهيدا اور آپ کو پھر ہم تمام پیغمبروں پر گواہ بنا کرلائیں گے۔ صلوٰت!

آپ کو ہم پیغمبروں پر گواہ بنا کرلائیں گے۔ پیغمبروں کی گواہی پر ان کی اُمّتوں کے فیصلے ہوں گے۔ اور آپ کی گواہی پر پیغمبروں کے مرتبے بلند ہوں گے جب رسولؐ گواہی دینگے، انہوں نے راہ مذہب میں اتنی دل سوزی دکھائی، انہوں نے یہ خدمتیں کیں، انہوں نے یہ زحمتیں اٹھائیں، انہوں نے یہ پریشانیاں برداشت کیں، انہوں نے یہ دکھ جھیلے، انہوں نے یہ پریشانیاں اُمّتیوں کے ہاتھوں اٹھائیں۔ تو جب پیغمبر گواہی دیتے جائیں گے، رسولؐ گواہی دیتے جائیں گے اور پیغمبروں کو مرتبے ملتے جائیں گے۔

دیکھئے یہ قرآن ہے یہ حدیث نہیں ہے کہ آپ کہیں کہ معتبر ہے کہ غیر معتبر؟ میرے گھر کی ہے یا آپ کے گھر کی؟ یہ قرآن ہے کہ جس میں اللہ فرمارہا ہے کہ میرے حبیبؐ آپ کی کیا شان ہوگی جب قیامت کے دن تمام پیغمبر اپنی اُمّتوں پر گواہ بن کرآئیں گے اور آپ ان پیغمبروں پر گواہ بن کرآئیں گے، تو ایک تو مرتبۂ محمدؐ سمجھئے کہ عام حالات میں جو پیغمبر اور اُمّت کا رشتہ ہے خاص حالات میں وہی پیغمبروں اور محمدؐ کا رشتہ ہے۔ صلوٰت!

اور دوسری بات، وہ یہ کہ گواہی کون دے سکتا ہے یہ مغل مسجد کس وقت بنی ہے؟ جب یہ پہلی مرتبہ بنی تو جتنے یہاں بیٹھے ہیں، ان میں کوئی پیدا نہیں ہوا تھا جس وقت مسجد ایرانیان کی تعمیر ہوئی ہے جتنے اس وقت مسجد میں موجود ہیں یا میری آواز کو بمبئی میں سن رہے ہیں یا جہاں جہاں بھی سن رہے ہوں، ان میں سے کوئی ایک پیدا نہیں ہوا تھا جس وقت یہ مسجد بنی تھی تو اس کے بننے کی گواہی کون دے گا؟

فلاں عالم نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا آپ بہت بڑے عالم سہی، آپ بہت بڑے بزرگ سہی، بہت نیک سہی، آپ کی ساری اچھائیاں تسلیم۔ مگر عمر مبارک کیا ہے آپ کی؟ انہوں نے کہا یہی کوئی پینسٹھ برس کا ہوں۔ کہنے لگے مسجد بنی ڈیڑھ سو برس پہلے، آپ کے والد ماجد بھی نہیں پیدا ہوئے تھے، تو آپ کیسے بتائیں گے اس کا سنگ بنیاد کس نے رکھا تھا؟ تو گواہ کے لئے لازم ہے کہ وہ ہو۔ ہونا کافی نہیں ہے بلکہ باشعور ہو سمجھ رہا ہو۔ صلوٰت!

یہ بالکل سامنے کی بات ہے گواہ کے لئے ضروری ہے کہ ہو اور ہو بھی تو خالی ہونا کافی نہیں ہے۔ گواہ کے لئے ضروری ہے کہ باشعور ہو کوئی آدمی کہیں پر تھا اور بیہوش پڑا تھا، گواہی نہیں دے سکتا۔ کوئی بچہ موجود تھا وہاں پر جہاں واقعہ ہوا، مگر تین چار مہینے کا اپنی ماں کی گود میں تھا۔ تین چار مہینے کا بچہ، چھ، سات، آٹھ مہینے کا بچہ باشعور نہیں ہوتا، تو وجود تھا اس کا، مگر گواہ نہیں بن سکتا اس لئے کہ تھا مگر سمجھدار نہیں تھا۔ تو گواہ کے لئے ضروری ہے کہ وجود ہو اس کا اور وجودِ باشعور ہو۔ آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک کی کارکردگی کا اللہ نے اپنے حبیب کو گواہ بنایا، آیت قرآن کے اندر موجود ہے، تو یہ آیت خود بتا رہی ہے کہ محمدؐ کا وجود بھی تھا اور وجود باشعور بھی تھا۔

تھوڑی عقل استعمال کیجئے تو بات سمجھ میں آ جائے کہ حضورؐ تھے بھی تو خالی کا سوال نہیں ہے وجودِ باشعور تھا ان کا کہ ان کی جو بھی خدمتیں تھیں، جو بھی دلسوزیاں تھیں ان کی جو بھی راہ اسلام میں قربانیں تھیں ان سب کو دیکھ رہے تھے سمجھ رہے تھے۔

آدمؑ نے یہ پریشانیاں اٹھائیں، نوحؑ نے یہ پریشانیاں جھیلیں، ابراہیمؑ کو یہ مشکلات پیش آئیں، موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے یہ دشواریاں اٹھا کر مذہب کو پھیلایا، جبھی تو گواہی دیں گے۔ تاریخ لکھتی ہے کہ عیسیٰؑ کے آسمان پر بلند کئے جانے کے

پانچ سوستر برس بعد حضورؐ پیدا ہوئے۔ جو انبیاءؑ ان سے پہلے آئے ہیں وہ ان سے اور زیادہ دور ہوں گے، کوئی چھ سو برس دور ہوگا، کوئی آٹھ سو برس دور ہوگا، کوئی ہزار برس دور ہوگا، کوئی پندرہ سو برس، کوئی دو ہزار برس، کوئی پانچ ہزار، کوئی آٹھ ہزار برس دور ہوگا۔ جو سب سے قریب ہے وہ پانچ سوستر برس دور ہے۔ خدا کا کہنا ہے کہ آپ ان کی گواہی دیں گے، تو اگر تاریخ سے رسولؐ کو سمجھئے گا تو سمجھئے۔ قرآن تہہ کر کے رکھ دیجئے۔

تاریخ سمجھئے، سوچئے یہ چکر کیا ہوا کہ پانچ سوستر برس بعد پیدا بھی ہوئے اور حضرت آدمؑ پر گواہ بھی ہیں، غور سے سنئے کہ یہ چکر یہ ہے کہ مذہب کو سب سے بڑے رسولؐ کی حیثیت سے پیش کرنا ہے اس کو جتنے علم کی ضرورت ہے جو اس کے ذمہ کام ہے جو اس کے فرائض ہیں وہ مٹی کا بنا ہوا انجام نہیں دے سکتا اگر وہ نور سے بنے گا تو کام چلے گا نہیں، اس کو ونٹیس بننا ہے، مٹی کا بنا ہوا اتنے دنوں جئے گا نہیں۔ اس کو قیامت تک دین کی رہبری کرنا ہے ابھی تو دنیا راستے میں ہے خدا جانے انسان کتنا آگے بڑھے گا۔ جب بیسویں صدی شروع ہوئی ہے تو نہ ہوائی جہاز تھا نہ آٹو موبائل، نہ ٹی وی تھا نہ ریڈیو، جب بیسویں صدی ختم ہوئی ہے تو یہ بچوں کے کھلونے تھے۔ اب اکیسویں صدی شروع ہوئی ہے خدا جانے کہ جب اکیسویں صدی ختم ہو تو انسان کہاں پر ہو۔

تو یہ جو آپ کے ہاتھ میں اتنا موٹا قرآن ہے جس میں سے بہت کچھ آپ کی سمجھ میں نہیں آتا ہے یہ قیامت تک کی پلاننگ کے تحت دیا گیا ہے۔ خدا جانے کہ ابھی قیامت دو ہزار برس دور ہے کہ تین ہزار برس دور ہے اور خدا جانے کہ انسان کو کتنا راستہ طے کرنا ہے۔ رہ گیا یہ کہ اگر آپ کہیں کہ قرآن میں ہے کہ قیامت قریب ہے، تو جو بول رہا ہے اپنے حساب سے بولے گا۔ قرآن میں یہ بھی تو

ہے کہ اللہ کے نزدیک ایک دن تمہاری دنیا کے ایک ہزار برس کے برابر ہے تو اللہ نے اگر کہا کہ قیامت قریب ہے تو اگر اپنے حساب سے کہا ہو تو اگر کوئی چیز چھ دن کے بعد ہونے والی ہے تو ہم کہیں گے کہ قریب ہے۔ لیکن ہمارے حساب سے چھ ہزار برس ہو جائیں گے تو رسول اللہؐ کے لئے ہمارے حساب سے چودہ سو برس ہوئے اللہ کے حساب سے ابھی ڈیڑھ دن نہیں ہوا ہے تو بھیا یہ بڑا چکر ہے اس چکر میں نہ پڑیئے ورنہ پھنس جایئے گا۔

تو خلاصہ یہ کہ سب سے بڑے رسول کے فرائض انجام دینے کے لئے مٹی کا بنا ہوا آدمی کام نہیں آئے گا۔ اگر نور سے بنایا جائے تو پالیسی متاثر ہوگی۔ اس لئے کہ اللہ دین میں زبردستی نہیں کرتا اور اگر رسولؐ دنیا میں اسی نورانی چمک کے ساتھ آ جائے تو لوگ بوکھلا کے کلمہ پڑھ لیں گے تو حضور کلمہ پڑھنے والے کا دماغ نہیں استعمال ہوگا، آنکھوں کی چکا چوندھ کلمہ پڑھوا دے گی۔ بڑا رسول نوری پیکر میں دنیا میں آئے یہ پالیسی کے خلاف ہے۔ اگر نور سے نہ بنیں تو کام نہیں چلتا لہٰذا اللہ نے درمیانی راستہ اپنایا کہ حقیقت نوری ہو اس کا ظاہر بشری ہو۔ صلوٰت!

اس کی حقیقت نوری ہو اس کا ظاہر بشری ہو، تو حضورؐ کی حقیقت نوری ہے حضورؐ کا ظاہر بشری ہے۔ وجود بشری کے حساب سے عیسیٰؑ کے پانچ سو ستر برس بعد اس دنیا میں آیا خود نوری کے حساب سے آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک گواہ بنے۔ آج کا بیان یہیں پر ختم ہوگا۔ کل آگے پڑھوں گا کہ حضورؐ کا وجودِ نوری قرآن سے ثابت ہے اب جو وارث محمدؐ ہو گا وہ کیسے خاکی ہوگا۔ صلوات!

عزیزانِ گرامی! یہ تابش انوار ہے جس شہادت کو چودہ سو برس گذر گئے مگر آج تک چراغ کی روشنی کم نہیں ہوئی ورنہ دستور دنیا یہ ہے کہ جب آفتاب ڈوب جاتا ہے تو دنیا میں اس کی روشنی کے آثار باقی نہیں رہتے۔ سورج کے ڈوبتے ہی

چاروں طرف سے اندھیروں کا حملہ ہوتا ہے اور دنیا تاریکی میں ڈوب جاتی ہے۔لیکن یہ کیسا چراغ ہے کہ خاموش ہونے کے بعد جس کی روشنی اور تیز ہو رہی ہے۔

عزیزان گرامی! آیئے ہم آپ حسینؑ کی عزاداری کا استقبال کریں اے حسینؑ خوش آمدید! یا اباعبداللہ یہ غلام آپ کے استقبال کے لئے جمع ہیں ۔مولاؑ اگر کوفہ والوں نے استقبال نہیں کیا تو مومنین آپ کا استقبال کرر ہے ہیں ۔آج ذی الحجہ کی انتیسویں تاریخ ہے، چاند کی کوئی اطلاع نہیں ہے، چاند رات کل ہوگی ابھی حسینؑ کا قافلہ راستہ میں ہے ابھی حرؑ کے لشکر سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ہاں یہ ضرور ہے کہ مکّہ دور رہ گیا ہے کربلا قریب آگئی ہے۔

تاریخ بتاتی ہے یہی دن تھے جب امامؑ کا قافلہ ایک منزل پر ٹھہرا تھا۔کوفہ کی طرف سے ایک آدمی آتا ہوا دکھائی دیا،امامؑ کو سب معلوم تھا لیکن اگر علم امامت سے فیصلے ہوتے تو تاریخ ان کے اندراج نہ کرتی لہٰذا تاریخ میں اندراج کروانے کے لئے واقعہ کا پوچھنا اور سننا ضروری ہے آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس آدمی کو بلا کے لاؤ۔شاید یہ کوفہ کی طرف سے آرہا ہو ہم اس سے پوچھنا چاہتے ہیں شاید اس کے پاس ہمارے بھائی مسلمؑ کی کچھ خبر ہے۔امامؑ کچھ ساتھی آگے بڑھ جاتے ہیں جاتے ہوئے مسافر کو روکا کہا بھائی ٹھہر جا۔وہ رکا، آنے والے نے کہا فرزند رسولؐ فرد کش ہیں ۔امام حسینؑ کا قافلہ ہے۔اور وہ تشریف فرما ہیں وہ تجھے بلا رہے ہیں وہ تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔وہ آدمی حاضر خدمت امامؑ ہوا۔

آپ نے اس سے پوچھا بھائی کیا تو کوفہ سے آرہا ہے؟ کہا جی میں کوفہ سے آرہا ہوں۔تیرے پاس ہمارے بھائی مسلمؑ ابن عقیلؑ کی خبر ہے؟ اس نے خاموشی سے عرض کیا کہ آپ سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں آپ اس کا ہاتھ پکڑے خیمہ کے پیچھے لے گئے کہا سناؤ کیا بات کرنا چاہتے ہو؟ میں آپ سے واقف

ہوں آپ کو پہچانتا ہوں آپ کے مرتبہ سے میں واقف ہوں اور میرے دل میں آپ کی محبت بھی ہے۔آپ اپنا سفر ملتوی کیجئے اور پلٹ جائیے جب میں نے کوفہ چھوڑا ہے تو ایسے عالم میں چھوڑا ہے کہ مسلمؑ کا سر کوفہ کے دارالامارہ پہ لٹکا تھا اور ان کی لاش کوفہ کی گلیوں میں تشہیر ہو رہی تھی۔کوفہ پر ابن زیاد کا قبضہ ہو چکا ہے۔کوفہ والے سب آپ کے خلاف ہو چکے ہیں۔اب آپ کا کوفہ جانا مناسب نہیں ہے۔آپ یہیں سے پلٹ جائیے یہ بات آپ کو تنہائی میں اس لئے بتائی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے لشکر پر اس خبر کا خراب اثر ہو۔لہٰذا میں نے آپ سے چپکے سے بتادی جو بات صحیح تھی۔

آپ جس طرح مناسب سمجھیں ساتھیوں کو اطلاع دیجئے میں ان میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کروں گا میں جارہا ہوں، یہ کہہ کے مڑا، اس نے اپنے خیال سے بات صحیح کہی تھی اگر کوئی دنیاوی معاملہ ہوتا، دنیا کے حساب سے اس کی بات ٹھیک تھی، مگر یہاں دنیاوی معاملہ نہیں تھا، یہاں ساتھی حکومت کے لئے ساتھ نہیں تھے یہ حسینؑ کے ساتھی تھے اور ساتھی ہی تھے۔امامؑ اس کا ہاتھ پکڑ کے اس کو سب کے سامنے لائے کہ بھائی ان لوگوں سے ہماری کوئی پردہ نہیں ہے جو تو نے مجھ سے تنہائی میں بیان کیا ہے۔سب کے سامنے بیان کر۔اب جب امامؑ نے حکم دیا تو اس نے وہی بات جو اس نے امامؑ سے کہی تھی وہی بات سب کے سامنے کہہ دی۔

آپ ذرا سوچئے اکثر سوچتا ہوں تو میرے دل کی عجب عجب کیفیت ہوتی ہے اسی قافلہ میں مسلمؑ کے چار سگے بھائی ہیں، دونو جوان بیٹے ہیں اور کئی چچا زاد بھائی ہیں جن میں حضرت عباسؑ شامل ہیں جو حضرت عباسؑ کے چچازاد بھائی بھی اور حضرت عباسؑ ہی کی بہن حضرت مسلمؑ کو بیاہی ہیں۔رشتہ ذہن میں رکھئے، جب ان لوگوں نے یہ خبر سنی ہوگی ہمارے ساتھی اور عزیز اکیلے میں مارڈالے گئے تو کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔اس نے پورا واقعہ بیان کیا اور الگ ہٹ گیا۔امامؑ نے کھڑے

ہو کے خطبہ پڑھا فرمایا تم نے سنا جو واقعہ مسلمؑ کے ساتھ گذرا۔ میرا انجام اس سے مختلف ہونے والا نہیں ہے جو انجام مسلمؑ کا ہوا وہی میرا بھی ہوگا، اب بھی سمجھ لو۔ جو نیزہ و تلوار پر صبر کر سکتا ہے وہ میرا ساتھی رہے ورنہ راستہ کھلا ہے چلے جاؤ یہ کہتے کہتے امامؑ نے عقیلؑ کے بیٹوں کو دیکھا، مسلمؑ کے بھائیوں کو، فرمایا تمہارے حصہ کی قربانی ہوگئی اس کے اوپر عقیلؑ کے بیٹے کھڑے ہوئے۔ ہاتھ جوڑ کے کہا یابن رسول اللہؐ ہم واپس نہیں جائیں گے جب تک ہم اس جام سے سیراب نہ ہو جائیں۔ جس سے ہمارے بھائی مسلمؑ سیراب ہوئے قافلہ میں ایمانی جوش کی لہریں تیز ہو گئیں۔ شوق شہادت آسمان کو چھونے لگا ساتھیوں میں کوئی اپنی جگہ سے ہٹنے کو تیار نہیں ہے۔

بس عزیزو! آج کی مجلس تمام ہے۔ دو جملے اور سن لیجئے، اب اس کے بعد سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ حرم میں جا کے سیدانیوں کو اطلاع دی جائے کہ کیا ہوا۔ یہ کام حسینؑ نے کسی کے حوالے نہیں کیا خود خیمہ میں گئے، دستور کے مطابق زینب کبریٰ سامنے آئیں اپنی بہن کو دیکھا کہا بہن مسلمؑ کی بیٹی کو لاؤ، شہزادی زینبؑ مسلمؑ کی بیٹی کو لے کے آئیں حسینؑ نے بچی کو گود میں بٹھایا، بڑے پیار سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا، بچی چھوٹی تھی، کمسن تھی مگر معمولی بچی نہیں تھی۔ عقیلؑ کی پوتی تھی، علیؑ کی نواسی تھی، یہ معمولی بچی نہیں تھی، چھوٹی سہی، کمسن سہی، مگر عقیلؑ کی پوتی تھی اور علیؑ کی نواسی تھی، دو منٹ تو دیکھتی رہی پیار کا انداز اور اس کے بعد امامؑ کا چہرہ دیکھا کہا مولاؑ میرے بابا خیریت سے ہیں آپ تو مجھ پر وہ شفقت کر رہے ہیں جو یتیموں پر ہوتی ہے۔ حسینؑ نے بچی کو کلیجہ سے لگایا آج سے میں تیرا باپ ہوں میں کہوں گا مولاؑ یتیمہ پر چاہے جتنی شفقت کیجئے مگر سکینہؑ کو ہٹا دیجئے اس لئے مسلمؑ کی بیٹی کو چند دن سہی مگر آپ کی شفقت مل تو گئی ہائے حسینؑ کی یتیمہ، ہائے سکینہؑ جس نے باپ کے بعد طمانچے کھائے۔ شمر نے تازیانے مارے۔ ختم شد

دوسری مجلس

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كِتَابِ الْمُبِيْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ" اَلسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا". صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی گفتگو نقل فرما رہا ہے۔

جناب عیسیٰؑ وقتِ ولادت ارشاد فرما رہے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيَّ اللہ کا سلام ہے مجھ پر یوم ولدت جس دن میں پیدا ہوا یوم اموت اور جس دن مجھے موت آئے گی و یوم ابعث حیا اور جس دن میں دوبارہ پھر زندہ کیا جاؤں گا۔

عزیزان گرامی! کل میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ یہ وہی مضمون ہے جو گذشتہ سال میں نے شروع کیا تھا اور یہ وہی آیت ہے جس سے گذشتہ سال میں نے اپنی تقریریں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیں تھیں

چونکہ بات مکمل نہیں ہوئی تھی اور بات صرف حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک آئی تھی اور وہیں پر مجلسیں تمام ہوگئی تھیں اور وہ مضمون ''حسینؑ وارث انبیاءؑ'' کے نام سے ایک عنوان بن گیا۔ اور وہ مضمون وہیں تک آ کر تمام ہوگیا۔

دیکھئے چونکہ بات تمام نہیں ہوئی تھی لہٰذا میرے دوستوں نے بھی یہی مشورہ دیا اور میرا بھی یہی خیال تھا کہ اس مضمون کو کنٹینیو کیا جائے۔ چنانچہ میں نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات کو کل مجلس میں پڑھا تھا ہوسکتا ہے کہ کل وہ لوگ مجلس میں تشریف نہیں رکھتے تھے، جو آج ہیں اسی لئے میں نے آج وہ بات مختصراً آپ کے سامنے رپیٹ کردی تاکہ نئے آنے والوں کو بھی اس کی اطلاع ہوجائے۔ ہمارا اس سال کا مضمون وہی رہے گا تھوڑا اس میں عنوان بدل کے گذشتہ سال کا مضمون تھا ''حسینؑ وارث انبیاؑ'' اس سال کا مضمون ہوگا ''حسینؑ فرزند مصطفیٰؐ''۔

گذشتہ سال جو میں نے مجلس پڑھی تھی اس میں بات زیر بحث آئی تھی وہ یہ تھی کہ ''السلام علیك یا وارث عیسی روح الله'' سلام ہو آپ پر اے عیسیٰؑ روح اللہ کے وارث، وہی مضمون آج آگے بڑھتا ہے۔ السلام علیك یا وارث محمد حبیب الله، سلام ہو آپ پر اے محمدؐ حبیب خدا کے وارث۔ کل میں آدھے گھنٹے کے مجلس پڑھنے کے ارادہ سے بیٹھا تھا مگر ایک گھنٹے کی مجلس ہوگئی اور ایک گھنٹے کی مجلس میں جو گفتگو ہوئی وہ حضور سرور کائناتؐ کی وراثت پر ہوئی۔

اللہ نے قرآن میں کہا ہے کہ ہمارے حبیبؐ کی کیا شان ہوگی قیامت کے دن جب ہم تمام پیغمبروں کو ان کی اُمّت پر گواہ بنا کے لائیں گے اور آپ کو پیغمبروں پر گواہ بنا کے لائیں گے۔ یعنی حضورؐ، آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک جتنے پیغمبر گذرے ہیں، ان سب کی کارکردگی، حسن عمل، خدمات، نیکیوں اور راہ خدا میں جو ان کی دلسوزیاں ہیں ان کے اوپر گواہ ہیں۔ میں نے کل جو بات کہی تھی ایک ایک لفظ رپیٹ

کروں گا تا کہ لوگوں کے دماغ میں آجائے کہ گواہ جب تک موجود نہ ہو باشعور نہ ہو سمجھدار نہ ہو اس وقت تک گواہی نہیں دے سکتا۔ تو قرآن مجید کی آیت بتاتی ہے کہ حضورؐ نہ صرف یہ کہ تھے، بلکہ حالت شعور میں تھے کہ جو حضرت آدمؑ سے لیکے جناب عیسیٰؑ تک کے گواہ بنے یہ بات میں نے کل نہیں پڑھی تھی کہ آپ کس حیثیت سے گواہی دیں گے؟ آپ ہیں کون جو بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبروں پر گواہ بنیں گے؟

عزیزان گرامی! حضور سرور کائنات کی اس حدیث کا مطلب سمجھ میں آتا ہے جس میں آپ نے فرمایا "کنت نبیا آدم بین الماء والطین "میں نبی تھا، آدم بین الماء والطین اور آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ یعنی آدمؑ کا پیکر بنا نہیں تھا آدمؑ کا پتلہ بنا نہیں تھا اور میں نبی تھا۔ حسینؑ وارث محمدؐ ہیں، یہ ذہن میں رہے۔

محمدؐ کون ہیں؟ محمدؐ نبی تھے اور آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان تھے، ابھی آدمؑ کا پتلہ بنا نہیں تھا۔ اور محمدؐ نبی تھے۔ نبوّت عہدہ ہے، نام نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں فلاں جگہ صدر تھا میں فلاں جگہ پروفیسر تھا، میں فلاں جگہ پرنسپل تھا۔ یہ صدر ہونا نام نہیں ہے کسی کا، پرنسپل نام نہیں ہے کسی کا، حضورؐ یہ نہیں کہتے کہ میں تھا، نہیں 'میں نبی تھا'

نبوّت عہدہ ہے۔ عہدہ تعلیم کے بعد ملتا ہے، عہدہ امتحان کے بعد ملتا ہے، عہدہ سارے مرحلوں سے گذرنے کے بعد ملتا ہے۔ حضورؐ نبی تھے اور آدمؑ بنے نہیں تھے ہم تو آدمی ہیں آدمی کا مطلب سمجھتے ہیں آپ یعنی آدمؑ والے آدمؑ کی اولاد ہیں، ہم لوگ چونکہ اس لئے آدمی کہلاتے ہیں ہمارے بڑے دادا حضرت آدمؑ بنے ہیں اور حضورؐ نبی تھے تو آدمؑ تو کہہ نہیں سکتے کہ محمدؐ ہم جیسے اور آدمی کہنے لگیں کہ محمدؐ ہم جیسے۔ صلوات!

آدمؑ تو کہہ نہیں سکتے کہ محمدؐ ہم جیسے تو آدمی کیا منہ لے کے کہے گا کہ محمدؐ ہم جیسے؟ آدمی تو آدمؑ کی اولاد ہے آدمی تو آدمؑ کا بیٹا ہے تو محمدؐ نبی تھے آدمؑ بنے نہیں تھے، حسینؑ وارث محمدؐ ہیں۔ تو اب یہ نہ سمجھئے کہ یزید بے کار آدمی جمع کر رہا ہے یہ آدمیوں کو خاطر میں لائے جو محمدؐ کا وارث ہو۔ حضور سرور کائناتؐ 'نور' اپنے لئے ارشاد فرمایا اول ما خلق الله نوری سب سے پہلے جو شے خدا نے خلق فرمائی وہ میرا نور تھا۔ حضور سرور کائنات کی حدیث جس کو قرآن کا سپورٹ حاصل ہے، یہ سمجھئے کہ جو بھی بول رہا ہوں، بیک گراؤنڈ میں حدیثیں اور روایتیں رکھ کے بول رہا ہوں۔

حضورؐ کی حدیث اول ما خلق الله نوری سب سے پہلے جو شے خدا نے خلق کی وہ میرا نور تھا، اب یہاں پر لفظوں کا دم ٹوٹ جاتا ہے، زبان جبرئیلؑ کی طرح کانپ کر پیچھے رہ جاتی ہے کہ آگے بڑھیں تو جل جائیں، اس لئے کہ ہم کیسے بیان کریں گے اس موضوع کو، اگر ہم کہیں کہ دنیا میں کچھ نہ تھا تو غلط، اسلئے کہ دنیا ہی نہ تھی۔ دنیا مخلوق ہے محمدؐ کا نور اوّل مخلوق۔ اگر ہم کہیں کہ دنیا میں سناٹا تھا تو غلط سناٹا مخلوق ہے محمدؐ اوّل مخلوق۔ اگر ہم کہیں کہ اندھیرا تھا تو غلط اس لئے کہ اندھیرا مخلوق ہے اور محمدؐ اوّل مخلوق۔ ہماری تو سمجھ ہی کانپنے لگتی ہے وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ زبان کے پاس لفظیں نہیں ہیں جو ایکسپلین کرے۔

اللہ تھا بس اور یہ بس بھی کہنا زبان کی مجبوری ہے، بس بھی نہیں اس لئے کہ لفظیں بھی مخلوق ہیں۔ اسکے آگے کچھ بولنے کا موقع ہی نہیں۔ پھر اللہ کی مرضی یہ ہوئی کہ اللہ کی مشیت میں یہ گذرا کہ کوئی اسے پہچانے تو اس نے ایک نور خلق کیا کہاں خلق ہوا جگہ ہوتی تو بتاتی، کب خلق ہوا زمانہ ہوتا تو گواہی دیتا۔ نہ زمان ہے نہ مکان۔ جگہ ہے نہ زمانہ۔ دیکھئے ہم فاصلے ناپتے ہیں تو اس لئے ناپتے ہیں کہ کلکولیشن ہوتا ہے کہ لکھنؤ سے بمبئی کا اتنا فاصلہ ہے تو پتہ لگتا ہے کہ اتنا طے ہوا اتنا باقی ہے۔ اتنے دن

باقی ہیں محرم آنے میں۔ وہاں کوئی تھا ہی نہیں تو وہاں کیا، کب، کہاں، کیا؟

ایک نور خلق ہوا اللہ نے خلق کیا کب خلق ہوا یہ جملہ غلط، کہاں خلق ہوا یہ جملہ غلط، اس لئے کہ کہاں کے لئے جگہ ضروری ہے جگہ تھی ہی نہیں، کب کے لئے زمانہ ضروری ہے زمانہ تھا ہی نہیں۔ تو زمان و مکان سے پہلے بنا۔ اب وہ نور پڑھنے لگا اللہ پڑھانے لگا اور وہ سیکھنے لگا اللہ سکھانے لگا۔ اللہ علم دینے لگا وہ نور علم لینے لگا۔ اللہ مرتبہ بڑھانے لگا تو اس نور کا مرتبہ بڑھتا رہا۔ کوئی گواہ نہیں کہ کتنے دنوں پڑھا دن ہوں تو گواہی دیں وہ پڑھتا رہا وہ پڑھاتا رہا وہ سیکھتا رہا وہ سکھاتا رہا۔ وہ مرتبے دیتا رہا وہ مرتبے پاتا رہا۔ وہ عزتیں بخشتا رہا وہ معزز ہوتا رہا۔

دیکھئے بہت احتیاط سے لفظیں استعمال کر رہا ہوں یہاں تک کہ یہ نور اتنا کامل ہو گیا کہ جتنا مخلوق کامل ہو سکتا ہے اب اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے خدا نے میرا نور خلق کیا۔ اب جب یہ نور مکمل ہو گیا اب یہ نور بھی ایک اور اس کا بنانے والا بھی ایک۔ بننے والا بھی ایک مگر دونوں کی یکتائی میں فرق تھا بنانے والا ایسا ایک جو دو حصّوں میں نہیں بٹ سکتا۔ بننے والا ایسا ایک جو دو حصّوں میں بٹ سکتا ہے۔ عربی بڑی زبان ہے اردو چھوٹی زبان ہے بڑی زبان میں مطلب کو ظاہر کرنے کے بہت سے طریقے ہیں چھوٹی زبان میں کم ہوتے ہیں۔ عربی میں اس اکائی کو جو تقسیم نہ ہو احد کہتے ہیں۔ اور اس اکائی کو جو تقسیم ہو واحد کہتے ہیں۔ وہ اکائی جب بٹ جائے وہ واحد ہے وہ اکائی جو نہ بٹے احد ہے۔

میں ایک آدمی ہو کہیں جاؤں گا تو لوگ کہیں گے کہ ایک آدمی آیا۔ تو ہوں میں ایک مگر واحد ہوں، احد نہیں ہوں اسلئے کہ ہوں تو ایک مگر دو ہاتھ ہیں، دو آنکھیں ہیں، دو کان ہیں، بتیس دانت ہیں، سر میں لاکھوں بال ہیں۔ آگ، پانی، مٹی، ہوا سے مل کر بنا ہوں پھر مجھے دو ٹکڑوں میں بانٹ دیجئے تو دو حصّوں میں بٹ جاؤں گا

صفرا،بلغم،خون سے مل کر بنا ہوں۔چار ٹکروں میں حل کر بانٹ دیجئے تو چار ٹکڑوں میں بٹ جاؤں گا۔تو میں واحد ہوں احد نہیں ہوں۔احد وہ ہے کہ جو نہ بہت سی چیزوں سے مل کر بنا ہو اور نہ تقسیم کیا جا سکے تو خالق احد ہے اور مخلوق واحد ہے۔جب اس نے اپنی یکتائی کی بات کی تو کہا قل ھو اللہ احد اور جب نور نے اپنی یکتائی کی بات کی تو کہا انا و علی من نور واحد۔صلوات!

وہ ایسی اکائی ہے جہاں دوئی کا تصور نہیں ہے۔وہ نور ایک تو تھا مگر اللہ نے ایک کو دو میں بانٹا،دو کو پانچ میں باٹا،پانچ کو بارہ میں باٹا،بارہ کو چودہ میں بانٹا سب ایک بھی ہیں اور الگ الگ بھی۔علم میں،سیرت میں،کردار میں،ایک ہیں دیکھنے میں الگ الگ بھی ہیں۔اب مشیت میں یہ گذرا کہ کائنات بنے۔میں کہوں گا معبود اس حقیر بندے کی بھی سن لے بہت ذلیل بندہ ہے تیرا،یہ دماغ تو نے دیا ہے لہٰذا کچھ کہنے کی اجازت۔اب ان سے بہتر نہیں بنیں گے۔اب جو رہیں گے اچھے برے نیک بد سب مل کے رہیں گے۔فسادی بھی ہوں گے،جھگڑالو بھی ہوں گے،غاصب بھی ہوں گے ظالم بھی ہوں گے۔ارے کیا فائدہ ہے ایسا بنانے سے بس یہ تجھے پہچانتا رہے تو اس کی معرفت میں اضافہ فرماتا رہے۔کافی ہے بس۔

انہوں نے کہا کیا سبحان اللہ اچھی کہہ رہے ہو یعنی اس نے تو مجھے پہچان لیا اب اس کو پہچاننے والے بھی تو کچھ ہوں۔اب کائنات اس لئے بنے گی کہ اب اس کے ذریعے مجھے پہچانیں۔تب ہی کائنات بنی تو ملائکہ بنے آدمؑ سے پہلے فرشتے بن گئے۔یہ واضح رہے انسانوں کا پیغمبر تو بہت بعد میں آیا۔زمین،آسمان چاند،سورج،درخت،یہ سب آدمی سے پہلے بنے تھے،فرشتے بنے،حدیث رسولؐ سنئے۔ارشاد فرماتے ہیں کہ ملائکہ بن کے تیار ہوئے تو خدا تو دکھائی نہیں دیا تو جو خالق جس طرح ہم کو دکھائی نہیں دیتا اسی طرح فرشتوں کو بھی دکھائی نہیں دیتا۔اور یہ نور

سامنے دکھائی دے رہا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جب فرشتے بنے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ ہمیں سجدہ کریں فسبحنا ہم نے تسبیح شروع کی تو ملائکہ نے تسبیح شروع کی ۔ چلو اچھا ہوا کہ تسبیح شروع کردی ورنہ بڑے بڑے نصیری ہوتے ۔ اور یہ بھی دیکھئے جمع کا صیغہ ہے ''ہم نے تسبیح کی'' جب ایک آدمی کوئی کام کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ''میں نے یہ کام کیا'' ہم کئی آدمی مل کے کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ 'ہم نے یہ کام کیا' انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے تسبیح کی بلکہ کہا کہ ہم نے تسبیح کی اس کا مطلب کہ کئی نور مل کے تسبیح کر رہے تھے۔

تو ملائکہ نے تسبیح کی۔ اب اس کے بعد بہت بعد میں خلقتِ آدمؑ ہوئی اور پیکر آدمؑ بنا۔ اب ان کے علم کو عام آدمیوں کے علم سے ان کے مرتبے کو عام آدمیوں کے مرتبے سے ان کے وقار کو عام آدمیوں کے وقار سے نہ ملایئے۔ دیکھئے جو بات میں کہہ رہا ہوں نہ یہ جوشِ عقیدت ہے نہ محبت ہے بلکہ قرآن نے جو گائیڈ لائن دی ہے اس کے مطابق ہے۔ اللہ نے اپنے حبیب کو دو وجود عطا کئے ۔ یہ نہ کہہ دیجئے گا کہ کفر بک گئے ہیں، یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ خود سے انہوں نے چھین لئے، اللہ نے عطا کئے ان اللّٰہ علی کل شیء قدیر اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ ایک وجود وجودِ نوری ہے جس میں محمدؐ خلقتِ کائنات سے پہلے سے ہیں اور فنائے کائنات کے بعد تک رہیں گے۔

دیکھئے غور کیجئے میں کیا کہہ رہا ہوں یہ معاملے بڑے نازک ہیں۔ کل کو اعتراض کرنے والے کھڑے ہو جائیں کہ اطہر صاحب نے مغل مجد میں پڑھ دیا کہ وہ قدیم ہیں قدیم نہیں کہہ رہا ہوں۔ قدیم وہ ہے جو ہمیشہ سے ہو میں یہ نہیں کہتا کہ رسولؐ ہمیشہ سے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ کائنات کے بننے سے پہلے سے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ رہیں گے، میں یہ کہتا ہوں کہ اس کائنات کے فنا ہو جانے کے

بعد تک رہیں گے۔

واضح ہوگئی بات کہ حضورؐ کا وجود نوری کائنات کے بننے سے پہلے سے ہے کائنات کی فنا کے بعد تک رہے گا۔ یہ ان کے رسول آدمؑ کی حیثیت ہے جس حیثیت سے وہ آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک ہر ایک پر گواہ ہیں جس حیثیت سے قیامت تک اُمت وسط پر گواہ ہیں جس حیثیت سے ان کے سینے میں قرآن کا علم ہے۔ جس حیثیت سے وہ ہر خشک وتر کے جاننے والے ہیں۔ اور ان کا وجود ظاہر ہے۔

وجودی ظاہری ہمارے حساب سے، ہمارے ماہ وسال کے حساب سے ہمارے کیلنڈر کے حساب سے چاند والے کیلنڈر کے حساب سے ترسٹھ برس بنتی ہے۔ ۱ھ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ ۱۱ھ میں رحلت کر گئے۔ چاند کا کیلنڈر گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے سورج کے کیلنڈر سے آپ کی عمر مبارک ترسٹھ سال بنتی ہے۔ یہ اللہ کا کرم ہے یہ اس کا احسان ہے۔ یہ انسانوں پر اس کی عزت افزائی ہے کہ اس نے اپنے نور کو ہمارے درمیان انسانی صورت میں بھیج دیا تا کہ ہم اس سے ہدایت پاسکیں، اس سے مصافحہ کریں، اس کے پیچھے نماز پڑھیں، اس کے ہاتھ چومیں، اس کی زیارت کریں، یہ اللہ کا ہمارے اوپر بے انتہا کرم ہے۔ کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے میں ایک شعر آپ کو سنادوں، مجھے بہت پسند ہے۔ اسی مضمون کو اردو کے ایک شاعر نے نظم کیا ہے

اللہ اللہ یہ شرف آدم خاکی تیرا
مصطفیٰؐ پیکر انساں میں نمایاں ہوجائے

(آدمِ خاکی سے مراد مٹی سے بنا ہوا آدمی) کہ ہمارے جیسے جسم میں ہمارے جیسی شکل میں اللہ نور اول کو بھیج دے۔ صلوات۔!

عزیزان گرامی! اس کی مثال بھی سن لیجئے۔ پرانی باتیں ہیں پرانا

نیا سب پڑھتا رہتا ہوں اور میں اس کا قائل نہیں ہوں ۔ بہت سے لڑکے اس سال سمجھدار ہوئے ہیں پچھلے سال سمجھدار تھے ہی نہیں ۔تو ان کے لئے جو بھی پرانا پڑھوں سب نیا ہے ۔دیکھئے اس کی مثال ہے بہت پرانی ، ہمارے گھروں میں اس کی مثال رکھی ہوئی ہے ۔ہر مسلمان کے گھر میں پر فیملی کم از کم ایک کاپی قرآن کی ضرور ہے ۔ایک کاپی سے زیادہ بھی ہیں ۔مگر کم سے کم ایک ضرور ہے ۔چنانچہ ہمارے گھر میں بھی ہے ۔ہم بھی مسلمان ہیں اور ہم خاندانی مسلمان ہیں ، باپ دادا پردادا کے وقت سے مسلمان ہیں لہٰذا ہمارے یہاں پرانے وقتوں سے قرآن ہے ۔ ہمارے والد کے زمانہ میں بھی قرآن تھا گھر میں ، وہی آج بھی ہے اور ایک میز پر رکھا رہتا ہے ۔جس کو پڑھنا ہوتا ہے وہ پڑھتا ہے اور پھر میز پر رکھ دیتا ہے ۔

اور والد صاحب کے زمانے کی میز بھی پرانی ہے ۔ہم ایک دن وہ قرآن پڑھ رہے تھے اور معنی دیکھ دیکھ کے پڑھ رہے تھے ۔تو اس میں آیت نکلی جس میں لکھا تھا لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعاً یہ قرآن وہ ہے کہ اگر ہم پہاڑ پر اتار دیں تو تم دیکھو کہ پہاڑ خوف خدا سے سرمہ ہو جائے گا ۔ہم بہت دیر اس آیت کو پڑھتے رہے غور کرتے رہے اس کے بعد قرآن بند کر کے رکھا ایک مولانا ہمارے دوست تھے ان کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں اس والے قرآن کی زیارت کرا دیجئے انہوں نے گھور کر دیکھا کہنے لگے ''اس والا'' کونسا؟ قرآن تو ایک ہی ہے ۔ میں نے کہا نہیں دو ہیں ۔کہنے لگے کیا بکتے ہو؟ قرآن ایک ہے ۔الحمد للہ کعبہ ایک ہے ۔رسولؐ ایک ہے مسلمانوں میں فرق نہیں ۔میں نے کہا نہیں بھائی قرآن دو ہیں ۔ ہمارے یہاں والا وہ والا نہیں ہے ۔انہوں نے کہا کہ یہ آپ خواہ مخواہ کی کیا باتیں کر رہے ہیں ۔میں نے کہا بھائی قرآن میں یہ لکھا ہے کہ اگر '' قرآن پہاڑ پر اترے تو پہاڑ سُرمہ ہو جائے'' میرے گھر میں وہ والا قرآن نہیں ہے وہ ایک پرانی

میز پر برسوں سے رکھا ہوا ہے آج تک میز کا ایک پایا نہیں ٹوٹا۔ میں وہ قرآن دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو ہمالیہ پہ اترے تو ہمالیہ سُرمہ ہو جائے۔

انہوں نے کہا کیا بے وقوف پاگل آدمی ہو یہ وہی قرآن ہے قرآن میں اتنا وزن علم ہے۔ کہنے لگے تم آیت کا مطلب نہیں سمجھے تم جاہل آدمی ہو تمہاری دنیا کی سب سے مضبوط چیز پہاڑ ہے ہماری دنیا میں پہاڑ سے زیادہ کوئی چیز مضبوط نہیں ہے۔ پہاڑ ہماری دنیا کی سب سے مضبوط شے تھی اس کو مجبوراً مثال میں پیش کیا گیا کہ تمہاری دنیا میں جو سب سے مضبوط ہے پہاڑ، وہ بھی قرآن کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ اب سمجھو کہ محمدؐ کا سینہ کیا ہے؟ جس نے قرآن کا بوجھ اٹھالیا اب جب اللہ کی مرضی یہ ہوئی کہ اس کتاب ہدایت کو ہماری رہبری کے لئے بھیجا جائے۔ تو اگر اسی نوری جگمگاہٹ کے ساتھ آجاتی تو جو ہمالیہ کو سرمہ کردے مغل مسجد کا یہ مجمع اس کے سامنے کیا چیز ہے۔ ارے وہ تو ہمالیہ ہے وہ تو کچھ سرمہ ورمہ ملتا بھی۔ یہاں تو کچھ بھی نہ ملتا۔

یہاں تو قرآن ہدایت کے لئے آیا ہے ہمیں مار ڈالنے کے لئے تو نہیں آیا۔ قرآن کتاب ہدایت ہے ملک الموت تو نہیں ہے۔ لہٰذا جب اللہ کی مرضی یہ ہوئی کہ قرآن ہمارے درمیان ہدایت کے لئے آئے تو اگر اسی جگمگاہٹ کے ساتھ آتا تو ہم مرجاتے فیض نہ اٹھا پاتے۔ لہٰذا اللہ نے ہمارے درمیان قرآن کو بھیجنے کے لئے الفاظ کا پیکر دیا۔ کاغذ کا پیرہن دیا تو وہ کتاب نور ہمارے درمیان بشکل کتاب آئی۔ اگر الماری میں چار پانچ موٹی موٹی کتابیں رکھی ہیں اور ان میں ایک قرآن بھی ہے، اور آپ کا نوکر بالکل جاہل ہے۔ تو جب تک جلد کا رنگ نہ بتایئے گا اس وقت تک ضروری نہیں کہ وہ قرآن لے آئے نوکر کو بتایئے کہ کونے میں لال جلد کی جو موٹی سی کتاب رکھی ہے وہ لاؤ، تب وہ لائے گا۔ اس لئے کہ قرآن دیکھنے میں ایک موٹی سی

کتاب ہے حقیقت میں نور ہے، تو دیکھنے میں کچھ ہوتا ہے اصلیت میں کچھ ہوتا ہے جس طرح قرآن دیکھنے میں کتاب ہے اصلیت میں نور ہے۔ ویسے ہی محمدؐ اور آلِ محمدؐ دیکھنے میں بشر ہیں اصلیت میں نور ہیں۔ صلوات۔!

اب سمجھیے حضور مسئلہ کیا ہے۔ یہ قرآن کیا ہے؟ یہ رسولؐ کیا ہیں؟ یہ حضور نور ہیں، سرور کائنات کا وجود نوری ہے۔ لوگوں کو غلط فہمی جو ہوئی اور ایک طبقہ پیدا ہو گیا ایسا کہ جیسے ہم ہیں ویسے وہ۔ یہ غلط فہمی اس وجہ سے ہوئی کہ صورت ہماری جیسی، چلنا پھرنا ہمارے جیسا، کھانا پینا ہمارے جیسا، خاندان ہمارے جیسا، کہنے لگے جیسے ہم ویسے وہ۔ بالکل یہی معاملہ قرآن کا بھی ہے۔ اب جو ہاتھوں میں قرآن لیا تو کہا کہ تاج کمپنی میں چھپا ہے۔ مثلاً مکتبہ نظامی دہلی میں چھپا ہے۔ باہتمام اظہار حسین، حیدری کتب خانہ میں چھپا ہے۔ ہم نے کہا یہ نہیں چاہئے۔ ہم کو اللہ والا قرآن چاہئے۔ اظہار حسین صاحب والا نہیں چاہئے، انہوں نے کہا ارے دیوانے آدمی یہ وہی ہے، ہم نے کہا اس پر لکھا ہے 'باہتمام اظہار حسین صاحب'۔ ہمیں وہ چاہئے جو اللہ نے رسولؐ کو بھیجا۔ کہنے لگے یہ وہی ہے چھاپا انھوں نے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر قرآن پر پریس لائن پڑی ہوتی ہے۔ جس کے اہتمام سے چھپا، وہ پڑا ہوتا ہے۔ جس کاتب نے لکھا اس کا نام ہوتا ہے۔ مگر اصلیت میں وہ کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ سب ظاہر ہے۔ ویسے ہی نبیؐ اور اماموں کا بھی خاندان ہے، نسل بھی ہے گھرانہ بھی ہے، مگر اصلیت میں وہ کچھ اور ہیں اور ظاہر کچھ اور ہے۔ صلوات۔!

غور فرما رہے ہیں آپ کہ یہ تو رسولؐ ہو گئے۔ ساری گفتگو حضورؐ کے نورانی ہونے پر ہے کہ ہمارے رسولؐ نور تھے لیکن دیکھنے میں ہمارے جیسے تھے بس جن نظروں میں تیزی کم ہے وہ اپنے ہی جیسا سمجھ بیٹھے۔ ایسا نہیں ہے۔ پھر سے غور کیجئے۔ مٹی کا بنا انسان قرآن کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ قرآن کتاب علم ہے، قرآن

کتاب نور ہے۔ اس نور کو خاک نہیں اٹھا سکتی اس نور کو سنبھالے گا تو نور ہی سنبھالے گا۔ اور یہ میں عرض کر دوں کہ محمدؐ نور ہیں تو حسینؑ وارث نور ہیں۔ محمدؐ علم ہیں تو حسینؑ وارث علم ہیں۔ محمدؐ عصمت ہیں تو حسینؑ وارث عصمت ہیں۔ محمدؐ طہارت ہیں تو حسینؑ وارث طہارت ہیں۔ محمدؐ جلالت ہیں تو حسینؑ وارث جلالت ہیں۔

عزیزان گرامی! نور کی جگہ ہمیشہ نور ہی آتا ہے۔ شمع پروانے کی کہانی اگر شاعری کی حد تک رہے تو ٹھیک، ہم کو شاعری سے بھی دلچسپی ہے اور ہم بھی زندگی بھر لٹریچر کے عادی رہے، منبر پر نہ ہی زیر منبر بیٹھیے تو سیکڑوں شعر سنائیں گے اور بڑے اچھے اچھے شعر سنائیں گے رات بھر سناتے رہیں گے اور آپ نہ تھکیں گے، لیکن وہ شاعری ہے اصلیت نہیں ہے۔ بمبئی میں شاید پروانے نہیں ہوتے یا ہوتے ہوں، ہمارے یہاں لکھنؤ میں برسات کے بعد کا جو موسم ہوتا ہے تو شمع جلا دیجئے پروانوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کو شمع سے محبت نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ سیدھا شمع کی لو پر حملہ کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی گرمی سے خود جل جاتا ہے۔ شمع کو نہیں بجھا پاتا۔ صلوات!

دیکھئے بلب میں سمجھ میں نہیں آتا ہم نے پروانوں کے سیزن میں گھنٹوں اپنی جوانی میں ذاتی تجربہ کیا ہے۔ وہ یوں حملہ کرتا ہے یہ اور بات ہے کہ زد پر آجاتا ہے تو خود جل جاتا ہے مگر حملہ آور ہوتا ہے۔ جب زیادہ پروانوں کا ڈھیر ہو جائے تو شمع بجھا دیجئے پروانے بھاگ جائیں گے۔ معلوم ہوا پروانے روشنی نہیں دے سکتے روشنی دے گی تو شمع کی جگہ شمع ہی دے گی۔ صلوات!

اور پروانے میں وفاداری بھی نہیں ہوتی ہے آپ اس پلر کے پاس شمع جلائیے سب پروانے یہاں جمع ہو نگے اس کے بعد اس پلر کے پاس شمع جلا کے اس شمع کو بجھا دیجئے، سب اُدھر چلے جائیں گے شمع مردہ سے سارے پروانے منہ پھیر

لیں گے۔صلوات!

تو عزیزان گرامی! حضورؐ نور ہیں ،حضورؐ علم ہیں ،حضورؐ ہدایت ہیں۔حسینؑ وارث نور ہیں جب ظلمتیں بڑھیں تو حسینؑ نے اپنی روشنی تیز کی۔حسینؑ وارث علم ہیں جب ابوجہل کا وارث سامنے آیا تو حسینؑ نے مقابلہ کیا۔حسینؑ وارث ہدایت ہیں جب ضلالت کا طوفان حد سے گذرنے لگا تو حسینؑ نے پرچم ہدایت بلند کیا۔زندگی رہی تو کل بات آگے بڑھے گی۔

فلک پر محرّم کے چاند نے نمایاں ہو کے دنیا کو خبر دے دی کہ سیدہؑ کے لال کی صف عزا بچھنے کا زمانہ آ گیا۔السلام علیك یا اباعبدالله اے حسینؑ ہمارا سلام قبول کیجئے۔یہ غلام آپ کو سلام پیش کرنے آئے ہیں یہ اجتماع آپ کی عظیم قربانی کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہے۔آج چاند رات ہے کل محرّم کی پہلی ہوگی۔یہ تاریخ ہمیشہ سے آلِ رسولؐ کے لئے غم والم کی تاریخ رہی ،حزن وملال کی تاریخ رہی، گریہ وبکا کی تاریخ رہی۔

محرّم کی پہلی تاریخ کے لئے روایت میں ہے کہ محرّم کا چاند دیکھ کے امام جعفر صادقؑ باآواز بلند گریہ فرماتے تھے اور اتنی بلند آواز میں گریہ فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کو اطلاع ہو جاتی تھی کہ محرّم کا چاند ہو گیا۔امام جعفر صادقؑ رو رہے ہیں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کے جدِّ بزرگوار کی تعزیت پیش فرماتے تھے۔

امام رضا علیہ السلام کے دربار میں پہلی محرّم تھی ،یاس وحسرت کی تصویر بنے ہوئے لوگ بیٹھے تھے امامؑ کی آنکھوں میں آنسو تھے ذکر امام حسینؑ ہو رہا تھا کہ مشہور شاعر دعبلؒ خزائی حاضر ہوئے۔آ کے امامؑ کو سلام عرض کیا امام نے دعبلؒ کو آتے دیکھا فرمایا مرحبا انت ناصرنا ومادحنا دعبلؒ مرحبا تم ہمارے ناصر

ہوتم ہمارے مداح ہو۔ دعبلؒ آج محرّم کی پہلی ہے کیا تم نے ہمارے جدؑ کے لئے مرثیہ کہا ہے؟ دعبلؒ نے ہاتھ جوڑ کے کہا مرثیہ ہی کہا ہے اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ مرثیہ سنانے آیا ہوں۔ کہا اچھا دعبلؒ ٹھہر وابھی نہیں۔

اپنے دست مبارک سے پردہ آویزاں کیا، بیت الشّرف میں گئے سیدانیوں کو اطلاع دی بیبیوں آؤ تمہارے جدؑ کا مرثیہ ہونے والا ہے۔ شاہزادیاں رسولؐ زادیاں پردہ کے پیچھے آکر تشریف فرما ہوئیں۔ اب امامؑ نے اجازت دی کہ دعبلؒ مرثیہ پڑھو۔ دعبلؒ نے مرثیہ پڑھا جس کا پہلا مصرع یوں تھا ''اے فاطمہؑ اے خیر خلق کی بیٹی، اٹھ کے دیکھئے آسمان عزت کے ستارے زمین پہ بکھرے پڑے ہیں''۔ دعبلؒ مرثیہ پڑھنے لگے امامؑ گریہ کرتے رہے۔ جو لوگ حاضر تھے وہ لوگ بھی گریہ کرتے رہے۔ پسِ پردہ سیدانیاں گریہ کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ دعبلؒ نے مرثیہ تمام کیا مرثیہ جہاں پر تمام ہوا وہاں پر اس مضمون کا شعر تھا کوئی مدینہ میں سو رہا ہے کوئی نجف میں سو رہا ہے کوئی کربلا میں سو رہا ہے کوئی بغداد میں سو رہا ہے۔ یہ واضح رہے کہ ساتویں امامؑ تک کا زمانہ گذرا تھا تو دعبلؒ نے وہیں تک کا ذکر کیا تھا۔

جب مرثیہ ختم کر چکے تو امامؑ نے ایک شعر کا اضافہ کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ''اور کوئی سب سے دور زمین طوس پہ سو رہا ہے'' فرمایا دعبلؒ یہ شعر شامل کرلو۔ دعبلؒ نے شعر شامل کیا پڑھا پڑھنے کے بعد ہاتھ جوڑ کر عرض کی یا بن رسولؐ اللہ میں آپ کے گھرانے کا پرانا غلام ہوں ہمیشہ آپ ہی کی ڈیوڑھی سے وابستہ رہا ہوں مگر حیرت کی بات ہے کہ آج تک مجھے یہ نہ معلوم ہوا کہ زمین طوس پر کس کی قبر ہے؟ امامؑ نے فرمایا دعبلؒ صحیح کہہ رہے ہو تمہیں کیسے معلوم ہوتا یہ تو میری قبر بنے گی۔ ابھی قبر بنی نہیں ہے۔ زمیں طوس پر تو میں دفن کیا جاؤں گا۔ غضب یہ ہوا کہ دعبلؒ نے شعر دوبارہ پڑھ دیا بس جیسے ہی شعر دوبارہ پڑھا اندر سے ایک کنیز تڑپتی ہوئی آئی اے دعبلؒ چپ

ہوجا امام رضاؑ کی بہن کو غش آ گیا ہے اے میرے آٹھویں امامؑ کی بہن بھائی کی خبر شہادت نہ سن سکیں۔ ہائے شہزادی زینبؑ، حسینؑ کی بہن نے بھائی کے سر کو نیزہ پہ دیکھا بھائی کے لاشے کو پامال ہوتے دیکھا۔ ہماری جانیں قربان زینب کبریٰؑ پر۔

الا لعنۃ اللہ

تیسری مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِہِمْ اَجمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَومِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ ''اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًا''۔ صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں جناب عیسیٰؑ کی گفتگو ذکر فرما رہا ہے جس میں جناب عیسیٰؑ ارشاد فرما رہے ہیں کہ میرے اوپر پروردگار کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئیگی۔ اور جس دن میں دوبارہ پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

سلسلہ کلام ذہن عالی میں ہوگا۔ ہمارے آپ کے درمیان جس گفتگو کا آغاز ہو چکا ہے السلام علیک یا وارث محمد حبیب اللہ اے

حسینؑ آپ پر سلام ہو وہ حسینؑ جو محمدؐ حبیب خدا کے وارث ہیں۔

کل میں نے آپ سے سرور کائنات کی نورانیت کے متعلق عرض کیا تھا کہ اللہ نے اپنے حبیبؐ کو نور سے بنایا اور ہماری شکل وصورت میں ہمارے درمیان بھیجا۔ میں چاہتا ہوں کہ بہت ٹھنڈے دل سے میری قوم کے بچے سمجھ لیں تا کہ غلط فہمیاں، گمراہیاں جو ہیں وہ دور ہو جائیں پھر میں دھیرے دھیرے ریپیٹ کرتا ہوں اپنے جملوں کو تا کہ ذہن میں بیٹھ جائے کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو نور سے بنایا اور ہماری جیسی شکل اور صورت میں ہمارے درمیان بھیجا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نور سے بنایا تو نور ہی کی شکل میں بھیجا کیوں نہیں؟ اور جب ہماری شکل میں بھیجا تو ہمارے جیسا بنایا کیوں نہیں؟ یہ مسئلہ الجھ گیا کہ اگر نور سے بنایا تھا تو نور کی شکل میں بھیجا کیوں نہیں؟ اور ہماری شکل میں بھیجا تھا تو جس میٹیریل سے ہم بنے ہیں اس سے بناتا۔ یہ کونسی پالیسی ہے؟ بنائیں گے نور سے بھیجیں گے ہماری شکل میں۔ جو غلط فہمی پیدا ہوئی دھوکا جو لوگوں نے کھایا وہ اس لئے کھایا کہ اپنے جیسا دیکھا تو اپنے جیسا سمجھا۔ آپ کو اپنی شکل میں دیکھا تو اپنے جیسا سمجھا۔

ایک زیور آپ نے بنایا تو سونے سے اور اس پر خوب چاندی کی پالش کر دی اور رکھ دیا بازار میں، تو جو دیکھے گا وہ سمجھے گا کہ چاندی کا زیور ہے۔ تو سونے کا بنایا تھا تو سونے والی شکل میں رکھتے چاندی کی شکل میں رکھا تھا تو چاندی کا بناتے۔ اسی سے جھگڑے ہیں۔ اسی سے لڑائیاں ہیں اسی میں ضدم ضدا ہے کہ ہمارے جیسے تھے کہ ہم سے بہتر تھے؟ یہ سب چکر اسی وجہ سے ہے تو میں چاہتا ہوں کہ بزرگ لوگ جو ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں ان باتوں کو اور بزرگوں کے لئے پڑھتا بھی نہیں ہوں۔ وہ خود مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں بچوں کے لئے لڑکوں کے لئے پڑھتا ہوں بات ان کی سمجھ میں آ جائے۔

دیکھئے ایک ہے ضرورت ایک ہے پالیسی۔ مذہب کی ضرورت یہ ہے کہ جو سب سے بڑا رسول ﷺ اس کے پاس سب سے زیادہ علم، سب سے زیادہ لیاقت، سب سے زیادہ صلاحیت، سب سے زیادہ طاقت ہونا چاہئے۔ ورنہ وہ کاہے کا سب سے بڑا۔ ضرورت کا معاملہ یہ ہے کہ رسولؐ آیا ہے قیامت تک کے لئے انسان ابھی کتنا آگے جائے گا، ہے کوئی اس مجلس میں جو بتا دے۔ انسان ابھی اور کتنی ترقی کرے گا، علم کا قافلہ ابھی اور کتنا آگے بڑھے گا، نئی ایجادیں ابھی دنیا کی آنکھوں میں کتنی جگمگاہٹ پیدا کریں گی۔ کسی کو نہیں معلوم کہ دنیا آج سے بیس برس بعد کہاں پر ہوگی۔ کوئی ایک بھی آدمی نہیں بتا سکتا کہ آج سے پچاس برس کے بعد دنیا کہاں پر ہوگی۔ آج سے سو برس بعد دنیا کہاں پر ہوگی۔ آج سے سو برس بعد دنیا کہاں پر ہوگی۔ رسولؐ آیا ہے قیامت تک کے لئے۔

رسولؐ آیا ہے قیامت تک کے واسطے۔ دنیا کا جو آخری دن ہو اس میں دنیا اپنے نقطہ عروج پر جہاں تک پہونچی ہو رسولؐ کے پاس اس سے زیادہ علم ہونا چاہئے۔ اتنے بوجھ کو سنبھالنے کے لئے مٹی کا بنا آدمی کافی نہیں ہے۔ لہٰذا ضرورت کہتی ہے کہ جب اتنا علم کسی میں دیا جائے تو اس کو نوری ہونا چاہئے۔ ورنہ مٹی اتنا بوجھ نہیں اٹھا پائے گی۔ لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں بمبئی آتے ہیں کمائی کرتے ہیں، عرب چلے جاتے ہیں، اور پیسے کماتے ہیں، پھر پلٹ کے دیہات جاتے ہیں تو باپ دادا کے زمانہ کو پرانا مکان تھا کچی مٹی کی دیواریں تھیں اوپر چھپر پڑے ہوئے تھے۔ اب بیٹے کے دماغ میں آیا کہ پیسہ بہت ہے یہ چھپر ہٹاؤ، آر سی سی سیمنٹ لگواؤ۔ تو انھوں نے کہا کہ دادا کے وقت کی دیواریں تو ہیں تو انہوں نے کہا کہ ایسی غلطی بھی نہ کرنا سیمنٹ بھی جائے گی، باپ دادا کے زمانہ کی دیواریں بھی جائیں گی۔ یہ مٹی کی دیوار آر سی سی کا بوجھ نہیں برداشت کرے گی بمبئی میں آر سی سی کی سیمنٹ لگوانا مبارک

ہو۔ آر سی سی کے پلر بھی اٹھواؤ جب تک آر سی سی کے پلر نہیں اٹھیں گے تب تک آر سی سی سیمنٹ کا بوجھ پرانے وقتوں کی کچی جوڑی ہوئی دیواریں نہیں اٹھا پائیں گی۔

تو عزیزان گرامی! جس طرح مٹی کی دیوار آر سی سی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی ویسے ہی مٹی کا بنا ہوا انسان قرآن کے علم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ لہٰذا ضرورت یہ کہتی ہے کہ رسول نوری ہو۔ تو ٹھیک ہے ہو آپ کی جیسی ضرورت ہے ویسا بنالیا ہے۔ ہماری شکل میں کیوں بھیج رہے ہیں؟ اب یہاں تو انوالو ہوتا ہے پالیسی میٹر۔ پالیسی یہ کہ لااکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ریوالور ہاتھ میں لے کر دین نہیں منولیا جاتا۔ چھرا نکال کر دین نہیں منوایا جاتا۔ دین اپنی خوشی کا سودا ہے زبردستی کا نہیں ہے۔ خدا قرآن میں پالیسی ڈکلیر کرتا ہے۔ پالیسی یہ ہے لا اکراہ فی الدین دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے قد تبین الرشد من الغی ہدایت کے راستے کو گمراہی کے راستے سے الگ کر کے بتا دیا گیا ہے۔ یہ پالیسی ہے۔

دوسری جگہ آیت میں ارشاد ہوا انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفوراً ہم نے راستہ دکھا دیا ہے جس کا دل چاہے ہماری نعمت پر شکر ادا کرے جس کا دل چاہے ہماری نعمتوں سے انکار کر دے۔ یہ دونوں آیتیں ہیں جو وہ پالیسی ڈکلیر کر رہی ہیں۔ پالیسی اسلام کی یہ ہے کہ نہ کسی کو جنت میں بھیجا جائے گا کہ کوئی مچلنے لگے کہ ہم جنت میں جائیں گے اور نہ کسی کو فرشتے رسی میں باندھ کر جہنم میں پھینک دیں گے، کہ ہم تو اچھے خاصے پل صراط سے گذر رہے تھے جنت کا دروازہ بالکل سامنے آ گیا تھا، بس جناب ایک ملک آیا اور ایسی ٹانگ اٹھائی کہ دھڑ سے نیچے سیدھے جہنم میں۔ تو نہ اللہ کی پالیسی یہ ہے کہ کسی بندے کو زبردستی جنت میں بھیجے نہ یہ پالیسی ہے کہ زبردستی جہنم میں بھیجے۔ تمہاری جہاں خوشی ہو وہاں جاؤ۔ چاہے جنت

میں جاؤ چاہے جہنم میں جاؤ۔

ہم راستے بتادیں گے بینر لگادیں گے۔ تو پالیسی یہ کہتی ہے کہ دین کے معاملہ میں زبردستی نہ ہو۔ کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے انسان اپنی عقل استعمال کیئے بغیر بوکھلا کے کچھ مانگ لے۔ اگر رسولؐ اس میٹیریل سے بنا ہوتا جس سے سورج بنا ہے اور ہماری بستی میں آجاتا اسی جگمگاہٹ کے ساتھ، تو ہم محض تابش انوار دیکھ کے بوکھلا کے کلمہ پڑھ لیتے، سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ پہلی دفعہ جلوہ دیکھا اور جھک گئے کہتے حضور جلدی سے کلمہ پڑھوا دیجئے، اس لئے کہ اپنے کو دیکھ رہے ہیں اور ان کو دیکھ رہے ہیں، تو عقل استعمال نہ ہوتی محض جگمگاہٹ دیکھ کے کلمہ پڑھتے۔ اللہ یہ چاہتا ہے کہ محض جگمگاہٹ دیکھ کے نہ پڑھو عقل استعمال کر کے پڑھو لہذا پالیسی کہتی ہے کہ ہمارا جیسا ہو ضرورت کہتی ہے نوری ہو دونوں باتیں کیسے ملیں۔ اللہ نے دونوں باتوں کا سنگم اس طرح کیا کہ ظاہر میں ہمارا جیسا ہوگا اصلیت میں نوری ہوگا۔ اب میں پھر اپنی پرانی مثال آپ کو یاد دلا دوں بزرگوں کو یاد آجائے گی بچوں کے لئے نئی ہوگی۔

جب انسانی علم نے الکٹرسٹی ایجاد کی تو دنیا کی ترقی میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ بجلی کی ایجاد سے دنیا آسمان کو چھونے لگی۔ اگر آج دنیا سے بجلی غائب ہوجائے تو انڈسٹری ختم ہوجائے گی۔ پھر انسان پانچ سو برس پیچھے چلا جائے گا۔ لیکن اس کے اندر ایک خطرہ بھی ہے وہ یہ کہ اس کا وائر شارٹ مارتا ہے۔ اور ایسا شارٹ مارتا ہے کہ زندگی ختم ہوجاتی ہے۔ تو 220,240 وولٹ ہے جو گھروں میں آتی ہے جس سے شارٹ لگتا ہے۔ لیکن جو ہائی پاور ہے جس سے کارخانوں میں کام زیادہ چلتا ہے وہاں شارٹ وارٹ نہیں لگتا، جل بھن کے ختم ہوجاتا ہے۔

تو اب یہ تو بہت خطرناک چیز ہوگئی ہے، تو انڈسٹری تو بہت آگے

بڑھے گی، دنیا میں بہت ترقی ہوگی۔ مال تو بہت پیدا ہوگا، دولت تو بہت ملے گی۔ مگر جان تو جائے گی لہٰذا سائنس دانوں نے یہ ترکیب ایجاد کی کہ وائر کے اوپر پلاسٹک کے کور چڑھا دیئے۔ اندر جو کاپر کا وائر چل رہا ہے اس میں کرنٹ دوڑ رہا ہے اوپر سے پلاسٹک۔ اس کور سے آپ اس کو چھوئیے، ہاتھ لگائیے، سوئچ آن کیجئے، آف کیجئے، آپ کی زندگی بھی محفوظ، فائدہ بھی آپ اٹھا رہے ہیں۔ اللہ نے اسی طریقہ سے نور کے اوپر بشریت کا کور چڑھایا۔ صلوات!

جس طریقہ سے جن وائروں کے اوپر الکٹرسٹی دوڑتی ہے ان کے اوپر پلاسٹک کے کور ہوتے ہیں ربر کے کور ہوتے ہیں تاکہ آپ ان کو استعمال کریں بھی اور بخیریت رہیں بھی۔ تو دیکھنے میں تو وہ ڈوری ہے مگر عام ڈوریوں جیسی نہیں ہے اس کے اندر جو وائر ہے اس میں بجلی دوڑ رہی ہے تو ہماری زندگی بچانے کے لئے اس کے اوپر ربر یا پلاسٹک کا کور چڑھا ہے بالکل اسی طرح نبی دیکھنے میں ہمارے جیسا ہے لیکن اگر نور کی جگمگاہٹ کے ساتھ آجائے تو ہم اس سے مصافحہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا بشریت کا کور چڑھا ہے مصافحہ بھی کرو اور فائدہ بھی اٹھاؤ۔ اب اگر ہم اس ڈوری کو عام ڈوری سمجھ کر چبانا شروع کو دیں تو جیسے ہی دانت ٹچ ہوگا کاپر کے وائر سے وہ شارٹ لگے گا کہ منبر کے نیچے۔۔۔۔ اب دیکھا جا رہا ہے کہ زندہ ہیں کہ مر گئے تو اس کو معمولی ڈوری سمجھنا غلط ہے اس لئے کہ اس میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔ بس یہی بات رسولؐ نے سمجھائی تھی قل انما انا بشر مثلکم میں تمہاری طرح بشر ہوں مگر یوحیٰ الیّ مجھ پر وحی آتی ہے۔ صلوات!

تو سمجھے آپ کہ جب یہ گھروں میں لائی گئی، کارخانوں میں لائی گئی، پبلک کے استعمال کے لئے یہ چیز آئی تو اس پر گور چڑھا دیا گیا تو گور چڑھانے کے نتیجہ میں بچے ٹی وی کھول لیتے ہیں، گھر میں آپ کے نوکر جا کر پنکھا کھول بند

کر لیتے ہیں۔مگر ہے خطرناک چیز۔احتیاط سے ہینڈل کیجئے گا لاپرواہی سے نہیں۔جب گھروں میں آتی ہے تو کور چڑھا ہوتا ہے۔

لیکن جب Heavy Electric کے تار کی ایک شہر سے دوسرے شہر کو سپلائی جاتی ہے دیہاتوں میں جنگلوں میں بمبئی سے وائر جاتے ہیں یا گجرات سے بمبئی تار آتے ہیں تو بڑے لوہے کے مینار اور اس پہ موٹے موٹے تار جس پر ہزاروں لاکھوں وولٹ چلتا ہے جو پورے بمبئی شہر کو جگمگا دیتا ہے تو اس کے اوپر ربر کے وائر نہیں ہوتے ہیں اس کے اوپر پلاسٹک کے تار نہیں ہوتے ہیں وہ تار اوپن (Open) ہوتے ہیں۔مگر اس میں احتیاط برتی جاتی ہے، نیچے لال تختی لگا دی جاتی ہے اس پر لکھ دیا جاتا ہے ''Danger'' کہیں نیچے لکھا ہوتا ہے 'خطرہ'۔انٹرنیشنل لنگویج میں، نیشنل لینگویج میں لکھا ہوتا ہے، اور ایک کھوپڑی بنی ہوتی ہے اور دو ہڈیاں ہوتی ہیں، یہ بے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ہوتی ہیں، جو کچھ نہ پڑھ سکیں وہ اس تصویر کو دیکھ کے ڈر جائیں کہ تفریحاً اوپر نہ چڑھا جائے کہ ہم اوپر لٹک کے جھولا جھولیں گے اور اگر آپ نے ایسی حرکت کی تو ایسے ہو جائے گا جیسی تصویر بنی ہے یہ اس سے تفریح لینے کا انجام ہے یہ انتظام ہوتا ہے ہر جگہ تختیاں لگی ہوتی ہیں۔تو جب نیچے اتارا تو کور چڑھایا اوپر جو آگے بڑھے گا وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اسی طرح جب نورؐ دنیا میں آیا تو بشریت کا کور تھا لیکن جب شب معراج جا رہا تھا تو جبرئیلؑ نے بھی کہا آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔صلوات!

اب ممکن نہیں ہے کہ کوئی آگے بڑھ جائے تو حضور سرور کائنات کا وجود جو ہے وہ نوری ہے ظاہر جو ہے وہ بشری ہے۔اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ بات جو ہے وہ کیا ہے؟ اسی لئے وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری طرح چلتے پھرتے ہیں اسی طرح کھاتے پیتے ہیں سوتے جاگتے ہیں لہٰذا ہماری طرح ہیں۔یہ پالیسی ہے اللہ

کی ، یہ پالیسی متاثر نہ ہو لہٰذا ان کو ہماری طرح رکھا۔اس لئے ان کو نور سے بنایا تو حضورؐ نور ہیں۔حضورؐ علم ہیں اب دنیا میں ان کا ایک سفر ہوگا زندگی کا سفر۔اس کے اندر کبھی بچے دکھائی دیں گے۔کبھی جوان دکھائی دیں گے،کبھی بڑھاپا دکھائی دے گا۔

زندگی کے جو اصول ہیں وہ لاگو ہوں گے گرمی ہوگی تو گرمی بھی لگے گی،سردی ہوگی تو سردی کا بھی احساس ہوگا۔کوئی پتھر مارے تو زخم بھی آئے گا ،کھانا نہیں کھائیں گے تو بھوک کی تکلیف بھی ہوگی۔پانی نہیں پئیں گے تو پیاس بھی لگے گی۔اس لئے اگر اللہ ان کو ایسا بنا دے کہ بھوک نہ لگے پیاس نہ لگے زخم نہ آئے گرمی کا اثر نہ ہو سردی کا اثر نہ ہو،تو پھر وہ ہمارے واسطے نمونہ نہ رہ جائیں گے۔انہوں نے کہا صاحب وہ رات بھر عبادت کرتے ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے تھکتے ہی نہیں ہیں ہم تو تھک جاتے ہیں ان کو بھوک پیاس ہی نہیں لگتی ہمیں تو بھوک پیاس لگتی ہے۔ان کو سردی گرمی نہیں لگتی ہمیں تو سردی گرمی لگتی ہے۔انہیں تو زخم ہی نہیں آتے ہمیں تو زخم آجاتے ہیں۔لہٰذا چونکہ ان کا وجود ہمارے واسطے نمونہ تھا لہٰذا ان کو جب بشری جسم دیا گیا تو خالی بشری جسم نہیں دیا گیا بلکہ بشری جسم کی جو کیفیتیں تھیں وہ بھی دی گئیں تاکہ انسانوں کے واسطے نمونہ بن سکیں۔اور انسانوں کے واسطے ایک سبق بن سکیں تو ایسا نہیں ہے کہ حضورؐ کو پانی نہ ملے تو پیاس نہیں لگے گی،ایسا نہیں ہے کہ کھانا نہ ملے تو بھوک نہیں لگے گی۔ایسا نہیں ہے کہ سردی ہو تو ان پر اثر نہ ہو،ایسا نہیں ہے کہ گرمی ہو تو ان کو گرمی نہ لگے،پسینہ نہیں آئیگا لیکن ان کو یہ تصور کر لینا کہ جیسے ہم ہیں ویسے وہ ہیں، یہ غلط ہے۔

اس لئے کہ بہت سی صفتیں ان میں بیشک ایسی ہیں جیسے ہم میں ہیں۔مگر جو علم ان میں ہے وہ ہم میں نہیں ہے۔جو عقل ان میں ہے وہ ہم میں نہیں ہے ۔جتنے خدا سے قریب وہ ہیں اتنے ہم نہیں ہیں جتنا عبادت کا جذبہ ان میں ہے اتنا ہم

میں نہیں ہے۔ لہٰذا یہ تصور کر لینا کہ جیسے وہ ہیں ویسے ہم ہیں، یہ غلط ہے۔ وہ نوری ہیں ہم خاکی ہیں، وہ عالم ہیں ہم جاہل ہیں، وہ جنّت میں لے جانے کے لئے آئے ہیں ہم جنّت کوتلاش کرنے کے لئے آئے ہیں۔

عزیزان گرامی! جب طالب علم مدرسہ میں آتا ہے تو جاہل آتا ہے جب استاد مدرسہ میں قدم رکھتا ہے تو عالِم آتا ہے۔ جو شاگرد کی حیثیت سے آرہا ہے وہ جاہل ہے اسی لئے ہم دنیا میں پیدا ہوئے تو اللہ نے ہمارے لئے کہا کہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئًا تم ماں کے پیٹ سے دنیا میں آئے کچھ بھی نہیں جانتے تھے جاہل تھے۔ اور جب پڑھانے والے آئے تو کسی نے کہا انی عبد اللّٰہ اتنی الکتاب وجعلنی نبیاً میں اللہ کا نبیؐ ہوں مجھے کتاب دی گئی ہے مجھے نبیؐ بنایا گیا ہے کسی نے رسولؐ کے ہاتھوں پہ قرآن پڑھ کے بتایا کہ ہم پڑھ کے آئے ہیں پڑھنے نہیں آئے ہیں۔ صلوات!

ساری دنیا میں جو انسان آئے وہ سب جاہل ہیں آپ جتنا بھی پڑھ لیجئے آپ جاہل ہیں، قبول کر لیجئے کہ آپ جاہل ہیں، اور اسی میں خیریت ہے۔ یہ جاہل انسان جب علم کے سمندر سے دو تین قطرے چکھ لیتا ہے تو ڈاکٹر اقبال جیسا مفکر کہتا ہے

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں\
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے

یہ جاہل انسان جب علم کے سمندر سے دو تین قطرے چکھ لیتا ہے تو آسمان پر کمندیں اچھالتا ہے۔ چاند پر ٹہل کے چلا آتا ہے۔ مریخ پر اپنے سفیر بھیجتا ہے۔ سمندروں کی تہوں کی مٹی لاتا ہے۔ اونچے پہاڑوں میں اپنے پرچم لگاتا ہے۔ کمیونیکیشن کی دنیا میں انقلاب برپا کرتا ہے۔ فضاؤں میں اڑا کرتا ہے

۔ہواؤں کو تسخیر کر لیتا ہے۔ دنیا کے اس حصہ سے بولتا ہے اُس حصہ میں اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ جاہل انسان کا اپنے جہل میں پیدا ہونے کے باوجود روز بروز یہ علم کے کرشمے دکھا رہا ہے۔ جو آج دنیا میں ہو رہا ہے۔ یہ جاہل انسان کی کارستانیاں ہیں جس سے آپ دنیا کو جگمگاتے دیکھ رہے ہیں تو جب جاہل پیدا ہونے والا چند گھنٹوں میں یہاں سے وہاں پہونچ جاتا ہے تو اگر عالم پیدا ہونے والا اشارہ سے سورج کو پلٹا دے تو تعجب کیسا؟ صلوات!

یہ سارے علم کے کھیل ہیں۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دنیا کہاں سے کہاں پہونچ گئی شروع شروع میں بمبئی آئے تھے تو ٹیلیگرام کرتے تھے۔ اب برسوں ہو گئے ہم نے ٹیلیگرام کیا ہی نہیں نہ ہمارے پاس آیا۔ اب اتنی جلدی جلدی ایجادیں پرانی ہو گئیں کہ حیران ہوئے جاتے ہیں۔ کمپیوٹر کی ایجاد نے دنیا میں چکا چوند پیدا کر دی کہ انسان کہاں سے کہاں پہونچا جا رہا ہے۔

عزیزان گرامی! پہلے مٹی سے بنے انسان کی حد سمجھ لیجئے آج جو ہم کو لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو اطہر صاحب حد سے بڑھا دیتے ہیں۔ بس بولنے پہ آئے تو بولتے چلے جاتے ہیں، وہ تو علیؑ کو خدا بنائے دے رہے ہیں اپنی تقریروں میں، ارے میاں کیا جہالت کی بات کرتے ہو اطہر صاحب کو آتا ہی کیا ہے جو بولیں گے، جانتے ہی کیا ہیں جو پڑھیں گے، لیکن ہاتھ جوڑ کے میں آپ سے کہتا ہوں کہ علیؑ اور نبیؐ کی باتیں نہ کیجئے چھوٹا منہ بڑی بات زیب نہیں دیتی۔ علیؑ اور نبیؐ کے لفظ منہ سے نہ نکالئے پہلے اپنی حد بتا دیجئے کہ آپ کی حد کہاں ہے۔ ابھی تو اپنی حد نہیں معلوم ہو رہی ہے۔ ہر دن تو نئی چیز سامنے آ رہی ہے۔ اب یہ جینیٹکس والا معاملہ سامنے آ رہا ہے، اب یہ کلوننگ والا معاملہ سامنے آ رہا ہے۔ یہ سب جاہل انسان کی برکتیں ہیں۔

لوگ مولویوں سے بھی تفریح لیتے ہیں۔ یہ کلوننگ کے لئے اسد مکا

کیا خیال ہے۔ میں نے کہا اہل بیتؑ کے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ کہہ کے میں نے قرآن کی آیت پڑھی۔ سنئے بات میں بات آگئی ہے تو سنا دوں۔ ارشاد ہو رہا ہے اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفة فاذا هو خصیم مبین وضرب لنا مثلا و نسی خلقه قال من یحی العظام وهی رمیم قل یحیها الذی انشاء ها اول مرة وهو بکل خلق علیم سورہ یٰسٓ کی آخری آیتیں ہیں ایک شخص رسول اللہؐ کے پاس آیا اور وہ انسانی ہڈی لایا تھا کہیں سے بہت پرانی چار سو سال پرانی ہڈی اس کو مل گئی تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہڈی تو کیلشیم ہوتی ہے۔ وہ رسولؐ اللہ کے سامنے آیا اس نے ہتھیلی پر وہ ہڈی رکھی اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس پر زور دے کے اس نے مسل دیا تو وہ بالکل پاوڈر کی شکل کی ہوگئی۔ اور اس کے بعد اس نے پھونک مار کر اڑا دی۔ یہ تفسیر میں لکھا ہے جو آپ کو سنا رہا ہوں من یحی العظام وهو رمیم اب اسے کون زندہ کرے گا جب یہ ریزہ ریزہ ہوگئی ہے۔ قرآن نے کہا 'قل' میرے حبیب کہہ دیجئے یحیها الذی انشاء ها اول مرة کیا بتاؤں میرے پاس وقت بھی کم ہے اور میں ان دو لفظوں کو ایکسپلین کروں آپ حضرات کے سامنے۔

عربی بڑی لینگویج ہے جو بات میں نے کل کہی تھی وہی آج ریپیٹ کر رہا ہوں۔ اردو سے زیادہ بات کرنے کے طریقے عربی کے پاس ہیں ''احیا'' اور ہے اور ''انشا'' اور ہے 'احیا' کے معنی ہیں عربی میں مردوں کو زندہ کرنا احیا کے معنی ہیں کسی مری ہوئی چیز میں زندگی پیدا کرنا۔ اور اس کو عربی میں جب کہیں گے تو کہیں کہ کوئی مری ہوئی چیز ہے اور اس میں زندگی پیدا کی جائے۔ اور 'انشا' کا مطلب ہے عربی میں ''کسی چیز کو 'نہیں' سے 'ہاں' میں لانا''۔ پہلے نہیں تھی پھر بنالی گی۔ کچھ نہیں تھا، ہوگیا یہ انشا ہے اب بلاغت قرآن دیکھئے۔ قل کہہ دیجئے یحیها الذی ان لوگوں کو

وہی زندہ کرے گاانشائھا اول مرۃ جوان کو پہلی مرتبہ'ہاں' سے 'نہیں' میں لایا ہے

آج پاؤڈر کی شکل میں سہی، ریزوں کی شکل میں سہی، گیس کی شکل میں سہی پانی یا ہوا کے فام میں سہی، کسی طرح ہے تو کچھ، اس کو زندگی وہی دے گا۔ جس نے اس کو پہلی مرتبہ 'نہیں' سے 'ہاں' کیا تھا اب اس کے بعد سنئے جو چیز مجھے کہنا ہے۔ یہ ٹکڑے اس لئے بھی سنادوں کہ ہر روز اخباروں میں یہ چیزیں چھپتی رہتی ہیں تو بچوں کے ذہن الجھیں نہیں۔ ہر وقت مولوی کے پاس کہاں جائیں؟ پڑھنے لکھنے ہی میں تھکے رہتے ہیں لڑکے۔ قل یحیھا الذی انشاء ھا اول مرۃ اے ہمارے حبیب کہہ دیجئے کہ اس کو وہی زندگی دے گا جس نے اس کو پہلی مرتبہ وجود دیا تھا وھو بکل خلق علیم اور وہ ہر طرح کے خلق کا خوب جاننے والا ہے۔ پہلے ہم انسانی خلقت کا ایک ہی Method سمجھتے تھے، جو دنیا میں رائج ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دنیا نے ترقی کی اور دوسرا Method سامنے آیا جس کو Test Tub Baby کہا گیا اس کو زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ دوسرا Method سامنے آیا جس کو کلوننگ کہا جارہا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اسلام کیا کہتا ہے؟ اسلام ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے متاثر نہیں ہوتا۔ قرآن چودہ سو برس پہلے کہہ گیا وھو بکل خلق علیم اللہ ہر خلقت کا خوب جاننے والا ہے۔ اگر خلقت کا ایک ہی Method تھا تو خلق کا لفظ ہی غلط ہو جائے گا۔

مجھے یہاں سے ائیر پورٹ جانا ہے کسی نے پوچھا راستہ معلوم ہے آپ کو؟ تو اگر مغل مسجد سے سانتا کروز تک ایک ہی راستہ جاتا ہے اور کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں ہے میرا یہ جملہ کہ "مجھے بیالیس سال ہو گئے بمبئی آتے ہوئے میں ہر راستے سے خوب واقف ہوں" اگر ایک ہی راستہ ہے تو 'ہر راستے' کا لفظ ہی غلط۔ اگر میں

نے کہا کہ میں بیالیس برس سے بمبئی آرہا ہوں یہاں سے ایرپورٹ کے جتنے راستے جاتے ہیں میں ہر راستے سے خوب واقف ہوں اس جملہ کا مطلب ہے بہت سے راستے جاتے ہیں۔اور میں ہر راستے سے واقف ہوں۔ابھی تو تین ہی طریقے سامنے آئے ہیں اگر تین ہزار طریقے بھی سامنے آجائیں تو بھی اسلام متاثر نہ ہوگا قرآن پکارتا ہے گا وھو بکل خلق علیم۔صلوات!

بس عزیزان گرامی! بات کدھر سے کدھر گھوم گئی مگر چلو اچھا ہوا کہ ایک کام کی بات بچوں کے کان میں پڑگئی تو حضورؐ علم ہیں، حضورؐ عقل ہیں، حضورؐ نور ہیں، حضورؐ عصمت ہیں، حضورؐ کمال مخلوقیت ہیں۔حسینؑ، رسولؐ کے وارث ہیں لہٰذا اگر رسول نور ہیں تو وارث رسولؐ نور ہوگا۔اگر رسولؐ عصمت ہیں تو وارث رسولؐ عصمت ہوگا۔اگر رسولؐ علم ہیں تو وارث رسولؐ علم ہوگا۔اگر حضورؐ عقل ہیں تو وارث رسولؐ عقل ہوگا۔اب دنیا حیرت نہ کرے کہ اسلام کا بچانے والا کیوں کربلا کی طرف بڑھ رہا ہے۔وہ جانتا ہے کہ لڑائیاں تو بہت ہوتی ہیں مگر جب تمام ہوجاتی ہیں تو تاریخ کے کولڈ اسٹوریج میں رکھ دی جاتی ہیں پھر کبھی اس سبجکٹ پر ریسرچ کرنے والے آتے ہیں تو ان واقعات تک رسائی حاصل کرتے ہیں مگر عام پبلک اس سے بے خبر ہوتی ہے وہ ایک ایسا واقعہ پیش کرنا چاہتا تھا جو صبح قیامت تک انسانی ذہن وفکر کو متاثر کرتا رہے اور انسانی دل ودماغ پر چھایا رہے۔تاکہ انسان کسی منزل پر اسے بھولنے نہ پائے۔

عزیزان گرامی! آج پہلی محرّم تمام ہوگئی اور یہ دوسری محرّم کی شب ہے۔دوسری محرّم کو حسینؑ کربلا پہونچ گئے۔جو قافلہ مدینہ سے نکلا تھا اٹھائیسوں رجب کو وہ اب کربلا کی سرحدوں کے بالکل قریب آگیا ہے۔اب کربلا کا فاصلہ حسینؑ سے بہت کم رہ گیا ہے۔میں آپ کے سامنے دو جھلکیاں پیش کرنا چاہتا ہوں بس۔کاش پیش کرلیجاؤں۔

آٹھویں ذی الحجہ ہے سورج زوال کے قریب ہے خانۂ کعبہ میں انسانی وجود کا سیلاب امنڈ رہا ہے لوگ حج کے اہتمام میں ہیں احرام کا لباس درست ہو رہا ہے ہیں اللھم لبیک کی آواز گونج رہی ہے۔ خانۂ کعبہ کے بہت سے دروازے ہیں ایک دروازہ کا نام ہے باب ابراہیمؑ، جو دروازہ جناب ابراہیمؑ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ باب ابراہیمؑ کے پاس ہلچل ہوتی ہے اور لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ حسینؑ دوہرے انسانی حلقہ میں حرم مطہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ یعنی حسینؑ کو ان کے رشتہ دار چاروں طرف سے اپنے حلقہ میں لئے ہیں اور حسینؑ کے رشتہ داروں کو ان کے چاہنے والے اور حسینؑ کے دوست احباب حلقہ میں لئے ہیں۔ دوہرے انسانی حلقہ میں حسینؑ مسجد الحرام میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ کہتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں موت سے نہیں ڈرتا مگر یہ زمین محترم ہے یہاں خون بہانا حرام ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے خون سے اس زمین کا احترام ضائع ہو۔ میرے قاتل حاجیوں کے بھیس میں مکہ پہونچ چکے ہیں لہٰذا میں نے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے میں اپنے حج کو عمرہ سے بدل کر مکہ سے باہر جا رہا ہوں اور پھر فرماتے ہیں کہ مکہ کی سرحدوں کے اس پار اگر ایک بالشت نکل کر بھی قتل کر دیا جاؤں تو مجھے قتل ہونا گوارہ ہے لیکن مکہ کی حدود کے اندر ایک بالشت اِدھر مجھے قتل ہونا گوارہ نہیں۔ اور یہ کہتے کہتے حسینؑ عمرۂ مفردہ کے ارکان بجالانا شروع کر دیتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ حج ایک طویل عبادت ہے اگر حسینؑ حج کرتے تو آٹھ ذی الحجہ سے لیکر بارہ ذی الحجہ تک اس عبادت کا سلسلہ جاری رہتا۔ عمرۂ مفردہ میں طواف خانۂ کعبہ ہوتا ہے۔ دو رکعت نماز طواف، سعی ہوتی ہے۔ طواف النساء ہوتا ہے، اور ارکان عمرہ ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ مشکل سے ڈیڑھ گھنٹے کا عمل ہے۔ اگر مسلسل انجام دیا جائے۔ تو پانچ دن کی طویل عبادت کو سوا گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کی

عبادت سے بدل کے حسینؑ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے مکّہ سے باہر نکل گئے۔حاجی اپنی عبادتوں کے احترام میں رہے۔اور کعبہ کی عزت بچانے والا خانۂ کعبہ سے باہر چلا گیا۔یہ پہلا منظر ہے آٹھویں ذی الحجہ کا۔اور دوسری محرّم کو حسینؑ زمین کربلا میں داخل ہورہے ہیں۔اس شان سے کہ دو جوان حسینؑ کے داہنے اور بائیں ہیں۔ایک طرف ۳۴ برس کا جوان بھائی ہے اور دوسری طرف ۱۸ برس کا جوان بیٹا ہے۔اور جاتے جاتے حسینؑ کی سواری کا رہوار رک جاتا ہے۔لاکھ لاکھ چاہتے ہیں کہ گھوڑا آگے بڑھے وہ آگے نہیں بڑھتا۔روایت میں ہے کہ کئی رہوار بدلے مگر کوئی آگے نہ بڑھا۔

حسینؑ اتر پڑے زمین کو غور سے دیکھا خاک اٹھائی اٹھا کے سونگھی، جیب سے ایک مٹھی خاک نکالی دونوں کو ملا کے دیکھا دونوں کا رنگ ملا۔باری باری دونوں سونگھا دونوں کی خوشبو ملی، دونوں مٹھیوں کی خاک کو زمین پر پھینک دیا جوان بھائی کو دیکھا جو حکم کا منتظر کھڑا ہوا ہے۔کہ بھیّا عباسؑ ہمارا سفر تمام ہوگیا۔عباسؑ ہم یہیں کے لئے آئے ہیں۔یہ کربلا کی زمین پر پہلی مجلس ہورہی ہے جو حسینؑ پڑھ رہے ہیں عباسؑ سن رہے ہیں۔کہا عباسؑ خیمے لگادو عباسؑ یہیں ہمارے بچے ذبح کئے جائیں گے۔یہیں ہمارے خاندان کی بیٹیاں بے پردہ کی جائیں گی۔یہیں ہم شہید کئے جائیں گے۔

حسینؑ اپنی آخری آرام گاہ پر اتر گئے۔کہا یہ زمین کس کی ملکیت ہے؟ ان لوگوں کو بلایا گیا جو زمین کے مالک تھے کہا ہم یہاں قیام کرنا چاہتے ہیں تم یہ زمین بیچو گے؟ جو اس کے مالک تھے انہوں نے کہا ہم تیار ہیں کہا کیا رقم مانگتے ہو؟ انہوں نے رقم بتائی کہا ان کو اتنی رقم دے دی جائے۔زمینداروں کو رقم دے دی، زمین خرید لی۔

عزیزو! آج جہاں کربلا بنی ہے جہاں آج جہاں امام حسینؑ اور

حضرت عباسؑ کے روضے ہیں، جہاں کربلا شہر آباد ہے یہ ساری زمین امام حسینؑ کی خریدی ہوئی ہے اور اس کے بعد تاریخ میں یہ نہیں ہے کہ امام حسینؑ کے وارثوں نے بیچی ہو۔ تو آج تک وہ زمین شرع محمدی کی رو سے امام حسینؑ کی ملکیت ہے۔ اور جب ان کو پیسے دے دئے ان سے کہا کہ بیٹھ جاؤ تم سے دو باتیں کرنا ہیں۔ ہم یہاں مستقل نہیں رہیں گے، ہم یہاں دس دن رہیں گے اس کے بعد یہاں ہماری تربتیں بنیں گی۔ ہم تمہیں اختیار دیتے ہیں کہ اس زمین پر تم رہنا سہنا۔ مگر دو کام تم سے چاہتے ہیں ایک یہ کہ ہماری میتوں کو دفن کر دینا اور جب کوئی ہمارا چاہنے والا ہماری قبروں کے نشان پوچھتا ہوا آئے تو اس کو ہماری تربتوں کے نشان بتا دینا۔

عزیزان گرامی! جو قافلہ دوسری محرّم کو کربلا آیا تھا دسویں محرّم کو کربلا سے چلا گیا ہائے حسینؑ جو دہرے انسانی حلقہ میں مکہ میں تھا جو عباسؑ و علی اکبرؑ کے ساتھ کربلا میں آیا تھا اکیلا کھڑا آواز دے رہا ہے اے حبیبؑ، مسلمؑ، زہیرؑ، عباسؑ، علیؑ اکبرؑ، اے میرے شیرو! اے میرے بہادروں کہاں چلے گئے۔ ختم شد

چوتھی مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِہِمْ اَجمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ "اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیاً"۔ صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی گفتگو نقل فرما رہا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ میرے اوپر اللہ کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا جس دن مجھے موت آئیگی اور جس دن میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

سلسلۂ کلام ذہن عالی میں ہوگا ہمارے آپ کے درمیان ابھی تک جو گفتگو چلتی رہی تھی وہ السلام علیک یا وارث محمدؐ حبیب اللہ پر تھی اے

محمدؐ حبیب خدا کے وارث، آپ پر سلام ہو۔ میں نے کل آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ محمدؐ نور ہیں وارث محمدؐ نور ہوگا۔ محمدؐ علم ہیں وارث محمدؐ علم ہوگا۔ محمدؐ طہارت ہیں وارث محمدؐ طہارت ہوگا۔ آج بات آگے بڑھے گی۔

اور زیارت میں سلسلۂ وراثت میں یہ آخری نام ہے۔ جواب پڑھنے جا رہا ہوں زیارت کے ٹکڑے میں السلام علیك یا وارث محمد حبیب الله کے بعد آتا ہے السلام علیك یا وارث علی ولی الله اے علیؑ ولی خدا کے وارث آپ پر سلام۔ حسینؑ وارث محمدؐ ہیں۔ آج بیان آگے بڑھ رہا ہے اور دوسرا ٹکڑا جو اس کے بعد آیا السلام علیك یا وارث علی ولی الله اے علیؑ ولی خدا کے وارث، ان علیؑ کے وارث جو ولی ہیں۔ علیؑ کے پاس خود سارے انبیاءؑ کی وراثتیں بنصِ حدیث رسولؐ موجود ہیں۔ سرور کائناتؐ نے مولا علیؑ کے لئے فرمایا جو آدمؑ کو ان کے علم میں، نوحؑ کو ان کے عزم میں، ابراہیمؑ کو ان کی خُلّت میں، موسیٰؑ کو ان کی ہیبت میں، عیسیٰؑ کو ان کے زہد میں دیکھنا چاہتا ہو وہ علیؑ کو دیکھے۔ تو علیؑ فضیلتوں کے اس دریا کا نام ہے جس میں عزت و عظمت کے دریا آن آن کے مل رہے ہیں۔ آدمؑ کا علم آیا، نوح کا عزم آیا، ابراہیمؑ کی خُلّت آئی، موسیٰؑ کی ہیبت، عیسیٰؑ کا زہد یہ سب یکجا ہو جائے تو علیؑ کا چہرہ بنا۔ یعنی اگر پھیلے تو قرآن نبوت بنتا ہے اور سمٹے تو چہرۂ حیدر کرارؑ بنتا ہے۔ صلوات!

تو علیؑ خود کمالات انبیاءؑ کے مظہر ہیں۔ حسینؑ وارث علیؑ ہیں۔ وارث علیؑ کے پاس علم آدمؑ بھی ہوگا، عزم نوحؑ بھی ہوگا، خُلّت ابرہیمی بھی ہوگی، ہیبتِ موسوی بھی ہوگی اور زہد عیسوی بھی ہوگا۔ جمال محمدؐ بھی ہوگا جلال حیدر کرارؑ بھی ہوگا۔

عزیزان گرامی! بڑے اہم موضوع پر مجھے آج آپ سے

گفتگو کرنا ہے۔السلام علیك یا وارث علی ولی اللہ اے علیؑ ولی خدا کے وارث آپ پر سلام۔علیؑ کے ساتھ لفظ 'ولی' اس طرح جڑ گیا ہے کہ جہاں لفظ علیؑ آیا وہاں لفظ ولی آیا۔علیؑ ولی ہیں۔یہ ولی کیا ہوتا ہے؟ولی کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ولایت کسے ملتی ہے؟ولایت کیا چیز ہے؟ولایت کب ملتی ہے؟ولایت کا کام کیا ہے؟آپ نے ہمیشہ سنا ہوگا کہ اپنے پرائے سب مولا علیؑ،مولا علیؑ،مولا علیؑ۔یہ مولاؑ کے معنی کیا ہیں؟

مولاؑ اسے کہتے ہیں جس کے پاس ولایت ہو۔ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اسلام پورا عربی میں ہے قرآن پاک،حدیث نبویؐ سب عربی میں ہیں۔ہماری زبان عربی نہیں ہے تو بہت کچھ لینگویج کی پرابلم ہوتی ہے۔ہم لفظ بولتے ہیں اس لئے کہ باپ دادا سے سنتے آرہے ہیں۔معنی نہیں معلوم ہیں اس لئے کہ ہماری زبان نہیں ہے۔جب بھی علیؑ کا نام سنا مولا علیؑ مولا علیؑ۔'علیؑ ولی' کا کیا مطلب؟

مولا اسے کہتے ہیں جس کے پاس ولایت ہے۔جو ولایت والا ہو وہ مولا ہے۔مولا علیؑ کا مطلب ہے جن کے پاس ولایت ہے۔اب ولایت کے معنی کیا ہیں؟

پانچ چیزیں ہیں ہمارے یہاں جو بہت مشہور ہیں۔میں پانچوں کو اردو میں ایکسپلین کر کے سمجھاؤں گا۔رسالت،نبوّت،امامت،خلافت،ولایت۔

نبوّت کے معنی کیا ہیں؟ عربی ڈکشنری میں آپ 'نباء' کے معنی دیکھیں تو نبا معنی خبر،نبا معنی نیوز،نبا یعنی میسیج۔نبی وہ جو اُدھر کی خبریں اِدھر لا کے دے۔وہ نبی ہے۔اللہ کی طرف سے انفارمیشن لے،خبر لے اور ہمیں دے۔اور اسکام کو نبوّت کہتے ہیں۔

'رسول' ارسال کہتے ہیں عربی میں بھیجنے کو،اگر آپ اپنے کام سے

کسی آدمی کو کہیں بھیجیں تو وہ آپ کا رسول ہے، کوئی میسیج لیکے، کوئی کاغذ لے کے، کوئی رقم لے کے۔ تو وہ بندہ جسے اللہ اپنا دین لیکے ہم تک بھیجے وہ رسول ہے۔ اور اس کام کو رسالت کہتے ہیں۔

'امام' کہتے ہیں آگے چلنے والا، کسی گروپ کو لیڈ کرنے والا، رہنمائی کرنے والا، جس کو فالو کیا جائے، جو آگے آگے چلے وہ امام ہے۔ جس کو اللہ یہ عہدہ دے دے کہ وہ بندوں کی رہنمائی کرے ان کو لیڈ کرے، ان کو لے کے آگے آگے چلے، ان کو راستہ بتائے، وہ امام ہے اور اس کام کو، رہبری کرنے کو 'امامت' کہتے ہیں۔

'خلافت' 'خلف' کہتے ہیں عربی میں پیچھے کو۔ پیٹھ کے پیچھے جو ہے وہ خلف ہے۔ جو کسی کے بعد اس کی جگہ آئے، جو کسی کے بعد اس کی جگہ پر بیٹھے، جو کسی کا نائب ہو اس کو عربی میں خلیفہ کہتے ہیں۔ اور اس خدمت کو جو وہ بیٹھ کر انجام دے وہ کار خلافت ہے۔ تو یہ چار لفظوں کے معنی واضح ہو گئے۔ رسالت، نبوّت، امامت، خلافت۔ یہ چاروں لفظیں قرآن پاک کے اندر موجود ہیں۔

اب باقی رہا لفظ 'ولایت'۔ ولایت کیا ہے؟ ولایت کے معنی کیا ہیں؟ ولی کرتا کیا ہے؟ ڈیوٹی کیا ہے ولی کی؟ رول کیا ہے ولی کا؟ علیؑ ولی ہیں ہمیشہ سنتے آئے ہیں، مولا علیؑ، مولا علیؑ۔ صاحب ولایت ہیں علیؑ۔ قانون دنیا کے ہر ملک میں موجود ہوتا ہے دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس کے اندر قانون موجود نہ ہو۔ ہمارے ہندوستان میں بھی قانون موجود ہے لیکن ہر شہری کو ان پر عمل کروانے کا حق نہیں ہے۔ ہر ہندوستانی جانتا ہے کہ ہندوستان میں یہ قانون ہے کہ کوئی کسی کو جان بوجھ کر بے جرم و خطا انٹینشیلی مار ڈالے تو اس کو پھانسی کی سزا ہوتی ہے۔ اس دفعہ کا نام ہے 302۔

ہمارے سامنے ایک آدمی کو ایک آدمی کو بے جرم وخطا مار ڈالا ہمارے گھر کے سامنے ایک نیم کا درخت لگا تھا ہم نے فوراً پکڑ کے سولی دیدی۔تھوڑی دیر میں پولیس آگئی ہم سمجھے ہمارا انعام لے کے آئی ہے کہ ہم نے جلدی سے قانون کا تقاضہ پورا کر دیا۔انہوں نے الٹے ہمیں پکڑ لیا کہ آپ نے اس کو پھانسی کیوں دی؟ ہم نے کہا کہ یہ قاتل تھا اور قانون میں لکھا ہے کہ قاتل کو پھانسی دی جائے۔انہوں نے کہا بیشک ہوتی ہے پھانسی مگر آپ کون ہوتے ہیں پھانسی دینے والے۔معلوم ہوا کہ قانون پرعمل درامد کرنے کا حق ہر کسی کو نہیں ہوتا۔جہاں گورنمنٹ کے قانون بنائے جاتے ہیں وہاں ایسے جج بھی بٹھائے جاتے ہیں جو پھانسی کی سزا لکھنے کے حقدار ہیں۔قانون پرعمل درامد کروانے کے حق کی طاقت کا نام ہے 'ولایت'۔یہ ولایت تین ہستیوں کے پاس ہے۔سب سے پہلے خدا ولی، اس کے بعد رسولؐ ولی، اس کے بعد علیؑ ولی۔صلوات!

اسلامی قانون کے تین اسٹیج ہیں پہلا اسٹیج ہے قانون بنانا۔دوسرا اسٹیج ہے قانون پہونچانا، تیسرا اسٹیج ہے قانون بنانے والے کی مرضی کے مطابق قانون کی تشریح کرنا۔اس کی وضاحت بنانے والے کی مرضی کے مطابق کرنا۔ہمارے پاس یہ تینوں اسٹیج مکمل ہیں۔اسلامی قانون بنانے کا حق صرف اللہ کو ہے اور کسی کو نہیں ہے۔نہ رسولؐ کو نہ امامؑ کو، کسی کو نہیں۔قانون پہونچانے کی ذمہ داری رسولؐ کی ہے قانون کی وضاحت اماموں کا کام ہے۔اسی لئے ہمارے فرقہ کا کلمہ تین اسٹیجوں میں ہے۔لا الٰہ الاّ اللہ، محمد رسول اللہ، علی ولی اللہ۔صلوات!

دیکھئے یہ جو میں نے پانچوں عہدے بتائے یہ بہت بڑے بڑے ہیں۔چاہے وہ رسالت ہو یا نبوّت ہو یا امامت ہو یا خلافت ہو۔یہ پانچوں بڑے

بڑے عہدے ہیں۔ رسالت ونبوّت آپ کو معلوم ہے۔ جناب آدمؑ، جناب نوحؑ، جناب موسیٰؑ، جناب عیسیٰؑ اور سرکار دوعالمؐ سب کو رسالت و نبوّت ملی ہے۔ امامت ابراہیمؑ جیسے نبی سے کہا انی جاعلك للناس اماماً ہم نے تمہیں انسانوں کا امام بنادیا۔ خلافت، حضرت آدمؑ کے لئے ارشاد ہوا انی جاعل فی الارض خليفة جناب داؤدؑ سے ارشاد ہوا یا داؤد انا جعلناك خليفة فی الارض اے داؤدؑ ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا۔ تو یہ بڑے بڑے عہدے ہیں جو پیغمبروں کو ملے، معصوموں کو ملے، اولوالعزم کو ملے، اللہ کے خاص بندوں کو ملے۔ لیکن ولایت کا عہدہ جو ہے وہ ان سب سے اونچا ہے۔ دلیل سنئے۔ نبوّت ہو یا رسالت ہو یا خلافت ہو یا امامت ہو یہ کتنی ہی اونچی ہو رہے گی بندوں میں ہی، خدا تک نہیں پہونچے گی۔ مگر ولایت اللہ تک پہونچتی ہے۔ الله ولی الذین امنو اللہ ولی ہے مومنین کا۔

تو ولایت قانون پر عمل درآمد کرانے کے حق کا نام ہے۔ ولایت یہ ہم نے اپنے گھر میں گڑھ کے نہیں بنالیا ہے۔ ہم کو قرآن نے گائیڈ لائن دی تو ہم نے بنایا۔ قرآن میں جہاں ولایت کا ذکر ہے وہاں تین ولایتوں کا ذکر ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون "یقیناً تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ صاحبان ایمان ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں جب کہ وہ رکوع کر رہے ہوتے ہیں" تو قرآن مجید میں تین ولایتوں کا ذکر ہے۔ اللہ کی ولایت، رسولؐ کی ولایت اور کسی تیسرے بزرگ کی ولایت جن کا نام تو قرآن نے نہیں بتایا مگر صفتیں بتائیں کہ وہ نماز قائم کرنے والے ہیں زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور وہ بھی ایسے عالم میں جب وہ رکوع میں ہوں۔ اب اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس طرح سلسلۂ نبوّت و رسالت حضورؐ پر تمام ہو رہا ہے سلسلۂ ولایت تمام نہیں

ہو رہا ہے بلکہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اس لئے کہ خدا نے رسولؐ کی ولایت کے بعد ایک حق کی ولایت کا ذکر کیا ہے۔ ایک پوائنٹ۔

دوسری بات یہ کہ قرآن میں جو تیسری ولایت کا ذکر ہے وہ جمع کے صیغہ میں ہے یعنی پورے گروپ کی ولایت کا ذکر ہے کسی اکیلے آدمی کی ولایت کا ذکر نہیں ہے۔ مگر نام نہیں ہے۔ تو اسلام میں کیا طریقہ ہے؟ کیا میتھوڈ ہے؟ کیا اصول ہے؟ کہ جب قرآن کسی بات کی وضاحت نہ کرے تو وضاحت کون کرے؟ اسلام میں طریقہ یہ ہے کہ جب قرآن مختصر کہہ کے چپ ہو جائے تو حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے۔

یہ جو بچکانہ باتیں پڑھے لکھے لوگ بھی اکثر کہتے ہیں کہ قرآن میں دکھایئے، یہ جو علَم اٹھاتے ہیں قرآن میں دکھایئے یہ سبیلیں رکھتے ہیں آپ قرآن میں دکھایئے۔ اَب ان باتوں پر ہنسی آتی ہے اس پڑھے لکھے دور میں یہ باتیں لوگ چھوڑ دیں تو اچھا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جس کو نہیں ماننا ہے وہ نہیں مانے گا ہم دکھا بھی دیں تو بھی کچھ نہیں ہوگا۔ مان لیجئے کہ کسی کو مجلس میں نہیں آنا ہے تو ہم چھ جگہ قرآن میں دکھا دیں تو بھی نہیں آئے گا۔ یہ نہ آنے کا بہانہ ہے کہ قرآن میں دکھایئے۔ اس لئے کہ جو قرآن میں لکھا ہے اسی پر عمل کب ہے؟ اس لئے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ نماز پڑھو مسلمان ایسے بھی ہیں جو نماز نہیں پڑھتے۔ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ جھوٹ مت بولو الا لعنة الله علی الکاذبین آگاہ ہو جاؤ کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ صاف لکھا ہے کہ نہیں۔ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ سود نہ کھاؤ، قرآن میں صاف لکھا ہے کہ غیبت نہ کرو تو بھیّا یہ تو زبردستی کی بات ہے کہ کہاں لکھا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ لکھا سب ہے ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ اور زیادہ تر نہیں دکھائی دیتا۔ اس میں لکھنے کی بات نہیں ہے۔ ہماری آنکھوں کا قصور ہے

۔ہم کسی شہر میں گئے جہاں پہلے نہیں گئے انہوں نے کہا اسٹیشن پر اطہر صاحب آنے والے ہیں جاکے ریسیو کرلاؤ۔ان لڑکوں نے کہا ہم نے دیکھا نہیں انہیں۔کہا دیکھوان کی سانولی رنگت ہے،سفید داڑھی ہے یہاں پہ ان کے ایک تل ہے۔اس وضع کے ہیں۔کیا داڑھی کے بالوں کا رنگ دکھائی دے رہا ہے۔رنگت دکھائی دے رہی ہے۔تل دکھائی دے رہا ہے۔وہ لڑکا دیکھ کے پہچان کے لے آیا۔چہرے کی جو پہچان بتائی تھی اس نے دیکھا اور پہچان گیا۔اب بیٹھے وہاں جاکے جہاں ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے کہا آ گئے مولوی صاحب چائے لاؤ میں نے کہا ٹھہرو! چائے لانا مگر شکر نہ ڈالنا۔کہنے لگے کیوں مولوی صاحب؟ میں نے کہا میں شکر نہیں پیتا ہوں مجھے ڈائبٹیز ہے۔اب وہ مچل گیا کہ دکھایئے شکر ہے یا گڑ؟ چھوٹے دانے کی ہے یا بڑے دانے کی ہے؟ میلی ہے یا اجلی؟ شکر آتی ہے کہ گڑ آتا ہے؟ کیا آتا ہے ذرا ہم بھی تو دیکھیں کیا آتا ہے؟

کھانے کا وقت آیا کہا مولوی صاحب کھانا۔ میں نے کہا اُبالا پکایئے گا چکنائی بالکل نہیں۔کیوں؟ ارے بھائی میں بیمار آدمی ہوں۔چکنائی منع ہے۔ کہنے لگے کہ دیکھیں کونسا گھی ہے دیسی ہے کہ ڈالڈا کونسا گھی ہے آپ کے خون میں اصلی ہے یا نقلی یا کڑوا تیل ہے کیا چیز ہے؟ تو معلوم ہوا کہ آدمی کی باڈی میں نمک بھی ہے، شکر بھی ہے، گھی بھی ہے۔سب چیزیں ہے۔سونا بھی ہے، چاندی بھی، کاپر بھی ہے۔مگر ہر ایک کو دکھائی نہیں دیتا ویسے قرآن میں سب ہے جیسے ہماری باڈی میں سب ہے مگر Pathologist کی آنکھ دیتی ہے ویسے قرآن میں سب ہے مگر معصوم کی آنکھ دیکھتی ہے۔ہر ایک کو نہیں دکھائی دیتا۔صلوات!

یہ قرآن کس کا کلام ہے؟ کسی مولانا کا کلام ہے؟ کس کا کلام ہے؟

یہ اللہ کا کلام ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔رسولوں سے بھی بڑا، اماموں سے بھی بڑا۔

ہمیشہ جو سب سے بڑا ہوتا ہے وہ پورا فائل نہیں لکھتا ہے۔ کسی ملک کا پرائم منسٹر یا پریزیڈنٹ یا کنگ رولر پورا کھرّ انہیں لکھتا۔ وہ پورے پروجکٹ کے اوپر Yes یا No کرتا ہے باقی سارا کام منتری کرتے ہیں، سکریٹریٹ کرتی ہے، افسران کرتے ہیں۔ جہاں بادشاہت ہے وہاں رولر خالی Yes کرے گا۔

اسلام میں بھی بڑے بڑے پروجکٹ ہیں۔ اتنا موٹا فائل ہے نماز کا۔ نماز پنجگانہ الگ، نماز جمعہ الگ، نماز عیدین الگ، نماز آیات الگ، نماز اجارا الگ، نماز نذر وقسم وعہد الگ، نماز میّت الگ۔ بیسیوں تو ہیں نمازیں، یہ موٹا فائل ہے نماز کا جو سب سے بڑا ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ ڈیٹیل جو ہیں وہ حدیثیں طے کریں گے۔ خالی قرآن کی مدد سے آپ دو رکعت نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اتنا موٹا فائل ہے روزہ کا۔ رمضان کے روزے، عہد کے روزے، نذر کے روزے، قسم کے روزے، اور جو ماں باپ کے قضا ہو جائیں وہ روزے، جو اجرت پر رکھے جائیں وہ روزے، جو منیٰ میں قربانی نہ دے سکے وہ روزے، کتنی طرح کے روزے ہیں۔ یا یھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام۔

حج کا اتنا موٹا فائل ہے۔ یہ عمرہ ہے یہ حج ہے۔ یہ حج تمتع ہے یہ عمرۂ مفردہ ہے۔ یہ میقات ہے یہ احرام ہے۔ اور یہ منیٰ اور یہ مشعر اور یہ سعی ہے اور یہ عرفات ہے۔ اور یہ فلاں ہے اور یہ فلاں ہے۔ ایک لائن میں اعلان ہوا للہ للناس حج البیت فمن استطاع الیہ سبیل اللہ کی طرف سے حج بیت اللہ فرض ہے اگر استطاعت ہے۔ باقی سارے ڈیٹیل جو ہیں وہ حدیثیں طے کریں گی۔ تو نماز میں نہیں لڑتے کہ ڈیٹیل کہاں ہے، روزہ میں نہیں لڑتے کہ ڈیٹیل کہاں ہے حج میں نہیں لڑتے۔ ساری لڑائی محرّم میں ہے محرّم کا بھی اتنا موٹا فائل ہے ایک لائن میں حکم ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الاّ المودۃ فی القربیٰ۔ صلوات!

قرآن میں تین ولایتیں ملیں ایک سورۂ مائدہ میں ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے۔انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون عربی میں ''وٗ''اور اردو میں ''اور'' اور انگریزی میں And بات کے سلسلہ کو ظاہر کرتا ہے۔لینگویج کی بات ہے۔انما ولیکم اللہ یقیناً تمہارا ولی اللہ ہے ورسولہ اور اس کا رسولؐ ولی ہے والذین اور وہ لوگ آمنوا الذین ایمان لائے ہیں یقیمون الصلوٰۃ نماز قائم کرتے ہیں یوتون الزکوٰۃ اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں وھم راکعون جب رکوع کر رہے ہوتے ہیں۔قرآن میں یہ تین ولایتیں ہیں۔

اللہ کی ولایت ،رسول کی ولایت اور تیسری ولایت جس میں نام نہیں ہے تو قرآن جب نام نہیں لیتا تو نام کون بتائے ؟ کہا وہی طریقہ اختیار کرو جو ہر جگہ کرتے ہو۔حدیث سے پوچھو۔یہ قرآن وحدیث کا عجب ساتھ ہے۔قرآن اپنی وضاحت کے لئے حدیث کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔حدیث اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے قرآن کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔

اب ہمیں ایک حدیث کی ضرورت ہوئی جس کے اندر اللہ کی ولایت کا ذکر ہو،رسولؐ کی ولایت کا ذکر ہو اور تیسری ولایت کا ذکر ہو نام کے ساتھ۔ جی ہاں نام کے ساتھ۔ڈھونڈتے رہے ڈھونڈتے رہے۔آخر میں صاحب اللہ کا کرم ہوا مل گئی حدیث جہاں پہلے اللہ کی ولایت کا ذکر ہے پھر رسولؐ کی ولایت کا ذکر ہے پھر تیسرے ولی کا ذکر آ گیا تھا۔اب سنئے،رسولؐ نے منبر پر بیٹھ کے کہا ''اللہ مولای وانا مولی المومنین من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ۔صلوات !

اللہ مولایَ میرا مولاؐ،اللہ کی ولایت کا ذکر،انا مولی المومنین میں مومنوں کا مولاؐ،رسول کی ولایت کا ذکر، الآ من کنت مولاہ

فھذا علی مولاہ آگاہ ہوجاؤ کہ جس جس کا میں مولا اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن نے صفتیں بتائیں نام نہیں بتایا۔ حدیث نے نام بتایا صفتیں نہیں بتائیں ۔اب معلوم ہوا کہ تین ولایتیں ہیں۔ اللہ کی ولایت، رسولؐ کی ولایت، علیؑ کی ولایت ۔اب سمجھے آپ کہ علیؑ مولا کے کیا معنی ہیں؟ السلام علیك یا وارث علی ولی الله سلام ہو آپ پر اے علیؑ کے وارث جو ولی خدا ہیں۔ اللہ ان معنوں میں ولی ہے کہ وہ قانون بنانے کا بھی حق رکھتا ہے، اور قانون پر عمل درامد کروانے بھی حق رکھتا ہے۔ رسولؐ ان معنوں میں ولی ہیں کہ وہ قانون پہچانے کا حق رکھتے ہیں اور قانون پر عمل درامد کروانے کا بھی حق رکھتے ہیں۔ علیؑ ان معنوں میں ولی ہیں کہ وہ مطابق منشائے خدا اور مطابق منشائے رسولؐ قانون کی تشریح کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور اس پر عمل درامد کرانے کا حق رکھتے ہیں۔ یہیں سے سمجھ لیجئے کہ توحید کیا ہے؟ رسالت کیا ہے؟ امامت کیا ہے؟

عزیزو! یہ بالکل صاف باتیں ہیں خالی دماغ استعمال کرنا پڑتا ہے ،رسالت کا کام ہے قانون اس سے لیکے ہمیں دینا۔ اگر قانون قیامت تک بنتا رہتا تو قیامت تک رسالت کی ضرورت رہتی۔ لیکن ایک اسٹیج یہ آ گئی کہ اللہ نے کہہ دے کہ ہم نے دین کامل کر دیا۔ تو اب قانون نیا بنے گا نہیں لہٰذا قانون پہونچانے والے کی ضرورت ختم ہوگئی۔ تو رسالت کو ختم کیا۔ لیکن تشریح قانون صبح قیامت تک ہونا ہے لہٰذا امامؑ کو قیامت تک رہنا ہے۔ صلوات!

گفتگو زندگی رہی تو کل آگے بڑھے گی۔ آج تو صرف اتنا کہ جب اسلامی قانون کے پردے میں سلطنت وملوکیت کا ناچ ہونے لگا اور یزیدیت نے دولت کے بل پر اسلام خریدنا شروع کر دیا تو رسول کا نواسہ اٹھا اسلام کو بچانے کے واسطے۔ اس نے کہا ایک ایسا معرکہ ہو جائے، ایک ایسی لڑائی ہو جائے، ایک ایسی

قربانی ہو جائے جو صبح قیامت تک انسانی فکر کو جھنجھوڑ کے رکھ دے۔

عزیزان گرامی! پھر محرّم آ گیا۔ پھر وہی رونق ہے پھر وہی مجمع ہے۔ پھر وہی مصائب کی فرمائش ہے پھر وہی رونے والے۔ یہ کونسا غم ہے جو نسلوں کے دوش پر آگے بڑھ رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کبھی آپ نے تعزیہ یا تابوت جاتے دیکھا کہ لوگ آگے بڑھاتے جا رہے ہیں۔ ابھی میرے کاندھے پر ہے، اب دوسرے کے کاندھے پر گیا، اب تیسرے کے کاندھے پر گیا۔ یہ غم حسینؑ کا تابوت چودہ سو برس سے، انسانی کاندھے بدلتے جا رہے ہیں۔ مگر عزاداری وہی ہے، ماتم وہی ہے۔ بہت سے لوگ اگلے سال تھے اس سال محرّم میں نہیں ہیں۔ مگر بہت سے اس سال شامل ہیں جو گذشتہ سال نہیں تھے۔

عزیزو! یہ اس کا غم ہے جس کا غم منایا نہ گیا۔ یہ اس کی عزا ہے جس کی بیٹیاں اس کو رو نہ سکیں۔ جس کا بیٹا اس کا لاشہ اٹھا نہ سکا۔ جس کی بہنیں اس کا ماتم نہ کر سکیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں زندگی کے تجربہ سے مجلسیں پڑھتا ہوں اگر کوئی آدمی ملازمت کے سلسلہ میں مجبوری سے کسی ایسے علاقہ میں تھا جہاں محرّم یا مجلس کا رواج نہیں ہے اور وہ چوتھی پانچویں محرّم کو بمبئی آتا ہے تو وہ بےچین ہوتا ہے کہ جلدی مجلس میں چلو اور زیادہ سے زیادہ بیٹھ کے روتا ہے کہتا ہے چار دن ہو گئے ہم تو ایسے جنگل میں پھنسے ہوئے تھے جہاں ہمیں مجلسیں نہیں مل رہی تھیں۔ چودہ سو برس کے بعد اگر کسی کو چار پانچ دن رونے کو نہ ملے تو پھوٹ پھوٹ کے رونے لگتا ہے۔ اب سوچئے کہ جنہوں نے آنکھوں سے دیکھا تھا ہائے ان سیدانیوں پر کیا گذری ہوگی۔

کسی واقعہ کا سننا اور ہے اور کسی واقعہ کا دیکھنا اور ہے۔ کربلا والی بیبیوں نے سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لیلیٰ نے اپنی آنکھوں سے علی اکبرؑ کے سینے کا زخم دیکھا۔ بی بی ربابؑ نے اپنی آنکھوں سے علی اصغرؑ کے گلے پہ تیر دیکھا۔

شہزادی زینبؑ، حسینؑ کی میت پر آئیں۔ کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں کہ ایک طرف اللہ کی شان ہے کہ غم حسینؑ باقی ہے تو دوسری طرف اس کی یہ بھی شان ہے کہ ہم راتوں دن پڑھتے ہیں اور اس کے بعد زندہ ہیں۔ ورنہ اگر صحیح تصوّر ہو جائے تو آپ یقین مانئے کہ آدمی مر جائے۔

دو منٹ میرے پاس باقی ہیں اور دو منٹ میں میں آپ کو ایک تصویر دکھا دوں اور مجلس تمام ہو جائے۔ دیکھئے جناب عباسؑ کی والدہ زندہ تھیں اور جناب عباسؑ چار بھائی تھے۔ جناب عباسؑ سمیت بی بی ام البنینؑ کے چار بیٹے تھے ۔ایک بیٹی تھی پانچ اولادیں تھیں۔ بیٹی حضرت مسلمؑ کو بیاہی تھی۔ اور چار بیٹوں میں تین بیٹوں کی شادیاں ہو چکیں تھیں۔ چھوٹے والے بیٹے عبداللہؑ ابن علیؑ، ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ وہ شہادت کے وقت بائیس برس کے تھے۔ باقی تین بیٹے جو تھے ان کی شادی ہو گئی تھی۔ اب آپ سوچئے، اگر یہاں تصور نہ ہو تو گھر پر جا کر سوچئے گا۔ یہ جو قافلہ پلٹ کے آیا تو تین بہوویں اور ایک بیوہ بیٹی، چاروں پلٹ کے آئیں۔ اور جب مدینہ آئیں تو یہاں اس بزرگ خاتون سے ملاقات ہوئی جو چار بیٹوں اور ایک داماد اور نواسوں کا غم لئے ہوئے، نواسوں اور پوتوں کا غم لئے بیٹھی تھی۔ اور کبھی کبھی یہ نکل کے بیت الحزن میں چلی جاتی تھیں جہاں چار بیوہ عورتیں اور بیچ میں ایک ضعیف ماں جس کے چار بیٹے ایک داماد مارڈالا گیا اور یہ روتی ہوں گی واحسینا۔ ارے میرا حسینؑ۔ ختم شد

پانچویں مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَومِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ" اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیاً"۔ صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں جناب عیسیٰؑ کی گفتگو نقل فرمارہا ہے۔

ارشاد ہورہا ہے کہ جناب عیسیٰؑ فرمارہے ہیں کہ میرے اوپر اللہ کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

سلسلۂ کلام ذہن عالی میں ہوگا۔ ہمارے آپ کے درمیان بات السلام علیک یا وارث علی ولی اللہ پر ہے کہ حسینؑ آپ پر سلام، وہ حسینؑ جو اُن علیؑ

کے وارث ہیں جو ولی اللہ ہیں اللہ کے ولی ہیں ۔کل میں نے آپ کی خدمت میں ولایت کے معنی عرض کئے تھے ۔ولی کا کیا کام ہے اور ولی کی ڈیوٹی کیا ہے؟

علیؑ کی ولایت کا مسئلہ (Contovershal) نہیں ہے ۔جو بات میں عرض کر رہا ہوں بڑے غور سے سنئے گا ۔ولایت حیدر کرارؑ کا مسئلہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے اس میں اگر کوئی مسئلہ اختلافی ہے تو وہ خلافت کا مسئلہ ہے ولایت کا نہیں ہے ۔اس لئے کہ یہ سب مانتے ہیں کہ علیؑ ولی ہیں ۔علیؑ کے ولی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہے ۔اب ولایت کے معنوں میں بحث ہے کہ ولایت کے کیا معنی ہیں ؟ حاکم اعلیٰ ،اولا بالتصرف ،تو کیا معنی ہیں ولایت کے ؟اس میں جھگڑے ہیں ۔لیکن علیؑ کو ولی سب مانتے ہیں ۔

اور عالم اسلام میں یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ رسولؐ نے میدان غدیر میں علیؑ کو ہاتھوں پہ بلند کر کے کہا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں ۔جھگڑا اس پر نہیں ہے کہ کہا کہ نہیں کہا ،جھگڑا اس پر ہے کہ مولا کے معنی کیا ہیں؟

تو عزیزان گرامی !کوئی مولا کے معنی حاکم اعلیٰ لیتا ہے ۔کوئی اولیٰ بالتصرف لیتا ہے کوئی مولا کے معنی دوست لیتا ہے کوئی مولا کے معنی اپنے پیر طریقت اور بزرگ لیتا ہے ۔یہ لفظ کے ٹرانسلیشن کی بحث ہے کہ مولا کا یہ ٹرانسلیشن کیا جائے یا یہ ٹرانسلیشن کیا جائے یا یہ ٹرانسلیشن کیا جائے ۔اس میں کوئی بحث نہیں ہے کہ علیؑ مولا ہیں ۔

ہم کہتے ہیں کہ غدیر خم میں مولا کے معنی حاکم اعلیٰ کہا گیا ۔ہمارے کچھ دوسرے بھائی کہتے ہیں کہ مولا کے معنی دوست کہا گیا ۔ہم اس نظریئے سے بھی اختلاف نہیں کرتے ہیں ۔ہوسکتا ہے کہ وہی صحیح کہتے ہوں کہ دوست کہا گیا کہ جس کا

میں دوست ہوں اس کے یہ علیؑ دوست ہیں۔لیکن یہ ضرور خیال رہے کہ دوپہر میں قافلہ کو روک کر یہ بات کیوں کہی گئی۔دماغ پر بہت زور دیا تو اس نتیجہ پر پہونچے کہ دنیا میں جب کوئی بڑا آدمی اٹھ جاتا ہے تو ایک طبقہ پیدا ہو جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے مرحوم سے بڑے تعلقات تھے۔کوئی بڑا تاجر،کوئی بڑا لیڈر،کوئی بڑا اسکالر،کوئی کسی ملک کا وزیر اعظم،بادشاہ،صدر یا کوئی بڑا عالم،بڑا شاعر،اسی طرح کوئی مشہور آدمی جب دنیا میں نہیں رہتا تو بہتیرے کہتے ہیں کہ کیا بتائیں ہمارے ان کے عجب تعلقات تھے۔اس لئے نہ اب ان سے کوئی پوچھنے جائے گا نہ وہ کسی کو بتانے آئیں گے۔خیر کسی بادشاہ سے،کسی وزیر سے،کسی صدر سے کہہ دیجئے تعلقات تھے،کوئی بات نہیں۔مگر رسولؐ کے جانے کے بعد مذہبی حیثیت ہوتی ہے تو ہوسکتا ہے کہ رسولؐ نے یہی کہا ہو جس کا میں دوست ہوں اس کے یہ علیؑ دوست ہیں اگر یہ کہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد بہت سے میری دوستی کا دم بھریں گے ان کی دوستی کو مان نہ لینا،دیکھنا جو علیؑ کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے۔صلوات!

میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کی ذرا وضاحت ہو جائے ہمارے یہاں لفظ علی ولی اللہ کا استعمال دو جگہ ہے۔ایک ہم اپنے کلمہ میں استعمال کرتے ہیں۔ہم جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ یہ پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل یہ کلمہ پڑھتے ہیں علی ولی اللہ کا استعمال ہمارے پاس کلمہ میں ہے۔دوسرا علی ولی اللہ کا استعمال ہمارے پاس اذان میں ہے۔جب ہم اذان دیتے ہیں تو اشھد انّ محمد رسول اللہ کے بعد کہتے ہیں اشھد انّ علی ولی اللہ ان دو جگہوں پر ہم باقاعدہ علی ولی اللہ استعمال کرتے ہیں۔مجھے ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں ہے جو حضرت علیؑ کو امام اوّل نہیں مانتے۔ان سے ہمیں اس مسئلہ

میں کوئی بات نہیں کرنا ہے۔وہ ہمارے بنیادی مسئلہ پر بات کریں پھر آگے بات ہوگی۔لیکن جن کے یہاں ولایت علیؑ کا اقرار اعلان غدیر کے ساتھ شامل عقیدہ ہے وہ جناب پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ تو جن کو درد ہوتا ہے دل میں، تو ہم بھی چھوٹا سا سوال کرتے ہیں کہ آپ علیؑ کو ولی مانتے ہیں؟ مانتے ہیں کہ نہیں مانتے۔کہنے لگے کہ جی وہ تو ہیں، تو اس کے اعلان میں کیا پریشانی ہے؟

اب آیئے ہمارے کلمہ میں علی ولی اللہ کہاں سے آیا ہے۔جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا اس واقعہ کا نام ہے دعوت عشیرہ۔جہاں پہ اعلان کیا کہ بتوں کو چھوڑ و خدائے واحد کی عبادت کرو۔رسولؐ نے خدا کی توحید کو اتنے خوبصورت انداز میں بیان کیا کہ ہم نے فوراً کہا لا الہ الا اللہ اگر رسولؐ اتنا کہہ کے رک جاتے تو آج ہم بھی اتنا ہی کلمہ پڑھ رہے ہوتے۔انہوں نے بات آگے بڑھائی کہا اس نے مجھے اپنا رسولؐ بنا کے بھیجا ہے۔چالیس برس کا بے داغ کیرکٹر سامنے تھا، بے تحاشہ منہ سے نکلا محمد رسول اللہ اگر وہ اتنا کہہ کے بیٹھ جاتے تو کلمہ بھی اتنا ہی رہتا۔انہوں نے کہا کون ہے جو اس میں میری مدد کرے گا؟ وہی میرا جانشین ہے، اہلبیتؑ نے مدد کا وعدہ کیا، رسولؐ نے مدد قبول کی ہمارے منہ سے نکلا علی ولی اللہ۔صلوات!

اُدھر تبلیغ ہوتی رہی اِدھر کلمہ پڑھتے رہے۔یہاں تک کہ جب مدّت تبلیغ تمام ہونے کو آئی تو اٹھارہویں ذی الحجہ ۱۰ھ کو رسولؐ نے منبر پر ایک خطبہ پڑھا وہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ہم نیچے بیٹھے کلمہ پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا اللہ مولای ہم نے کہا لا الہ الا اللہ انہوں نے کہا انا مولی المومنین ہم نے کہ محمد رسول اللہ انہوں نے کہا من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ ہم نے کہ علی ولی اللہ ان کا خطبہ تمام ہوا ہمارا کلمہ تمام ہوا جبرئیلؑ نے آکے مُہر

لگادی الیوم اکملت لکم دینکم........صلوات!

عزیزان گرامی! یہ کلمہ ہمارا ولایت کے اوپر بیس (Base) کرتا ہے۔قرآن مجید کی کل میں نے ایک آیت پڑھی تھی آج ایک آیت اور سناتا ہوں۔کل میں نے آپ کو آیت سنائی تھی کہ قرآن مجید میں تین ولایتوں کا ذکر ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون تمہارا ولی اللہ ہے،تمہارا ولی رسولؐ ہے تمہارے ولی وہ صاحبان ایمان ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں جب کہ وہ رکوع کر رہے ہوتے ہیں۔ہمارے کلمہ میں انہیں تین ولایتوں کا ذکر ہے۔لا الٰــــہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔

اب آیئے آج دوسری آیت سنئے قرآن میں ارشاد ہوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسولؐ کی،اور اطاعت کرو اولی الامر رسولؐ کی۔اطاعت رسولؐ کے بعد پھر کسی کی اطاعت کا حکم قرآن میں ہے۔جن مفکرین نے اولی الامر سے مراد بادشاہ لئے ہیں ان کے قلم بکے ہوئے ہیں۔اسلئے میں نے کہا کہ بکے ہوئے ہیں کہ بادشاہوں کے کیرکٹر اسلامی نہیں ہوتے۔قرآن کسی گنہگار کی اطاعت کا حکم نہیں دے سکتا۔جن کے کیرکٹر کو دیکھ کے زمین وآسمان شرمائیں ان کی اطاعت کا حکم قرآن نہیں دے سکتا۔لہٰذا قرآن میں تین اطاعتوں کا ذکر ہے۔خدا کی اطاعت،رسولؐ کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت۔جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

ان دو آیتوں پر اور اعلان غدیر پر ہمارا کلمہ Base کرتا ہے۔میں نے کل بھی سنایا تھا آج پھر سنادوں کہ پہلا مرحلہ قانون بنانا،وہ اللہ کا کام

ہے۔دوسرا مرحلہ قانون پہونچانا، یہ رسولؐ کا کام ہے۔تیسرا مرحلہ قانون کی بلاغت قانون بنانے والے کے منشا کے مطابق کرنا۔

یہ اہلبیتؑ کا کام ہے۔اللہ نے رسولؐ کو ولایت دی۔رسول صاحب ولایت تھے۔جب رسولؐ نے تیئیس برس میں پورا دین پہونچایا تو رسولؐ کو حکم ہوا کہ یایھا الرسول بلغ ماانزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمك من الناس سنئے ولایت کیا ہے۔اللہ اپنے رسولؐ کو Address کر رہا ہے۔حالانکہ یہ بات رسولؐ کے لئے نہیں ہے۔رسولؐ ہروقت رسولؐ ہیں قرآن میں ہے وما محمد الا رسول محمدؐ نہیں ہیں مگر رسول۔وہ سو رہے ہوں، وہ جاگ رہے ہوں، وہ گھر میں ہوں، وہ باہر ہوں، ہروقت رسولؐ ہیں۔مگر میں رسولؐ کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں دستور دنیا یہ ہے کہ جب آپ سے میرے ذاتی تعلقات بھی ہیں اور میں سرکاری پوسٹ بھی ہولڈ کرتا ہوں، ظاہر ہے کہ کرسپونڈنس ہوگی،تو جب آپ خط لکھیں گے تو میرا نام لے کے لکھیں گے بھائی اطہر صاحب کو بمبئی بھیج رہا ہوں۔ان کی ایک پوسٹ ہے۔اور جب آپ مجھ کو آفیشل خط لکھیں گے تو جو میرا ڈسگنیشن ہے اس سے مجھے ایڈریس کریں گے۔خیر اب تو میں ریٹائرڈ ہو چکا ہوں مگر جب میں پرنسپل تھا تو میرے پاس پرنسپل کے نام سے خط آتے تھے۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آفیشل لیٹر ہے۔

خدا نے اپنے حبیبؐ کو ہر انداز میں پکارا کبھی یایھا المزمل کہہ کے پکارا، کبھی یا یھا المدثر کہہ کے پکارا، اے چادر اوڑھ کے سونے والے، کمبل اوڑھ کے سونے والے، کبھی طٰهٰ کہا کبھی یٰس کہا پتہ نہیں کونسا سرکاری آرڈر ہے جو یایھا الرسول کہہ کے ایڈریس کیا جا رہا ہے۔پورا قرآن دیکھ ڈالئے، حافظوں سے پوچھ لیجئے ایک ہی جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے ''بلّغ''۔تبلیغ سے یہ لفظ بنا ہے، امر کا

صیغہ ہے بلّغ پہونچادو۔لوگ کہتے ہیں آپ تو فضائل پڑھتے ہیں علیؑ کے، تبلیغی مجلس پڑھیے۔قرآن نے تو اسی کو تبلیغ کہا ہے۔صلوات!

بلـغ ما انزل اليك من ربك اس چیز کو پہونچادیجئے جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کی گئی۔وان لـم تـفـعـل اگر آپ نے ایسا نہیں کیافـمـا بلغت رسـالـتـه تو آپ نے اسکی رسالت پہونچائی ہی نہیں۔پالنے والے کیا میں ہاتھ جوڑ کے کچھ کہوں، کیا تیرے ریکارڈ میں ہے 23 برس میں کہ تو نے کچھ کہا ہو اور انہوں نے نہ پہونچایا ہو؟

میں یہاں مغل مسجد میں 43 واں عشرہ پڑھ رہا ہوں اگر اس سال مجھے مغل مسجد والے لکھتے کہ اطہر صاحب اگر اس سال عشرہ نہیں پڑھا تو پڑھا ہی نہیں۔تو مجھے یہ کہنے کا حق ہے میں کب نہیں آیا جو آپ یہ لکھ رہے ہیں؟ اے معبود یہ کیسی بات کر رہا ہے رسولؐ سے کہ ''یہ نہ پہونچایا تو کچھ نہ پہونچایا''۔کہا دیکھو میرے تمہارے بیچ میں رسولؐ رابطہ ہیں، میں چھوٹے چھوٹوں سے کہاں تک کہوں لہٰذا جو سب سے بڑا ہے اس سے ایک بار کہہ دو تاکہ جتنے چھوٹے ہیں سب سمجھ لیں۔جو سب سے بڑا ہے اس سے کہہ دو کہ اگر یہ نہ پہونچایا تو کچھ نہ پہونچایا تاکہ ساری پبلک سمجھ جائے کہ اگر یہ نہ مانا تو کچھ نہ مانا۔صلوات!

سننے والے بھی سمجھ جائیں کہ اگر یہ نہ سنا تو کچھ نہ سنا، اور ذاکر بھی ہوشیار ہو جائیں کہ اگر یہ نہ پڑھا تو کچھ نہ پڑھا۔صلوات!

والـلـه يـعـصـمك من الناس اللہ آپ کو لوگوں کے خطروں سے بچانے والا ہے۔اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔معبود اب خطرہ کا ہے کا؟ خطرے تو سب ٹل گئے۔میں کہہ دوں تو ذرا سے میں کفر ہو جائے گا۔ہمارے خیال میں تو یہ ٹکڑا دعوت عشیرہ والی آیت میں لگنا چاہئے تھا وانـــــــذر

عشیرتک الاقربین ، واللہ یعصمک من الناس خاندان والوں کوڈرایئے اللہ آپ کو بچانے والا ہے۔اگر اس دن نہیں لگا تو شب ہجرت لگ جاتا چلے جایئے اللہ بچائے گا۔اگر اس دن نہیں آیا تو بدر میں آجاتا کہ چھوٹے سے لشکر کو لے کے بڑے سے لشکر سے لڑ لیجئے اللہ بچائے گا۔اگر اس دن نہیں آیا تو اُحد میں آجاتا کہ دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں کوئی بات نہیں اللہ بچائے گا۔جب خطرے تھے تو آیا نہیں اور جب لاکھوں مسلمانوں کے ساتھ چل رہے ہیں تو آیا۔جب کہ جتنے ہیں سب حاجی، سب مسلمان، سب صحابی۔ ہر ایک پر تین اسٹار لگے ہیں۔حضورؐ صحابیوں کے مجمع میں ہیں، مسلمانوں کے مجمع میں ہیں، اور حاجیوں کے مجمع میں ہیں۔تو حضورؐ خطرہ کا ہے کا ہے؟

مگر قرآن کہتا ہے کہ اللہ خطرہ سے بچائے گا۔ پتہ نہیں کونسا معاملہ ہے جس میں خطرہ ہے۔اور ایسا کوئی معاملہ ہے جس میں مسلمان خطرہ ہو سکتے ہیں۔ جیسے ہی آیت آئی کوئی کہتا ہے کہ سوالاکھ کا مجمع تھا کوئی کہتا ہے کہ دو لاکھ کا مجمع تھا کوئی کہتا ہے کہ تین لاکھ کا مجمع تھا۔ارے جتنا بھی ہو بہر حال بہت بڑا مجمع تھا، آپ بھی سمجھئے اس زمانہ کا مجمع اونٹوں پر قافلے چلتے تھے۔اور اتنے بڑے قافلہ کو روکنا بڑا مشکل کام ہے۔دیکھئے جتنی مشینیں آج کل چلتی ہیں ہر ایک میں بریک ہوتا ہے۔کار میں بریک، موٹر سائیکل میں بریک، سائیکل میں بریک، ٹرین میں بریک، پانی کے جہاز میں بھی بریک ہوتے ہیں، ہوائی جہاز میں جو بریک ہوتا ہے وہ ایر بریک کہلاتا ہے ، جب اترتا ہے تو لگاتے ہیں۔تو اب اتنا بڑا قافلہ اس میں بریک کیسے لگے؟ آپ کو معلوم ہے کہ غدیر کے قافلہ میں بریک کیا ہے؟ جب رسولؐ نے آرڈر دیا کہ قافلہ ٹھہراؤ تو سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، قنبرؓ ایسے بہت سے لوگ قافلہ کو روکنے کے لئے پکارنے لگے

حی علیٰ خیر العمل ، حی علیٰ خیر العمل۔ صلوات!

اب آپ سمجھے کہ دنیا اس جملہ سے کیوں ناراض ہے؟ دنیا اس لئے ناراض ہے کہ اس سے غدیر یاد آتی ہے۔ کہا حی علیٰ خیر العمل قافلہ روکا گیا۔ سورج چڑھ رہا ہے دھوپ تیز ہو رہی ہے۔ میدان دہکنے لگا قافلہ روکا گیا۔ حضورؐ نے آرڈر دیا منبر بناؤ، وہاں جنگل میں منبر کہاں؟ منبر کیسے بنے گا؟ نہ لکڑی، نہ سامان، نہ کیلیں۔ لوگ بے چارے پریشان ہو گئے۔ یا رسول اللہؐ یہاں جنگل میں منبر کیسے بنے گا؟ کہا میں بتاتا ہوں کہ یہ اونٹ کی پیٹھ پر جو کاٹھیاں رکھتے ہو جس کو فارسی میں پالان کہتے ہیں یہ تلے اوپر رکھو منبر بن جائیگا۔ کیا کہنا حضور آپ کا اور آپ کی تعلیم کا دو مہینے پہلے جو منبر نہ بنا سکتے تھے دو مہینے بعد صاحب منبر بنانے لگے۔ صلوات!

منبر بن کے تیار ہوا۔ رسولؐ منبر پر آئے۔ اور فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جو تاریخ میں موجود ہے۔ اور جب خطبہ پڑھ چکے تو اس کے بعد مجمع کو دیکھا فرمایا الست اولا بکم من انفسکم یا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سنئے ولایت، ولی کون ہوتا ہے؟ ولایت کے معنی کیا ہیں؟ قالوا بلیٰ سب نے کہا کیوں نہیں، بے شک رکھتے ہیں۔ جب رسولؐ نے سارے مجمع کی نمائندگی لے لی تو اُدھر بڑھ گئے کہا اللہ مولای اللہ میرا مولا ہے، وانا مولی المومنین ، اور میں مومنوں کا مولیٰ ہوں، میں کہوں گا حضورؐ یہ کہئے" میں تم سب کا مولا ہوں" کہا تم سمجھے نہیں مجمع مشکوک ہے۔ صلوات!

اللہ مولای وانا مولی المومنین اللہ میرا مولا ہے، میں مومنوں کا مولا ہوں الا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ آگاہ ہو جاؤ جس جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔ یہ ولایت تھی جو بحکم خدا رسولؐ سے علیؑ کو ملی۔ صلوات!

عزیزو! میں نے آغاز بیان میں دو باتیں کہی تھیں۔ ہمارے یہاں

علی ولی اللہ کا استعمال کلمہ میں ہے اوراذان میں ہے۔ آج اپنے بیان کو یہیں پر روکتا ہوں۔ ایک بات کہہ کے مجلس کو اپنے وقت کے اندر ختم کردوں گا کہ اللہ ولی، اللہ نے ولایت دی رسولؐ کو، رسولؐ ولی، رسولؐ نے حکم خدا سے، اپنی طرف سے نہیں، علیؑ کو ولی بنایا، علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا۔ اب سلسلۂ ولایت آگے بڑھا، علیؑ کے بعد حسنؑ ولی، حسنؑ کے بعد حسینؑ ولی، حسینؑ کے بعد زین العابدینؑ ولی، زین العابدینؑ کے بعد محمد باقرؑ ولی، محمد باقرؑ کے بعد جعفر صادقؑ ولی، جعفر صادقؑ کے بعد موسیٰؑ کاظم ولی، موسیٰؑ کاظم کے بعد علی رضا ولی، علیؑ رضا کے بعد محمد تقیؑ ولی، محمد تقیؑ کے بعد علی نقیؑ ولی علی نقیؑ کے بعد حسن عسکریؑ ولی، حسن عسکریؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت ولی عصرؑ عج ولی۔ جب وہ بحکم خدا حجاب غیبت میں جانے لگے تو دین کو بے سہارا چھوڑ کے نہیں گئے کہ اتنی مدت کے لئے کہ جب تک امامت کے آفتاب پر غیبت کا ابر چھایا رہے اپنی ولایت فقیہ کو دے کے گئے۔

یہ ولی فقیہ کا جو تصور ہے اور یہ ولایت فقیہ جو ہے یہ علیؑ کی ولایت کا طفیل ہے یہ سن لیجئے کہ اگر علیؑ ولی ہیں تب تو فقیہ تک ولایت پہونچتی ہے۔ اور اگر ولی نہیں ہیں تو فقیہ کے پاس ولایت آئی کہاں سے۔ صلوات!

عزیزان گرامی! آج کا کلام تمام ہوتا ہے۔ ولایت حیدر کرارؑ کا اقرار ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔ اور اگر یہ نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے۔ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں خدا نے بھی یہی کہا ہے ''یہ نہ پہونچایا تو کچھ نہ پہونچایا''

عزیزان گرامی! کل اگر زندہ رہا تو بیان کروں گا۔ آج تو بس اتنا کہ عقل حیران ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں بھی کیا خطرہ ہو سکتا ہے یہ قرآن کہہ رہا ہے کہ واللہ یعصمک من الناس اللہ آپ کو لوگوں کے خطرے سے بچائے گا۔

عزیزو! کربلا نے بتایا کہ کہ مسلمانوں کی اتنی بھیڑ بھی کتنا بڑا خطرہ

ہو سکتی ہے۔ جو ایک مشک بہتے دریا سے پانی لے جانے والے کے ہاتھ کاٹ دے۔ جو اٹھارہ برس کے شبیہ رسولؐ کے سینے پہ نیزہ مار دے۔ جو چھ مہینے کے بچے کے گلے پہ تیر مار دے۔ ہماری جانیں قربان ہوں اس قربانی دینے والے پر۔

عزیزو! آج چوتھی رات ہوگئی۔ باتوں باتوں میں محرّم جا رہا ہے۔ تاریخیں آگے بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہم سوگوار ہیں اور سوگواری کے دنوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان تاریخوں میں رواج یہی ہے ناصران حسینؑ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ روایت میں ہے کہ حسینؑ کے پرانے چاہنے والے مسلمؑ بن عوسجہ بڑی شان سے لڑے۔ ضعیف تھے مگر نوجوانوں سے بڑھ کے لڑے۔ اور زخموں سے چور چور ہو کے گھوڑے سے گرے تو حسینؑ اپنے دوست کی میّت پر پہونچ گئے۔ حبیبؑ ابن مظاہر بھی تھے۔ وہ اس وقت تک زندہ تھے۔ امامؑ کے ہمراہ گئے صورتحال یہ تھی کہ امامؑ تشریف فرما ہوئے سر کو زانو پہ رکھا ے سامنے بیٹھ گئے۔ مسلمؑ کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ حبیبؑ نے کہا مسلمؑ جہاں تم جا رہے ہو وہاں میں بھی آ رہا ہوں۔ مگر دستور دنیا یہ ہے کہ وصیت کرتے ہیں اگر دل میں کوئی آرزو ہو، دل میں لے کے نہ جاؤ کہہ دو۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ساری طاقت یکجا کی اور ایک جملہ منہ سے ادا کیا جس کا مطلب یہ کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اتنا کہہ کے کانپتا ہاتھ اٹھا کر امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا کہ ایک حسینؑ کے لئے وصیت کرتا ہوں۔ جیسے ہی حسینؑ کی طرف اشارہ کیا ویسے ہی حبیبؑ نے کہا مسلمؑ آرام سے جاؤ جب تک دم میں دم ہے آنچ نہ آنے دوں گا۔

میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا میرے پاس کوئی حوالہ نہیں ہے مگر میرا دل کہتا ہے کہ شاید گھر میں زوجہ سے بھی یہی بات کہہ کے نکلے ہوں گے۔ اس لئے کہ جب ان کی لاش ان کے خیمہ کے دروازے پر آئی تو ذرا دیر میں ان کے خیمہ سے ایک بچہ نکلا جس کی تلوار زمین پہ نشان دے رہی تھی۔ حسینؑ نے بلایا بچہ حاضر

ہوا۔کہا بیٹے تو خیمہ میں پلٹ جا تیری ماں کے لئے تیرے باپ کا غم بہت ہے۔ بچہ نے ہاتھ جوڑ کے کہا میری ماں ہی نے تلوار باندھ کے بھیجا ہے۔ میں کیسے پلٹ جاؤں ؟ در خیمہ سے اس مومنہ نے آواز دی مولا کنیز کا ہدیہ ہے رد نہ کیجئے گا۔ مولا دل ٹوٹ جائے گا اس ہدیہ کو قبول کر لیجئے۔ اس طرح تڑپ کے کہا کہ حسینؑ مجبور ہو گئے۔

بچہ مقتل میں آیا۔ روایت میں ایک چھوٹا سا جملہ ہے ۔تلوار تو دونوں ہاتھوں سے چلا رہا تھا اور دشمنوں پر بہت شاندار حملہ کر رہا تھا جب زخموں سے چور ہو کے گرا، ماں در خیمہ سے دیکھ رہی تھی ۔ظالموں نے سر کاٹ کے ماں کی طرف اچھال دیا۔ ایک جملہ سنئے مجلس تمام ہے۔ مومنہ نے سر کو اٹھا کر سینے سے لگایا۔ یہ نہیں کہتی کہ جی کے کیا کروں گی۔ منہ پہ منہ رکھ کے کہا مرحبا میرے لال! تو نے مجھے فاطمہ زہراؑ کے سامنے سرخرو کر دیا۔ عصر عاشور حسینؑ اکیلے ہیں کوئی یاور مددگار نہیں ہے۔ ختم شد

چھٹی مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

۱ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِہِمْ اَجْمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ "اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیّاً"۔ صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی گفتگو نقل فرما رہا ہے جناب عیسیٰؑ ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھ پر اللہ کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی۔ اور جس دن میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

ہماری گفتگو کل جہاں سے تمام ہوئی تھی آج وہیں سے شروع ہوگی کہ اللہ کے رسولؐ نے منبر بنوادیا منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ کیا میں تمہارے

نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا ہوں؟ تم سے زیادہ تمہاری جانوں پر میرا حق نہیں ہے؟ تو سب لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ تو آپ نے اس کے بعد فرمایا اللہ مولای خدا میرا مولا ہے وانا مولی المومنین اور میں مومنوں کا مولا ہوں یہ کہہ کر علیؑ کو ہاتھوں پر بلند کیا، اونچا کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ رسولؐ ضعیف ہیں، ذرا رسالت کے بازوؤں کی طاقت بھی دیکھئے علیؑ کو ہاتھوں پہ اٹھایا۔ یا رسولؐ اللہ سبحان اللہ، فاتح خیبر کو پھول کی طرح بازوؤں پہ اٹھالیا تو ممکن ہے کہ جواب دیں کہ ہم بچپن سے ان کو ہاتھوں پہ لینے کے عادی ہیں۔ قال من کنتُ مولاہ فھٰذا علی مولاہ آگاہ ہو جاؤ کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔ اور اس کے بعد علیؑ کو اپنے برابر منبر پہ کھڑا کیا۔ اور اللہ کی طرف مڑ گئے۔ اور رسولؐ نے اللہ سے ایک پنجتنی دعا مانگی۔

اب اللہ کی طرف مخاطب ہیں فرماتے ہیں اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اللھم ادر الحق حیثمادار دیکھئے اس کے پانچ ٹکڑے ہیں۔ اللھم وال من والاہ، وعاد من عاداہ، وانصر من نصرہ، واخذل من خذلہ، ادر الحق حیثمادار۔ اے پالنے والے اس کو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے وعاد من عاداہ اور اسے دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے وانصر من نصرہ اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے واخذل من خذلہ اس کو ذلیل کر جو اس کو چھوڑ دے۔ اور پانچویں دعا اللھم ادر الحق حیثمادار پالنے والے حق کو ادھر موڑ جدھر یہ مڑے۔ صلوات!

یہ رسولؐ کی دعا ہے اگر یہ نہ قبول ہوگی تو کونسی قبول ہوگی۔ ایک ایک جملہ کو ایک ایک منٹ سے بھی کم میں سنئے۔ اللھم وال من والاہ پالنے

والے اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے۔علیؑ کی دوستی کی قیمت سمجھئے۔علیؑ کی دوستی سے خدا کی دوستی ملتی ہے۔دنیا میں ہر آدمی بڑے آدمی کی دوستی کا تمنائی ہوتا ہے۔میں آپ سے کہوں میں آپ کو چیف منسٹر سے ملا دوں، گورنر سے ملا دوں، پرائم منسٹر سے ملا دوں، امریکہ کے صدر سے ملا دوں۔حالانکہ دنیا میں جن کے پاس اقتدار ہے ضروری نہیں ہے کہ کل بھی رہے گا۔لیکن اللہ سے جس کی دوستی ہو گئی یہاں بھی فائدہ پہونچائے گی وہاں بھی فائدہ پہونچائے گی۔

اللھم وال من والاہ پالنے والے اسے دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے۔وعاد من عاداہ اسے دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔اگر ساری دنیا ملے اور علیؑ نہ ملیں تو بڑے گھاٹے کا سودا ہے نہ کیجئے گا۔اس لئے کہ اس میں اللہ چھوٹ رہا ہے۔اور اگر ساری دنیا دشمن ہو جائے اور علیؑ کی دوستی ملے تو لے لیجئے کہ اللہ مل رہا ہے۔وانصر من نصرہ اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے۔تاریخ گواہ ہے کہ جس جس نے علیؑ کا ساتھ دیا مشیت نے اسے عزت دی۔

واخذل من خذلہ اسے ذلیل کر جو اسے چھوڑ دے لوگ علیؑ کو چھوڑ کر تخت حکومت تک پہونچے مگر دعائے رسولؐ کا یہ اثر تھا کہ چاہنے والا دربار میں لایا گیا زیاد دربار میں بیٹھا ہے۔کہنے لگا میں نے سنا تو علیؑ کو چاہتا ہے؟دیکھئے پوزیشن یہ ہے کہ وہ تخت حکومت پہ بیٹھا ہے اور وہ گرفتار ہو کے آیا ہے۔کہنے لگا تیرے سننے کا میں کب ذمہ دار ہوں تو کچھ بھی سنا کر۔اب بیٹھے بیٹھے سن رہا ہے میں کیا جانوں سنا ہوگا تو نے۔اس نے کچھ اور نام بھی لئے کہنے لگا تو ''ان'' سے جلتا ہے؟اس نے کہا تو نے سنا ہے مجھ سے کیا مطلب؟کہا اچھا یہ بتا علیؑ کو کیسا سمجھتا ہے؟کہا جیسا خدا سمجھتا ہے۔کہا انہیں کیا سمجھتے ہو؟دیکھا آپ نے تلوار کے نیچے یہ گفتگو ہو رہی ہے۔کہا دیکھو منبر رکھا ہے اس پہ جاؤ اور علیؑ اور اولاد علیؑ کو برا کہو اور اپنے گھر چلے جاؤ۔ورنہ جلاد

تلوار سے تمہاری گردن اڑا دے گا۔

کہا اتنی سی بات کے لئے اتنی زحمت، میں ابھی کیئے دیتا ہوں ۔منبر پر جا کے بیٹھ گیا، خدا اور رسولؐ کی حمد و نعت کے بعد مجمع کو دیکھا اور دیکھا اور مسکرایا واخذل من خذله اس کو ذلیل کر جو علیؑ کو ذلیل کرے۔ خدا اور رسولؐ کی تعریف کے بعد مجمع کو دیکھا اور اس کو دیکھا جو تخت پہ بیٹھا ہوا تھا اور مجمع سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ بد کردار ماں کا بیٹا یہ کہتا ہے کہ میں علیؑ کو برا کہوں پھر اس نے علیؑ پر صلوات بھیجی ، دشمنان علیؑ پر لعنت کی ، کہا لے سر کاٹ لے۔ زیادہ سے زیادہ سر ہی تو کاٹ لے گا ۔ تیرے نامۂ اعمال مین کیا لکھا جائے گا جرم۔ اور تخت حکومت پہ بیٹھ کے اپنی حقیقت سنتا رہے گا۔

اللهم ادر الحق حيثما دار پالنے حق کو ادھر موڑ جدھر علیؑ مڑیں ۔ ذرا دعا کی لطافت و نزاکت دیکھے گا۔ یہ نہیں کہتے علیؑ کو اُدھر موڑ جدھر حق مڑے ۔فرماتے ہیں حق کو اُدھر موڑ جدھر علیؑ مڑیں۔ آپ بات سمجھے، علیؑ امام ہیں امام آگے آگے چلتا ہے۔ صلوات!

علیؑ ہیں امام، رسولؐ نے قیامت تک کے لئے حق کی پہچان بتا دی ۔ جب تک علیؑ کے پیچھے پیچھے چلے ،حق رہے گا۔ جہاں آگے بڑھ جائے گا باطل ہو جائے گا۔ صلوات!

اس دعا کے بعد حضورؐ منبر سے اترے۔ تاریخ میں ہے کہ حضورؐ کے پاس ایک عمامہ تھا جس کا رنگ ہلکا گلابی تھا۔ اس عمامہ کا نام سحاب تھا۔ ارے صاحب ان کے گھر میں کپڑوں کے بھی نام ہوتے تھے۔ چادر کا نام کساء، عمامہ کا نام سحاب ۔ اپنے ہاتھ سے علیؑ کے سر پر باندھا۔ اور اس کے بعد ایک خیمہ لگوا دیا خیمہ اس ڈیزائن کا تھا کہ ایک گیٹ اِدھر ایک گیٹ اُدھر۔ یعنی خیمہ میں دو گیٹ تھے۔ اور اس کے بعد

صحابہ سے کہا کہ جا کے علیؑ کو مبارکباد دو چنانچہ وہاں لائن (Queue) لگی اور مبارکباد شروع ہوئی۔ مبارکباد ہوتی رہی لوگ آتے رہے مبارکباد دیتے رہے۔ اب ادھر حضورؐ کے درباری شاعر حضرت حسّان بن ثابتؒ نے مدح علیؑ میں قصیدہ پڑھا۔ یہ جملہ شعرائے کرام کی نذر ہے۔ دیکھئے سنّت اس عمل کو کہتے ہیں جو رسولؐ کے سامنے ہو معلوم ہوا علیؑ کی مدح میں قصیدہ پڑھنا سنّت ہے۔ صلوات!

حسّان بن ثابتؒ، جو رسولؐ کے درباری شاعر تھے، نے قصیدہ پڑھا۔ تاریخ میں ہے وہ قصیدہ جس کا دل چاہے نکال کر پڑھ لے۔ اب آئے اذان والی بات ہو ہمارے آپ کے درمیان۔

دیکھئے کل میں نے ایک جملہ کہا تھا وہ پھر ریپیٹ کردوں۔ کل بھی میرا خطاب صرف ان لوگوں سے تھا جو علیؑ کو امام مانتے ہیں۔ آج بھی میرا خطاب ان لوگوں سے ہے جو علیؑ کو پہلا امام مانتے ہیں۔ اور مسلمان میرے مخاطب اس وقت نہیں ہیں۔ صرف مسلمانوں کا وہ سیکشن جو امام علیؑ کو اول مانتا ہے۔

ہمیں کچھ شکوے ہیں ہمارے شکوے سنئے۔ یہ شکوہ عام پبلک سے نہیں ہے۔ عام پبلک ایک دم معصوم ہے۔ وہ نہیں بولتی۔ یہ شکوے ہمیں پڑھے لکھے لوگوں سے ہیں جو تھوڑے عرصہ سے پبلک کو سمجھا رہے ہیں کہ علی ولی اللہ اذان کا جزء نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پریشانی کا ہے کی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہنا یہ روایت فلاں کتاب میں ہے کوئی بہت بڑا علم نہیں ہے۔

کسی روایت کے لئے بحث ہو رہی تھی کہ میں آگیا اور میں نے کہا کہ یہ فلاں کتاب میں ہے۔ یہ کوئی بہت بڑے عالم ہونے کا ثبوت نہیں ہے کہ میں بہت بڑا علامۂ دہر ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں ایک ہی کتاب پڑھی ہو۔ اور اسی میں وہ روایت میں نے پڑھ لی ہو۔ اور آج ہی میں یہاں آیا تو اسی کی

بحث چھڑی ہوئی تھی، میں نے بتا دیا۔انہوں نے کہا واہ واہ صاحب ارے اطہر صاحب بڑے قابل آدمی ہیں انہوں نے فوراً بتا دیا۔

بھیا آپ مجھے بڑا عالم نہ مانئے۔یہ بڑے عالم ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔مگر یہ کہنا کہ "کہیں نہیں ہے" یہ کہنا بہت بڑے عالموں کے بس میں بھی نہیں ہے۔اس لئے کہ اگر اُس وقت سے اب تک دولاکھ کتابیں لکھی گئی ہیں جب تک ہم دولاکھ کتابیں پڑھ نہ لیں، دونوں لاکھ ہمیں یاد نہ ہوں اس وقت تک ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کہیں نہیں ہے۔لوگ بڑا سا منہ کھول کے کہہ دیتے ہیں کہ کہیں نہیں ہے۔

ٹھیک ہے آج تک زیادہ تر علماء نے یہی لکھا ہے کہ جزوِ اذان نہیں ہے۔لیکن ایسا نہیں ہے کہ سب نے لکھا ہو۔ایک کمیٹی کے 500 ممبر ہیں 499 ایک کے Fever میں ووٹ دیتے ہیں اور ایک اکیلا ایک کے حق میں ووٹ دے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی نے ووٹ نہیں دیا۔ٹھیک ہے 499 نے ایک کو ووٹ دیا لیکن ایک نے الگ ووٹ دیا۔اب یہ نہ کہئے کہ سب یہ کہتے ہیں۔یہ کہئے کہ مجارٹی یہ کہتی ہے۔

مجھے آپ کے سامنے آج مجلس میں فکر انگیز باتیں کرنا ہیں۔علیؑ کے سلسلہ میں ہم Sensitive ہیں۔علیؑ کے سلسلہ میں ہم حسّاس ہیں اس لئے کہ علیؑ کی دشمنی بہت ہے۔علیؑ کی مخالفت بہت ہے۔علیؑ کی عداوت بہت ہے۔لہٰذا ہم ہر ایک کو شبہہ کی نظر سے دیکھنے میں حق بجانب ہیں۔دیکھئے آپ چودہ سو برس کی ہسٹری پڑھئے۔تو آپ کی سمجھ میں آئے گا کہ اگر ہم علیؑ کے معاملہ میں حسّاس ہیں تو کیوں؟

اس لئے کہ علیؑ کی دشمنی دنیا میں بہت پھیلی ہوئی ہے۔پہلے تو ان حضرات سے میں کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں جو بار بار یہ ریپیٹ کیا کرتے ہیں کہ علی ولی اللہ جزوِ اذان نہیں ہے۔

۱۔کیا آپ نے شریعت کی ساری باتیں قوم کو بتادیں؟ یہی ایک نکتہ رہ گیا ہے بتانے کے واسطے؟۔

۲۔کیا اذان دینا واجب ہے؟ اگر ہم اذان نہ دیں گے تو گنہگار ہو جائیں گے؟

۳۔نماز جو واجب ہے کیا آپ نے سارے نمازیوں کو یہ بتادیا کہ کیا کیا جزوءِ نماز ہے؟

اب میں سوال کرتا ہوں جواب نہیں دوں گا۔لیکن مجمع خود سوچے کہ اس کے پاس اس کے جواب ہیں یا نہیں؟ نماز میں آپ کتنی دفعہ کہتے ہیں اللہ اکبر کہتے ہیں اس میں کتنے اللہ اکبر جزوءِ نماز ہیں اور کتنے نہیں ہیں؟ ابھی رکوع میں گئے تو سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ رب صل علی محمد وال محمد اتنا پڑھا یا رکوع میں پیش نماز نے، اس میں کتنا جزوءِ نماز ہے اور کتنا نہیں ہے؟ کتنا واجب ہے اور کتنا مستحب ہے؟ بحول للہ وقوتہ اقوم واقعد،سمع اللہ لمن حمدہ،استغفراللہ ربی واتوب الیہ اس کی کیا پوزیشن ہے؟ قنوت کی کیا پوزیشن ہے واجب ہے کہ مستحب؟ جزوءِ نماز ہے نہیں ہے جو واجب تھا کیا اس کی پوری تعلیم آپ نے دے دی ہے۔جو آپ علی ولی اللہ پر متوجہ ہیں۔دیکھئے میں مجتہد نہیں ہوں فقیہ نہیں ہوں، میں عالم نہیں ہوں۔یہ مسئلہ آپ اپنے مجتہد سے، جس کی آپ تقلید کرتے ہیں، پوچھئے۔

میں عام پبلک کی حیثیت سے پوچھ رہا ہوں۔بتا نہیں رہا ہوں۔ بتانے والی پوزیشن ہی نہیں ہوں اس وقت۔میں پوچھ رہا ہوں کہ نماز میں ان سب جملوں کی پوزیشن کیا ہے؟ ایک طالب علم پوچھ رہا ہے اس کو بتایئے۔اور عمل وہ کیجئے جو آپ کے عالم بتائیں آپ کو۔میں مجتہد نہیں ہوں جو بتادوں آپ کو۔جس کی تقلید میں آپ ہیں وہ بتائے گا۔عمل آپ کو اس پر کرنا چاہئے۔میں تو پوچھ رہا ہوں کہ اس کی

پوزیشن کیا ہے؟ جس کو دیکھنا ہو دیکھ لے۔ آیت اللہ باقر الہند کی کتاب اس وقت بھی ہے میرے پاس، جس میں انہوں نے حدیث نوٹ کی ہے کہ 'من قال لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیقول علی امیر المومنین جو لا الٰہ الا اللہ کہے اس کا فرض ہے کہ وہ علی ولی اللہ بھی کہے جب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے تو علی ولی اللہ کیسے چھوڑ دیں؟

دوسری بات ہم سے ایک بڑا عجیب سوال ہوتا ہے یہ سمجھ کے کہ اب تو یہ چپ ہو جائیں گے اب تو لاجواب کر دیا ہم نے۔ ہم سے سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا رسولؐ کے زمانہ میں اشہد ان علیا ولی اللہ کہا گیا؟ جی ہاں کہا گیا۔

جس وقت ایک مکان بن رہا ہو اس وقت آپ یہ نہیں پوچھ سکتے کہ فلاں چیز کہاں ہے؟ فلاں چیز کہاں ہے؟ جس طرح آپ کو اسلام مل گیا ہے اس طرح سے اس طریقہ سے عہدِ رسولؐ والوں کو نہیں ملا۔ یہ اسلام تیئیس برس میں آیا تو جو لوگ شروع میں مکّہ میں رہتے تھے ان کے پاس اتنا بڑا قرآن نہیں تھا جتنا آپ کے پاس ہے اتنا ہی تو ہوگا جتنا نازل ہوا ہوگا۔ ان کے پاس اتنے احکام نہیں تھے جتنے آپ کے پاس ہیں۔ مثلاً نماز بہت پہلے واجب ہو گئی تھی روزہ بعد میں واجب ہوا تو جو شروع شروع میں مسلمان ہو گئے وہ نماز پڑھتے تھے مگر روزہ نہیں رکھتے تھے پھر بعد میں جب روزہ واجب ہوا تو روزہ بھی رکھنے لگے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو مکّہ میں واجب ہوئیں۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو مدینہ میں واجب ہوئیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو جرائم ہیں وہ مکّہ میں ہی حرام ہو گئے تھے۔ شراب مدینہ میں حرام ہوئی، جُوا مدینہ میں حرام ہوا، سود مدینہ میں حرام ہوا، زکوٰۃ مدینہ میں واجب ہوئی، حج مدینہ میں واجب ہوا تو ایک دن میں سارے احکام نہیں آئے۔

یہ مطالبہ کہ فلاں چیز کہاں ہے؟ ابھی نہیں ہے جس دن آئے گی

اس دن ہوجائے گی۔تو دین کب کامل ہوا ہے۔۱۸ذی الحجہ ۱۰ھ کو دین کامل ہوا زوال کے کچھ پہلے۔جی تو ۱۸ذی الحجہ ۱۰ھ کو جب ہم صبح کی نماز کی اذان دیں گے تو آپ کو پوچھنے کا حق نہیں ہے کہ علی ولی اللہ کہاں ہے؟اس لئے کہ ابھی دین (Complete) کمپلیٹ نہیں ہے تو آپ کو یہ پوچھنے کا حق بھی نہیں ہے کہ علی ولی اللہ کہاں ہے؟سورج کے زوال ہونے سے پہلے دین کامل ہوگیا۔اب جہاں جہاں آواز جارہی ہے سنئے گا تاریخ لکھتی ہے کہ ۱۸ذی الحجہ ۱۰ھ کو حضورؐ نے میدان غدیر میں نماز ظہر عصر ملا کے پڑھی اور یہ بھی سنئے کیوں ملا کے پڑھی؟اس لئے کہ صحابہ علیؑ کو مبارکباد دینے میں (Bussy) تھے۔لہٰذا (Delay) کیا گیا۔اب جب عصر کے وقت اذان ہوئی۔اب پوچھئے آپ کہاں ہے؟تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے کہ میدان غدیر میں ۱۸ذی الحجہ ۱۰ھ ظہر عصر کی اذان رسولؐ کے سرکاری مؤذن بلالؓ نے نہیں دی بلکہ ابوذرؓ نے دی اور ابوذرؓ نے ایسی پوزیشن میں کہ جب مصلیٰ عبادت پر حضورؐ تھے اور پیچھے صحابہ کرام تھے اذان میں کہا اشھد ان علیا ولی اللہ۔صلوات

اس پر کچھ لوگوں نے جلدی سے جا کے رسولؐ سے کہا یا رسول اللہؐ دیکھئے ابوذرؓ کیا کہہ رہے ہیں جیسے ہی رسولؐ سے شکایت ہوئی ویسے ہی رسولؐ نے کہا کیا تم نے اتنی جلدی بھلا دیا کہ میں نے کیا کہا تھا۔اور تم نے میرا یہ قول نہیں سنا کہ" زمین نے بوجھ نہیں اٹھایا آسمان نے سایہ نہیں کیا ابوذرؓ سے زیادہ سچے پر" یہ ایک اذان ہوئی۔

اس کے بعد جب دوبارہ اذان ہوئی تو سلمانؓ نے اذان دی سلمانؓ نے کہا اشھد ان علیا ولی اللہ ایک گروپ نے پھر رسولؐ سے شکایت کی یا رسول اللہؐ دیکھئے یہ کیا کہہ رہے ہیں؟پھر رسولؐ نے وہی کہا تم نے کتنی جلدی میرا قول

بھلا دیا۔ یہ دو گواہیاں کافی ہیں کہ رسولؐ کے زمانہ میں اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ کہا گیا۔ اس کے بعد جب دنیا نے آدمی بدل دیا تو اذان کی کیا بات ہے ۔صلوات!

آپ پر واضح ہوا کہ اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ کی کیا پوزیشن ہے۔ یہ جو میں نے روایت پڑھی ہے اس کے حوالے میرے پاس موجود ہیں جس کو چاہیئے حوالہ مجھ سے نوٹ کر لے۔

عزیزان گرامی! یہ پوزیشن ہے علی ولی اللہ کی۔ اب اس کے بعد مجھے ایک بات اور کہنا ہے۔ دیکھئے جہاں جہاں پڑھے لکھے لوگ ہیں اور کتابوں سے دلچسپی رکھنے والے موجود ہیں میں ان سے مخاطب ہوں کہ ہمارے مذہب میں تین مسئلے ایسے ہیں کہ جن پر از سر نو غور ہونا چاہیئے۔ چودہ سو برس کی سیاست کو سامنے رکھئے۔ یہ جو میں نے روایتیں پڑھیں اس کا حوالہ ہے میرے پاس۔ لیکن اب جو بات کہہ رہ ہوں یہ میری اپنی فکر ہے کسی کتاب کی لکھی بات نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ چودہ سو برس کے اسلام کی Study کے بعد ہمارے پاس ایسے تین مسئلے ہیں کہ جس کے لئے چودہ سو برس کی پولیٹیکل اکٹیویٹیز کو سامنے رکھ کر ان مسئلوں کو دیکھنا چاہیئے۔

۱ اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ کا مسئلہ۔

۲ نماز جمعہ کا مسئلہ۔

۳ زکوۃ کا مسئلہ۔

ان تینوں مسئلوں کی اہمیت کیا ہے؟ دیکھئے میں پھر کہہ دوں کہ میں عالم نہیں ہوں، مجتہد نہیں ہوں۔ میں ایک Student کی حیثیت سے آپ کو ایک مسئلہ کی طرف غور کرنے کے لئے Invit کر رہا ہوں۔ یہ سمجھ لیجئے۔ علی ولی اللہ

کا مسئلہ اذان میں، کلمہ میں نہیں۔ نماز جمعہ کا مسئلہ اور زکوۃ کا مسئلہ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جو ہیں وہ ہندوستان میں رہتے ہیں جو Secular State ہے۔ لیکن اس چودہ برس کے طویل تاریخ میں مسلم حکومتوں میں جمعہ کا امام سرکار کی طرف سے معین ہوتا تھا۔ Official ہوتا تھا۔ زکوۃ سرکار لیتی تھی۔ اور دیکھئے اذان چپکے سے نہیں ہوتی۔ اذان ہمیشہ زور سے ہوتی ہے۔ جب لاؤڈ اسپیکر نہیں بھی تھے تب بھی ہمیں اذان کی آواز گھر میں سنائی دیتی تھی۔ محلہ کی مسجد کا موذن اتنی زور سے اذان دیتا تھا کہ گھر میں آواز آتی تھی۔ اگر کسی ایسے شہر میں جہاں اکثریت مخالفین علیؑ کی ہو، نوجوان بھرے ہوں کہ ہم تو اذان دیں گے، اور عالم سمجھتا ہو کہ اذان دیں گے تو مارے جائیں گے اگر اس نے مصلحتاً یہ کہہ دیا کہ علیا ولی اللہ جزوءِ اذان نہیں ہے۔ ذرا اس پوزیشن کو سمجھئے ہم بھی اکثر نوجوانوں کو روکتے ہیں بہت سے کاموں میں، اُدھر نہ جاؤ، وہاں سے عَلم لے کے نہ آؤ، پورا محرّم نہ برباد کردو اپنے ایک عمل سے، ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے؟ اس گلی سے نہ نکلو۔ اس لئے کہ ایک دفعہ جھگڑا ہوگا تو پورے محرّم پر اثر پڑے گا۔

اب اگر یہی چیز تحریر میں ہو تو اطہر صاحب نے علم اٹھانے کو روکا۔ اصل میں جب تک یہاں کا ماحول نہ سامنے ہو، اس گلی کی پوزیشن نہ سامنے ہو جب تک سارے معاملے سامنے نہ ہوں اس وقت تک ''اطہر صاحب نے روکا'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اطہر صاحب عَلم کے مخالف ہیں۔ اطہر صاحب نے اس لئے روکا کہ نوجوانوں کی جانیں نہ جائیں، محرّم خراب نہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی عالم نے یہ کہہ کر منع کیا کہ یہ کام جزوءِ اذان نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ پڑھے لکھے ہیں وہ اس مسئلہ پر غور کریں۔

یہی مسئلہ جمعہ کی نماز کا بھی ہے کہ سرکاری پیش نماز ہیں جو منکر

ولایت علیؑ ہیں۔ ہمارے یہاں عدالت میں پہلی شرط اقرار ولایت علیؑ ہے۔ اگر ہم اپنی نماز الگ نہیں کر سکتے، الگ کریں گے تو مارے جائیں گے۔ اگر اس سیاق وسباق میں فتوے دیے گئے ہوں تو کیا ہو؟

یہی مسئلہ زکوٰۃ کا ہے کہ وہ سرکاری طور پر لیں گے۔ اور جو زکوٰۃ لینے آئے ہیں وہ اپنی مرضی سے استعمال کریں گے ہم ان کو Accept نہیں کرتے ہیں بحیثیت اسلامی رہنما کے۔ تو یہ تینوں مسئلے جو ہیں اس قابل ہیں کہ ہمارے علماء، ہمارے اسکالر، ہمارے پڑھے لکھے لوگ، پوری تاریخ کے سیاسی تاریخ ترازو میں رکھ کر پھر سے Study کریں اور اس کے بعد پھر اس کے اوپر گفتگو کریں یہ میرے ایسے طالب علم کا Suggetion ہے۔

بس عزیزان گرامی! یہی اقرار ولایت علیؑ کا جذبہ تھا جو لوگوں کو حسینؑ ابن علیؑ کی طرف لا رہا تھا۔ اور یہی وہ جذبۂ محبت علیؑ اور اولادِ علیؑ تھا کہ جو حبیبؓ ابن مظاہر کو کھینچ کے لایا۔

آج پانچویں رات آگئی عزیزو! آدھا محرم تمام ہوگیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ دشمن آتے رہے۔ ایک دن خیمہ میں اطلاع آئی کہ حسینؑ کے بچپن کے دوست حبیبؓ ابن مظاہر آئے ہیں۔ شہزادی زینبؑ بہت خوش ہوئیں کہ میرے بھیا کا ناصر آیا ہے۔ فضہؑ سے کہا کہ جا کے حبیبؓ کو میرا اسلام کہہ دو۔ ابھی حبیبؓ آئے تھے جبرئیلؑ کی شہزادی، رسولؐ کی نواسی، علیؑ و فاطمہ کی صاحب زادی جناب زینبؑ کبریٰ تمہیں سلام کہہ رہی ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ حبیبؓ نے اپنے سر پہ خاک ڈالی زمین پہ گر کے تڑپنے لگے۔ کہاں میں اور کہاں علیؑ و فاطمہ کی بیٹیاں۔

چاہنے والا خدمتِ امامؑ میں حاضر رہا۔ یہاں تک کہ عاشور کا میدان سجا گیا تو حبیبؓ کو مولا نے میسرہ کا سردار بنایا حبیبؓ اپنی ٹکڑی کے ساتھ

لڑتے رہے یہاں تک کہ کربلا کا سورج ڈھل گیا اور کربلا میں نماز ظہر کا ہنگام آیا۔ جیسے ہی سورج ڈھلا ویسے ہی ابوثمامہؒ آگے بڑھے۔ کیا شوق عبادت تھا کیا ذوق نماز تھا۔ ہاتھ جوڑ کے عرض کی یابن رسولؐ اللہ دل چاہتا ہے کہ ایک نماز اور آپ کے ساتھ پڑھ لوں حسینؑ نے آسمان کو دیکھا فرمایا نعم ھذا اول وقتھا ہاں یہ بے شک اول وقت ہے۔ اچھا ان لوگوں سے کہو کہ اتنی دیر لڑائی روکے رکھیں کہ ہم نماز پڑھ لیں۔ حسینؑ کے سوال کے جواب میں حصین ابن نمیر لعین نے بدتمیزی کی۔ روایت بتاتی ہے کہ بچپن کا دوست حبیبؓ برداشت نہ کر سکا تلوار لے کے جھپٹے اور زبان پر یہ جملے تھے ما تقول یابن فاعلہ اے بدکردار ماں کے بیٹے کیا کہا تو نے۔

اور تاریخ بتاتی ہے کہ ایک ہی حملہ ایسا کیا کہ وہ گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ لیکن حبیبؓ پلٹ کے نہیں آئے۔ میدان جنگ میں نماز گھوڑے کی پیٹھ پہ بھی ہوتی ہے۔ حبیبؓ اب نماز عشق کی نیت باند چکے تھے دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور وہیں سے پکار کر کہا اور اب نماز آپ کے جدؐ کے ساتھ ہوگی۔

بوڑھا سپاہی جوانوں کی شان سے تلوار چلا رہا تھا اِدھر حسینؑ نماز پڑھتے رہے اُدھر حبیبؓ تلوار چلاتے رہے۔ امامؑ کی نماز تمام ہوئی حبیبؓ کا جہاد تمام ہوا۔ تیورا کے گھوڑے سے گرے۔ حسینؑ کو آواز دی حسینؑ اپنے بچپن کے دوست کی میت پر آئے۔

حدیث میں ہے کہ حبیبؓ جب مار ڈالے گئے تو حسینؑ کے چہرے پر آثار شکستگی چھا گئے۔ عباسؑ و علی اکبرؑ کو لئے ہوئے، قاسمؑ و عونؑ و محمدؑ کو لئے ہوئے حسینؑ، حبیبؓ کے لاشہ پہ آئے۔ میں کہوں گا حبیبؓ زہے نصیب چاند ستاروں کو لئے ہوئے تمہاری میت پر آیا ہے۔ عزیزو! دوست کا مرنا بڑا المیہ ہے۔ حبیبؓ دم توڑتے رہے حسینؑ صبر کئے دیکھتے رہے۔ جب حبیبؓ نے آنکھیں بند کرلیں تو پوری

کائنات در دست آئی۔ حسینؑ نے ایک جملہ کہا جاؤ حبیبؓ جاؤ ہم بھی آرہے ہیں۔ یہ کہہ کے قرآن کی آیت پڑھی کہ "جن لوگوں نے اپنی زندگی تمام کی اور کچھ انتظار موت میں ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنا وعدہ اللہ سے نہیں بدلا" یہ کہہ کے حسینؑ اٹھے شہزادوں نے میت اٹھائی۔ میں کہوں گا حبیبؓ تمہاری میت اٹھ گئی حسینؑ کی میت نہیں اٹھی۔ سیدہؑ کے لال کا جنازہ پڑا ہے زینبؑ فریاد کر رہی ہیں وامحمداؐ واعلیاً۔

ختم شد۔

ساتویں مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كِتَابِ الْمُبِيْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ "اَلسَّلَامُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيّاً" ۔صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی گفتگو ذکر فرما رہا ہے جس میں جناب عیسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے اوپر اللہ کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا جس دن مجھے موت آئے گی۔ اور جس دن میں دوبارہ پھر زندہ کیا جاؤں گا

عزیزان گرامی سلسلہ کلام ذہن عالی میں ہوگا۔ ہمارے آپ کے

درمیان گفتگو زیارت وارثہ کے پس منظر میں چل رہی ہے۔ پہلے گفتگو کا موضوع تھا زیارت کا وہ ٹکڑا السلام علیک یا وارث محمد حبیب اللہ اے محمدؐ حبیب خدا کے وارث آپ پر سلام، پھر بات آگے بڑھی السلام علیک یا وارث امیرالمومنین علی ولی اللہ سلام ہو آپ پر اے امیرالمومنین علیؑ ولی خدا کے وارث ۔ابتدائے بیان میں نبوّت ورسالت اوراس کی نورانیت کا ذکر رہا۔ گذشتہ تین مجلسوں میں مولائے کائناتؑ کا ذکر رہا۔ اس جملہ کے ساتھ کہ السلام علیک یا وارث علی ولی اللہ زیارت میں وراثت کا چیپٹر Close ہوگیا۔ یعنی ذکر وراثت جو آدمؑ سے چلا کہ حسینؑ آدم کے وارث ہیں، حسینؑ نوحؑ کے وارث ہیں، حسینؑ ابراہیمؑ کے وارث ہیں، حسینؑ موسیٰؑ کے وارث ہیں، حسینؑ عیسیٰؑ کے وارث ہیں۔ حسینؑ سرور کائناتؐ کے وارث ہیں، حسینؑ علیؑ مرتضیٰؑ کے وارث ہیں ۔یہ زیارت میں سات وراثتیں ذکر ہوئی ہیں۔

وراثت ان لوگوں کی بھی ذکر ہوئی جن کی نسل پاک سے حسینؑ ہیں ۔حسینؑ نسل آدم سے ہیں، حسینؑ نسل نوحؑ سے ہیں، نسل ابراہیمؑ سے ہیں، رسول اللہؐ کے نواسے ہیں، مولا علیؑ کے بیٹے ہیں۔ اوران بزرگوں کی وراثت بھی ذکر ہوئی جن کی نسل سے حسینؑ نہیں ہیں۔ جیسے جناب موسیٰؑ جناب عیسیٰؑ، تو معلوم ہوا کہ یہ جو وراثت کا چیپٹر ہے یہ وراثت کمال ہے۔ یہ نسلی وراثت نہیں ہے۔ جس طریقہ سے ایک صاحبِ کمال دوسرے صاحبِ کمال کا وارث ہوتا ہے اسی طریقہ سے حسینؑ موسیٰؑ وعیسیٰؑ کے بھی وارث ہیں۔ اورایک مشن ہے جس کا نام ہے ’’ہدایت‘‘۔

دیکھئے ہمیشہ دستور وارثت یہ ہے کہ جب کسی کی وراثت کسی تک آتی ہے تو جو چیز وراثت میں ملتی ہے جائداد ہو، پراپرٹی ہو، کاروبار ہو، حکومت ہو، یا تو وارث اس کو بگاڑ دیتا ہے تو اس کو کہتے ہیں وارث نے نام ڈبودیا۔ ارے باپ دادا اتنا

بڑا کاروبار چھوڑ کے گئے دیکھئے سب ختم کر دیا۔ وہ فیکٹری بھی بک گئی، وہ مل بھی بک گئی، وہاں کا شوروم بھی بند ہو گیا، ارے باپ دادا کا تھا۔ یا اتنے ہی پر مینٹین رکھتا ہے کہ جتنا ملا اس کو قاعدہ سے چلایا نہ گھٹایا نہ بڑھایا کہ ٹھیک ہے، چل رہا ہے، اچھا ہے۔

اور اگر وارث نے اوپر بڑھا دیا تو انہوں نے کہا صاحب نام روشن کر دیا۔ باپ نے چار فیکٹریاں چھوڑی تھیں اس نے اتنی بڑی مل کھڑی کر دی۔ اس کا کاروبار دنیا میں پھیل گیا۔

تو دنیا میں یہ تین طرح کے وارث ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حسینؑ کو جو وراثت ملی ہے آدمؑ سے لیکر علیؑ تک یہ کیا ہے؟ یہ وراثتِ علم ہے، یہ وراثتِ عزم ہے، یہ وراثت خُلّت ہے، یہ وراثت کلیمیت ہے، یہ وراثت زہد ہے، یہ وراثت کمال ہے، یہ وراثت جلال ہے، یہ وراثت کردار ہے، یہ وراثت عصمت ہے، یہ وراثت عظمت ہے، یہ وراثت صداقت قرآن ہے، یہ وراثت عظمت کعبہ ہے، یہ وراثت عزت دین ہے۔

اب یہ وراثت کا چیپٹر کلوز ہو رہا ہے ان جملوں کے ساتھ۔ لہٰذا اس کو سن لیجئے تا کہ یہ چیپٹر کلوز ہو۔ حسینؑ کے وقت تک آتے آتے ایک طاقتور بادشاہ جس کا نام یزید تھا دولت واقتدار کے نشہ میں چور آ کے حسینؑ سے ٹکرایا کہ حسینؑ جتنی جائداد تمہارے پاس ہے بیچ ڈالو ہمارے ہاتھ۔ حسینؑ کے پاس آدمؑ سے لیکے علیؑ تک سب کی وراثت تھی۔ یزید جو اپنے چار پیسوں پر پھولا تو حسینؑ سے ٹکرانے نکل آیا۔ حسینؑ نے حقارت سے دیکھا کہا ہمارے جیسے بادشاہ بیچا نہیں کرتے۔ طالب بیعت کو خرید لو۔ میں کہوں گا مولاؑ اس گندے کو خرید کے آپ کیا کریں گے؟ اس نجس کو خرید کے کیا کیجئے گا؟ آپ کے کس کام کا؟ ممکن ہے کہ یہی فرمائیں کہ تمہارے ہی حوالے کر دیں گے قیامت تک منہ دکھاتے رہنا ''یہ آئے تھے حسینؑ کو

خریدنے"۔۔۔صلوات!

اب حسینؑ نے یزید کو خرید کے ہمارے حوالے کر دیا۔ہم مجلسوں میں لوگوں کو یہ بتایا کرتے ہیں کہ یہ کون تھے ،کیا ہیں ،ان کی حیثیت کیا ہے ،ان کا خاندان کیا ہے ،کیا ان کا حسب نسب ہے ،یہ سب باتیں ہم بتاتے رہتے ہیں پبلک کو کہ یہ آئے تھے حسینؑ سے لڑنے کے لئے اور اپنے چار پیسوں پہ نازاں تھے کہ حسینؑ جیسے عظیم پیغمبروں کے وارث سے بیعت مانگ رہے تھے اور یہ چار دن کی زندگی کا لالچ دے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی وراثت کو خریدنے کی فکر میں تھے ۔تو ہر ایک دیکھ رہا ہے کہ وارث کیا کرتا ہے ۔وارث نے آگے بڑھ کے طالب بیعت کا ہاتھ توڑ دیا۔ادھر طالب بیعت کا ہاتھ ٹوٹا اُدھر فضا میں آواز گونجنے لگی" آدمؑ کے وارث آپ پر سلام ،نوحؑ کے وارث آپ پر سلام ،ابراہیمؑ کے وارث آپ پر سلام ۔صلوات!

اور عزیزان گرامی !اگر یقین نہ ہو تو آگے بڑھ کے دیکھ لیجئے تاریخ گواہ ہے کہ کربلا میں حسینؑ عصر کے وقت تک یعنی حضرت علی اصغرؑ کی شہادت کے بعد بھی تلوار ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں ۔جو حسینؑ تلوار ہاتھ میں لئے کھڑے تھے یزید ان سے تو بیعت مانگ رہا تھا اور جو سید سجادؑ ہتھکڑیاں پہنے کھڑے ہیں ان سے نہیں مانگتا۔

یہ Common Sence کی بات کبھی سوچئے کہ جو تلوار لئے کھڑے ہیں ان سے کہتا ہے بیعت کرو اور جو ہتھکڑی پہنے کھڑا ہے اس سے بیعت پوچھتے نہیں ۔اصل میں وہ ہاتھ کربلا میں ٹوٹ گیا تھا وہ بڑھتا تو کیسے بڑھتا؟

وراثت کا چیپٹر کلوز۔بات آگے بڑھتی ہے السلام علیک یابن محمد ن المصطفیٰ کل میں نے کہا تھا کہ میرے مخاطب وہ لوگ ہیں جو

علی ولی اللہ کہتے ہیں۔آج میں یہ کہتا ہوں کہ میرے مخاطب وہ لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔جو جو مسلمان اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے وہ میری تقریر سنے۔

السلام علیك یابن محمد ن المصطفیٰ اے محمد مصطفیٰؐ کے بیٹے آپ پر سلام۔بات اب وراثت کی نہیں رہ گئی ہے بات بیٹے کی آ گئی ہے ۔ذرا ایک بات غور سے سن لیجئے۔ہر بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے لیکن ہر وارث مورث کا بیٹا نہیں ہوتا ہے۔یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ جس کے وارث ہو جائے اس کے بیٹے بھی ہوں۔لیکن بیٹا باپ کا وارث ضرور ہوتا ہے۔محمدؐ کے ساتھ بیٹوں کی کہانی قرآنی ہے۔ اللہ نے اپنے حبیب کو بیٹے دیئے۔اور سرور کائناتؐ کے یہاں تین صاحبزادے پیدا ہوئے دو بی بی خدیجہؑ سے اور ایک بی بی ماریہ قبطیہؑ سے جو کنیز تھیں۔

جو دو صاحب زادے بی بی خدیجہؑ سے پیدا ہوئے ان میں سے بڑے صاحب زادہ کا نام جناب قاسمؑ ہے۔جس کی وجہ سے آج تک حضورؐ کا لقب ابوالقاسمؐ ہے۔اور بی بی خدیجہؑ سے جو دوسرے صاحب زادے پیدا ہوئے انؑ کا نام نامی طاہرؑ ہے۔'طیب' بھی انہیں کی کنیت ہے۔مگر یہ دونوں شہزادے پیدا ہو کے کمسنی میں ہی رحلت کر گئے۔یہ مکّہ میں پیدا ہوئے اور اگر وہ زندہ رہتے تو سن میں جناب فاطمہ زہراؑ سے بڑے ہوتے۔اس لئے کہ جناب سیدہؑ سے پہلے یہ صاحب زادگان پیدا ہوئے تھے۔اس کے بعد ایک صاحب زادے جن کا نام جناب ابراہیمؑ تھا اور جن کی والدہ ماریہ قبطیہؑ تھیں،جن کو حبش کے بادشاہ نے حضورؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا،ان کے بطن سے ہوئے۔اور یہ بھی کمسنی کے عالم میں مدینہ میں رحلت کر گئے۔

تو ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے اپنے حبیبؐ کو بیٹے دئے نہیں،مگر جس

اللہ نے بیٹے دیئے اسی اللہ نے لے لئے۔ اس لئے کہ زندگی اور موت کا اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اب یہ اس کی مصلحت ہے کہ دیئے کیوں؟ اور دیئے تو پھر لئے کیوں؟ ہم نہیں بتا سکتے۔ لیکن تاریخ لکھتی ہے کہ ابولہب نے، جناب خدیجہؑ کے جو چھوٹے صاحب زادے تھے ان کے مرنے پر بڑی خوشی منائی تھی۔ کافروں نے تالیاں پیٹنا شروع کر دیا تھا کہ مبارک ہو مبارک ہو محمدؐ کا لڑکا مر گیا۔ اب ان کا دین نہیں چلے گا اب ان کا پیغام خاک میں مل جائے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ دشمنان رسولؐ اور آل رسولؐ انسانیت سے بڑے دور ہیں ورنہ کسی کے بیٹے کے مرجانے پر خوشی منانا ایک ایسا عمل ہے کہ انسانیت فریاد کرتی ہے۔ لیکن بہرحال ابولہب نے خوشی منائی اور پروپیگنڈہ شروع ہوا مکہ میں کہ حضورؐ ابتر ہیں۔ ابتر اسے کہتے ہیں عربی میں جس کی نسل نہ چلے۔ حضورؐ چونکہ رحمت ہیں، نہ ابتر کہنے والوں کو منہ لگایا اس لئے کہ حضورؐ کی شان کے خلاف تھا ان بدتمیزوں سے بات کرنا۔ اور نہ حضورؐ نے اللہ سے شکایت کی۔

آپ کہیں گے انہیں منہ نہیں لگایا یہ تو آپ تاریخ سے ثابت کر دیں گے مگر اللہ سے نہیں کہا یہ کہاں سے ثابت کریں گے؟۔ جی نہیں ہم تو یہ بھی ثابت کر دیں گے۔ اس لئے کہ ان سے چھوٹے پیغمبر نے اللہ سے جب کسی بات کی شکایت کی تو فوراً ایکشن ہوا۔ یہ اگر ابتر کی شکایت کرتے تو امیجٹ ایکشن ہوتا۔ ابتر کہنے والوں کا مکہ میں ٹہلتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضورؐ نے کچھ نہیں کہا۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ اللہ اور رسولؐ میں کوئی انڈر اسٹینڈ نگ تھی، کوئی بات طے تھی کہ جب کوئی تمہیں کہے تو ہم بولیں گے اور جب ہمیں کوئی کچھ کہے تو تم بولنا۔ جس جس نے حضورؐ کو کچھ کہا حضورؐ نے مڑ کے دیکھا بھی نہیں اور جس نے اللہ کو کچھ کہا فوراً بولے۔ جس جس نے اللہ کو کچھ کہا اللہ نے پرواہ ہی نہیں کی لیکن رسولؐ کو جس نے ابتر کہا فوراً سورہ بھیجا۔ انا اعطینك الكوثر اے حبیبؐ ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا، کثرت نسل دی

،فصل لربك وانحر نماز پڑھو قربانی دو ان شانئك هو الابتر اور تمہارا دشمن ہے اسی کی نسل قطع ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جو رسولؐ سے بولا اس سے اللہ نے جھگڑا کیا، جو خدا سے بولا اس سے رسولؐ نے جھگڑا کیا، اب ایک بزرگ اور ملے کہ اگر کسی نے خدا کو کچھ کہا تو لڑے، رسولؐ کو کچھ کہا تو لڑے، تو ان کو کچھ کہے گا تو اس سے خدا بھی لڑے گا رسولؐ بھی لڑے گا۔ صلوات!

بیٹے دے کے لئے۔ اس کے بعد خوشخبری دی کہ ہم تمہیں کثرت نسل دیں گے۔ خوشخبری کے رزلٹ میں ایک بیٹی دی اب یہ رسول کا خاندان چل رہا ہے۔ اس بیٹی کی شادی بھی خدا نے کرائی۔ رسولؐ نے نہیں کی وہ بیٹی جب شادی کے لائق ہوئی تو پیغام آنے لگے۔ دولت والوں کے پیغام، حیثیت والوں کے پیغام۔ اور رسولؐ رسول رحمت ہیں۔ ہر ایک سے مروّت، ہر ایک سے محبّت، ہر ایک سے دوستی، بیٹی ایک پیغام دینے والے کئی۔ تو ہر ایک کو رسولؐ نے ایک ہی جواب دیا ''مجھے اختیار نہیں خدا کو اختیار ہے'' میں کہوں گا حضورؐ آپ جو فرمائیں، ہم تو ایمان لائے ہیں آپ کے کہنے پر۔ مگر اپنے کانوں کو کیا کریں۔ ہم آپ کی زبان سے یہ جملے سنتے ہیں تو ہم کو عجب لگتا ہے کہ ''مجھے اختیار نہیں'' ارے جس کو چاند کو دو کرنے کا اختیار ہو، سورج کو پلٹانے کا اختیار ہو، ستارہ کو اتارنے کا اختیار ہو، سنگریزوں کو تسبیح کرانے کا اختیار ہو، درختوں کو تعظیم کیلئے جھکانے کا اختیار ہو، نعلین سمیت قابَ قوسین سے گذرنے کا اختیار ہو وہ بیٹی کی شادی کے لئے کہہ رہا ہے مجھے اختیار نہیں۔ مگر سرکار کہہ رہے ہیں تو ہم کیسے کہدیں کہ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ کہدیں تو مسلمان ہی نہ رہ جائیں گے۔

فوراً کافر ہو جائیں گے۔ ان کو سچا مان کے تو مسلمان ہوئے ہیں۔

وہ کہتے ہیں مجھے اختیار نہیں۔ اے حضورؐ بیٹی کی شادی میں تو ہر باپ بولتا ہے۔ اور اتنا بڑا باپ کہہ رہا ہے کہ مجھے اختیار نہیں۔ ممکن ہے کہ جواب دیں کہ میری بیٹی کا مرتبہ سمجھ۔ ارے یہ تو دیکھ بیٹی کیسی ہے، اگر ایک خالی مسلمان لڑکی ہوتی تو مجھے اختیار تھا کہ ایک اچھے مسلمان کے ساتھ بیاہ دوں۔ میری بیٹی ہے معصومہ اور معصومہ کی شادی غیر معصوم سے نہیں ہو سکتی۔ میں معصوم نہیں بناتا ہوں، میں مسلمان بناتا ہوں، معصوم خدا بناتا ہے۔ صلوات!

اب جب خدا کے اوپر معاملہ چھوڑ دیا گیا تو خدا نے علیؑ کو پسند کیا اور جبرئیلؑ کو بھیج کے خبر دلوائی کہ ہم نے فاطمہؑ کا نکاح علیؑ کے ساتھ پڑھ دیا۔ پڑھ دیں گے نہیں 'پڑھ دیا' تم بھی مسجد میں اس کی نقل دکھا دو۔ اے معبود نہ بیٹی سے پوچھا نہ بیٹے سے پوچھا پڑھ دیا۔ ارے بھائی نکاح ہمارے یہاں بھی پڑھا جاتا ہے۔ لڑکی سے پوچھتے ہیں لڑکے سے پوچھتے ہیں اور تو نے بغیر پوچھے ہی پڑھ دیا تو ممکن ہے کہ جواب آئے تمیز سے سوچ بدتمیز! میں وکیل تھوڑی ہوں کہ جو پوچھوں میں خالق ہوں۔ اور یہ علیؑ و فاطمہؑ کا اکیلا خاندان ہے جس کا ایک نکاح دو دفعہ ہوا۔ ورنہ ایک آدمی کا نکاح ایک دفعہ ہوتا ہے۔ مگر علیؑ و فاطمہؑ کا نکاح دو دفعہ پڑھا گیا۔ ایک عقد عام پڑھا گیا ایک عقد خاص پڑھا گیا عقدِ عام رسولؐ نے مسجد میں پڑھا۔ برابر مسلمانوں کا نکاح پڑھا کرتے تھے اپنی بیٹی کا بھی پڑھ دیا۔ اور عقد خاص اللہ نے عرش پر پڑھا تو دنیا میں ہر ایک کا ایک نکاح پڑھا جاتا ہے تو ایک طرح کی نسل چلتی ہے علیؑ و فاطمہؑ کے دو نکاح پڑھے گئے تو دہری نسل چلی۔ نسلِ خاص، نسلِ عام۔ نسل خاص میں وہ سادات ہیں جو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور نسلِ خاص میں وہ امامؑ ہیں جن کے پاس دادا کا علم بھی ہے دادی کی عصمت بھی ہے۔ صلوات!

یہ عقد ہو گیا۔ مولودِ کعبہ، پروردۂ آغوش رسولؐ، علیؑ ابی طالبؑ کی

شادی، رسول اللہؐ اور جناب خدیجہؑ کی بیٹی جناب فاطمہؑ کے ساتھ ۲ ھ میں مدینہ میں یہ واقعہ ہوا، یہ رشتہ ہوا۔علیؑ و فاطمہؑ کا عقد ہوگیا۔اللہ نے سال بھر میں بیٹا دیا۔جس کا نام اللہ نے حسنؑ رکھا، ہاں یہ سمجھ لیجئے۔رسول اللہؐ نے نہیں، اللہ نے نام حسنؑ رکھا یہ ولادت ۳ھ میں ہوئی۔اللہ نے ۴ھ میں پھر بیٹا دیا۔اور اس بیٹے کا نام بھی اللہ ہی نے حسینؑ رکھا۔

آپ کو ایسا لگ رہا ہوگا کہ میں مضمون کو غیر ضروری پھیلا رہا ہوں۔میں پھیلا نہیں رہا ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ سننے والوں کی سمجھ میں معاملہ کی اہمیت آئے۔معمولی گھرانہ نہیں ہے کہ دو جملوں میں بات کرکے آگے بڑھ جاؤں۔یہ جو دو شہزادے پیدا ہوئے ہیں ان کے باپ علیؑ ہیں، ان کی ماں فاطمہ زہراؑ ہیں، ان کے نانا محمد مصطفیٰؐ ہیں، ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰؑ ہیں، ان کے دادا ابوطالبؑ ہیں، جنہوں نے رسولؐ کو پالا ہے۔ان کی دادی فاطمہؑ بنت اسد ہیں جن کے لئے رسولؐ نے کہا میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ان بچوں کے چچا جعفر طیارؑ ہیں، ان بچوں کے باپ کے چچا امیر حمزہؑ ہیں۔گھرانہ دیکھئے، خاندان دیکھئے، رشتے ملاحظہ کیجئے۔پھر یہ دونوں بچے رسولؐ کو بڑے پیارے ہیں۔گھر میں آتے ہیں تو اسوں کو زبانؐ چساتے ہیں۔چھوٹے چھوٹے سن میں ان کو زبان چساتے ہیں اور جب یہ بڑے ہوئے تو ان کو کلیجے سے لگا کے باہر بھی نکل آئے۔

چنانچہ ایک راوی کی روایت ہے کہ میں رات کو رسولؐ سے ملنے گیا تو مجھے یہ خبر لگی کی اس وقت اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف رکھتے ہیں۔تو وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے مولا علیؑ کے دروازہ پر جاکے آواز دی اور کہا کہ مجھے رسول اللہؐ سے کچھ بات کرنا ہے۔تو حضورؐ بیت الشرف سے برآمد ہوئے، اس زمانہ میں مدینہ میں سردیاں تھیں۔حضورؐ عبا اوڑھے تھے عبا اوڑھے ہوئے آئے میں نے محسوس

کیا کہ عبا کے اندر کچھ چھپائے ہوئے ہیں۔ جب میں بات کر چکا تو میں نے کہا حضورؐ کیا کوئی چیز آپ عبا کے اندر چھپائے ہوئے ہیں۔ تو مسکرائے اور عبا کا دامن ہٹایا تو دیکھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ کلیجے سے لگا ہے۔ وہ راوی کہتا ہے کہ اس بچہ کو مجھے دکھایا اور کہا کہ هـذا حسين پہچان لو یہ حسینؑ ہے۔ جس نے اس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے ان کو دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا یہ کہہ کے اس کو پھر کلیجے سے لگا لیا۔ اور اندر گھر میں چلے گئے۔ بالکل چھوٹے سے سن کے تھے۔

جب حسینؑ اور بڑے ہوئے اور مسجد میں آنے لگے تو کبھی منبر پر گئے تو گود میں لئے ہوئے اور حسنؑ و حسینؑ کے فضائل بیان کرر ہے ہیں۔ کبھی سجدہ میں اگر پشت رسالتؐ پہ آ گئے تو نماز ٹھہرائی گئی اور جبرئیلؑ آسمان سے آ گئے۔ ہم یہ سمجھے کہ شاہزادے سے آ کے کہیں گے اے میرے بیٹے نانا نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت ان کے پاس نہیں آتے۔ پیار کر کے محبت سے گود میں لے کے بچے کو اتار دیں گے۔ ہماری سمجھ میں تو یہی آ رہا تھا۔ مگر وہاں معاملہ ہی دوسرا ہوا۔ وہ حسینؑ سے کچھ نہ بولے اور رسولؐ کے پاس گئے اور کہا اللہ نے سلام کہلوایا ہے اور کہا ہے کہ جب تک حسینؑ اتر نہ جائیں سجدہ سے سر نہ اٹھایئے گا۔ یعنی جس کی نماز ہے اسی نے روکی۔ اس لئے کہ اگر رسولؐ رکیں گے تو الزام لگے گا کہ نواسوں کے لئے روکا۔ نہیں جس نے نماز واجب کی اسی نے روکی۔ کہا جب حسینؑ اتر جائیں تب اٹھئے گا۔ اب وہ سجدہ میں ہیں حسینؑ بیٹھے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں مبالغہ ہے، غلو ہے، نہ جانے کیا کیا پڑھ دیتے ہیں۔ تم فلسفہ نہیں سمجھے۔ یہ عظمت سمجھائی جا رہی ہے خاندان رسالت کی۔ دیکھو یہ کون لوگ ہیں، جماعت کی صفیں رسولؐ کی تابع، رسولؐ مشیت کے تابع، مشیت حسینؑ کی منتظر۔

عجب منظر ہے خدا کی قسم یہ حسنؑ اور حسینؑ رسولؐ کی گودیوں میں پل رہے ہیں الحسن والحسین سید شباب اھل الجنۃ حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ھما امامان قام او قعد یہ دونوں امام ہیں کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں۔ یعنی صلح کرلیں یا جہاد کریں۔ مگر کہلا رہے ہیں نواسے۔ بیٹی کے بیٹے، نواسے ہیں۔ دستور یہ ہے کہ رشتہ باپ سے چلتا ہے۔ علیؑ کے بیٹے ہیں، ابوطالبؑ کے پوتے ہیں۔ عبدالمطلبؑ کے پروتے ہیں۔ ان کے نواسے ہیں بیٹے نہیں ہیں۔ محبت کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔ نانا نواسے سے محبت کرتا ہے۔ جس گھر میں بیٹے نہیں ہوتے ہیں نواسوں سے بڑا پیار کیا جاتا ہے۔ خدا خدا کر کے گھر میں لڑکے دکھائی دیئے تو پیار تو ہوگا ہی۔ مگر ہیں نواسے۔

یہاں تک کہ ماہ و سال گذرتے رہے۔ ۹ ہجری میں اسلام پر ایک حملہ ہوا عیسائیوں کا۔ ۹ ھ ختم ہو رہی تھی۔ بارھواں مہینہ تھا اور آخری ہفتہ تھا۔ مگر وہ عیسائیوں کا حملہ تلوار کا حملہ نہیں تھا۔ وہ یہ تھا کہ عیسائیوں کے علماء جو پبلک سے پیسے لیتے تھے، اسلام کے آنے کے بعد ان کو تکلیف پیدا ہوئی۔ تو ان کے علماء نے کہا کہ چلتے ہیں اور چل کے دیکھتے ہیں کہ یہ وہی ہیں جن کی توریت میں خبر دی گئی ہے یا نہیں؟ عوام سے کہا آپ بیٹھئے، ہم دیکھ کے آئیں گے۔

عوام مولویوں پر ہمیشہ بھروسہ کرتی ہے۔ وہ دھوکہ میں آگئی۔ یہ چلے آئے۔ انہوں نے اندر اندر یہ طے کیا کہ جا کے دو چار دن اوٹ پٹانگ باتیں کرو، پبلک سے آ کے اپنی کہہ دو کہ ہم دیکھ آئے ہیں، بحث کر آئے ہیں، مقابلہ کر آئے ہیں یہ وہ نہیں ہیں ہم تو قائل نہیں ہوئے۔

دیکھی آپ نے ہوشیاری یہ آگئے مدینہ۔ تین دن انہوں نے بحث کی۔ اوٹ پٹانگ، بے تکی........ اور اس کے بعد تیسرے دن چلنے کو تیار ہوئے۔

خدا کی قسم قرآن ہے تو چپ مگر بعض اوقات ایسا بولتا ہے کہ کلیجہ خون کردے۔ اور جب تیسرے دن یہ اٹھنے لگے تو آیت اتری فمن حاجك فيه من بعد ما جائك من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم ونسائنا ونسائكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين "اے رسولؐ اگر اب بھی یہ کٹ حجتی کریں اب یہ بحث کریں اب یہ جھگڑا کریں جب کہ آپ کے پاس علم آچکا یعنی قرآن آچکا تو ان سے کہہ دیجئے کہ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ، ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ، ہم اپنے نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لائیں مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں" یہ کل لانا۔ بس آج کا بیان یہیں پر تمام ہے۔ قرآن نے کل بلایا لہٰذا میں بھی کل پڑھوں گا۔ مگر ایک بات رات بھر سوچتے رہئے گا اور کل دن بھر اے معبود ایک تو تو۔ نے اپنے حبیب کو بیٹے دے کے لے لئے اس وقت ان کے پاس بیٹے نہیں ہیں اور کل دشمنوں کے مقابلہ میں بیٹے لے کے بلایا ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کل کیا ہوتا ہے محمد کل بیٹے لے کے جاتے ہیں یا بغیر بیٹوں کے جاتے ہیں۔ اب یہ بات کل واضح ہوگی۔

لیکن آج تو صرف اتنا کہ محمدؐ کے بیٹے کے ساتھ دنیا نے کیا کیا۔ دوست دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک آدمی کی کرسی کے دوست ہوتے ہیں۔ اور ایک ذات کے دوست ہوتے ہیں۔ کرسی کا دوست آدمی کے مرنے کے بعد جس کو کرسی ملتی ہے اس کے پاس چلے جاتے ہیں۔ اور ذات کے دوست آدمی کے مرنے کے بعد اس کی آل اولاد کی طرف جاتے ہیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم محمدؐ کی حکومت کے دوستوں میں نہیں ہیں۔ بلکہ ذات والے دوستوں میں ہیں۔ جدھر اقتدار گیا اُدھر ہم نہیں گئے۔ جدھر رسولؐ کا خاندان تھا ہم اُدھر گئے۔

آج یہ مجمع محمدؐ کے بیٹے کا سوگوار بیٹھا ہے۔ محمدؐ کے بیٹے کا غم ہے۔ فرزند محمدؐ کا ماتم ہے۔ اعتراض کرنے والے اعتراض بھی کرتے ہیں، نہ ماننے والے نہیں مانتے ہیں۔ کوئی بات نہیں جس کا دل چاہے غم میں شریک ہو۔ جس کا دل چاہے غم میں نہ شریک ہو۔ یہ محمدؐ کے گھرانے کا غم ہے۔ آپ نہ آیئے غمی میں زبردستی تھوڑی بلایا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے گھر میں کوئی نہیں مرا۔ رسول کا بھرا گھر لٹ گیا۔ کیا خوب کہا ہے میر انیسؔ نے:

وہ باغ خود لگا کے گئے تھے جسے رسولؐ
ماہِ عزا کے عشرۂ اول میں لٹ گیا
وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لٹ گیا

رسولؐ کا بھرا پرا گھرانہ ایک دوپہر میں لٹ گیا۔ ہماری جانیں نثار ان شہیدوں پر جنہوں نے راہ اسلام میں مسکرا کے اپنی جانیں دے دیں۔

عزیزو! آ[illegible]ات آگئی کس کس کو یاد کریں گے آپ، اور کس کس کو روئیں گے آپ۔ کل میں نے حبیبؓ کا تذکرہ کیا تھا آج اسی تذکرہ کو آگے بڑھا دوں۔ اُدھر حبیبؓ لڑتے رہے ادھر حسینؑ کے دو ناصر سینوں پہ تیر روکتے رہے۔ سعیدؓ ابن عبداللہ اور زہیرؓ قین سینے پہ تیر روتے رہے۔ حسینؑ نماز پڑھاتے رہے۔ میں کہوں گا کربلا میں ظہر کی نماز ہو رہی تھی جب دو ناصر سینوں پہ تیر روک رہے تھے۔ جب کربلا میں عصر کی نماز ہوئی، نماز پڑھانے والا امام اکیلا تھا جماعت دنیا سے جا چکی تھی۔ نہ کوئی تیر روکنے والا نہ کوئی قاتل کو منع کرنے والا۔

ادھر نماز تمام ہوئی سعیدؓ کے سینے میں سترہ تیر اتر گئے۔ امامؑ کو دیکھا کہ ارضیت یا ابا عبد اللہ حسینؑ مجھ سے راضی ہوئے کہا ہاں میں تجھ سے راضی ہو گیا۔ بس جب سنا تو گرے اور روح جنت کو پرواز کر گئی۔ حسینؑ میت پر بیٹھ

گئے اپنے ہاتھ سے ایک ایک تیر نکالا میں کہوں کا سعیدؒ سینے سے تیر نکل رہے ہیں کہ دل کے ارمان نکل رہے ہیں۔

بس ایک دو جملے اور سن لیجئے مجلس تمام ہے۔ یہ امتحان ظہر تھا کہ سینے سے تیر نکالے۔ اب امتحان عصر ہے قاسمؑ کا لاشہ لائے، عونؑ ومحمدؑ کی میتیں اٹھائیں، عباسؑ کے سرہانے بیٹھ کے روئے، علی اکبرؑ کے سینے سے برچھی نکالی، علی اصغرؑ کے گلے سے تیر نکال۔ کس کس مصیبت کو یاد دلاؤں کس کس واقعہ کو یاد دلاؤں۔ کربلا کے میدان میں صبح سے شام تک باغ مصطفیؐ پر خزاں آ گئی۔ ایک کے بعد ایک کا لاشہ آتا رہا۔ سعیدؒ کے سینے سے تیر نکالے، حبیبؒ کی میت لے کے آئے، زہیرؒ کا جنازہ لینے گئے، زہیرؒ کا جنازہ لا کے رکھا کہ ابوثمامہؒ نے اپنی جان دے دی۔ حسینؑ ایک کے بعد ایک کی میت اٹھاتے رہے

کبھی لاش اٹھائی کبھی رو دیئے
اسی شغل میں شاہؑ دن بھر رہے

کبھی دوستوں کی لاشیں اٹھائیں کبھی عزیزوں کے جنازے اٹھائے، کبھی عباسؑ کے لاشہ پہ روئے، کبھی علیؑ اکبر کی میت لے کے آئے، اور سب سے آخر میں ربابؑ کے ششماہے کو قبر میں چھپایا۔ اے زمین میری امانت سے ہوشیار، حسینؑ تیرے سپرد کر رہا ہے۔ ختم شد

آٹھویں مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كِتَابِ الْمُبِيْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ "اَلسَّلَامُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا"۔ صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں جناب عیسیٰؑ کی گفتگو ذکر فرما رہا ہے جس میں جناب عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ میرے اوپر اللہ کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

سلسلۂ کلام ذہن عالی میں ہوگا ہمارے آپ کے درمیان بات

یہاں پر تمام ہوئی تھی کہ نجران کے عیسائی یہ اسکیم بنا کے آئے تھے کہ ہم جا کے دو تین دن بحث کریں گے اور اس کے بعد یہ کہہ کے اٹھیں گے کہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی اور وہ ہم کو قائل نہیں کر پائے۔ اور ہماری باتوں کا جواب نہیں دے پائے۔ اور اس طرح اپنی قوم کو مطمئن کر دیں گے۔

جب تیسرے دن یہ بات کو ختم کر کے اٹھنے لگے تو قرآن نے ان کو جکڑ لیا اور کہا کہ اے رسولؐ آپ ان کو دوسری بات بتایئے اگر اس کے بعد بھی اگر کوئی کٹ حجتی کرے تو جبکہ آپ کے پاس علم یعنی قرآن آچکا فقل ان سے کہہ دیجئے تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ونسائنا ونسائکم ہم اپنی بیٹیوں کو بلائیں تم اپنی بیٹیوں کو بلاؤ۔

قرآن میں جہاں ابن کے ساتھ لفظ نساء استعمال ہوتا ہے عام طور سے بیٹی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پڑھئے جناب موسیٰ کے قصہ میں یذبحون ابنائکم و یستحیون نسائکم وہ تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ جو چاہے آپ ترجمہ کیجئے مجھے بحث نہیں ہے۔ چاہے بیٹیوں ترجمہ کیجئے چاہے اپنے گھر کی خواتین، ہم اپنے گھر کی خواتین کو بلائیں اور تم اپنے گھر کی خواتین کو بلاؤ وانفسنا وانفسکم اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ۔ نفس الگ کی چیز نہیں ہے۔ ''بس ہمیں میں سے'' جو تم سے بالکل کلوز ہیں تم ان کو بلاؤ، جو ہم سے بالکل کلوز ہیں ہم ان کو بلائیں۔ ثم نبتھل ''ابتہال'' کہتے ہیں عربی میں اللہ کی بارگاہ میں گڑ گڑا کے رونے کو۔ اس کے بعد ہم اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کے گڑ گڑا کے روئیں، دعا مانگیں فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔ اگر تم عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہنے میں جھوٹے ہو تو تم پر پڑے گی اور اگر ہم دعوائے رسالت میں جھوٹے ہیں تو ہم پر پڑے

گی۔

اب یہ بات تو آج ہوگئی، کل جانا ہے۔ اب سنئے آپ میری بھی۔

ایک آدمی آپ کے پڑوس میں رہتا ہے اور اس کے بیٹے نہیں ہیں اور کچھ لوگ اس کو طعنہ بھی دیتے ہیں بیٹوں کا، اور اس کے دشمن کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے نہیں ہیں۔ آپ کے بیٹے کی شادی تھی آپ نے اس سے وعدہ لیا اس کے کہ بیٹے کی شادی ہے آیئے گا۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے پھر آپ نے دوسرا جملہ بھی کہا کہ اپنے بیٹوں کو بھی لایئے گا تکلیف کی بات ہے کہ نہیں؟ دل آزاری کی بات ہے کہ نہیں؟ دل کو دکھنے کی بات ہے کہ نہیں؟ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو بیٹا نہیں ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ لوگ بیٹا نہ ہونے پر ہم پر طنز بھی کرتے ہیں اور اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ بیٹے کو بھی لایئے گا۔

اے معبود اگر نصارائے نجران کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا کہ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ یہ تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ باہر کے لوگ تھے ان کو معلوم نہیں کہ رسولؐ کو بیٹا نہیں ہے۔ لیکن معبود تو خود ان سے کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔ تو ہی نے بیٹے دے کے لے لئے اور دشمن کے سامنے کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ، معبود یہ راز کیا ہے؟ ممکن ہے جواب آئے کہ اگر پہلے سے بیٹے دیئے ہوتے اور آیت بھیجی ہوتی تو ہم میں اور تم میں فرق ہی کیا رہ جاتا۔ کمال تو جب ہے کہ بیٹے نہ ہوں اور محمدؐ کل بیٹے لے کے جائیں۔ اب سمجھ میں آیا کہ علیؑ کے نفس کو مول لے کے کیوں رکھا تھا؟ اس لئے کہ جو چیز لے لی جاتی ہے وہ نئے مالک کی ہوتی ہے۔ علیؑ کا نفس قدرت نے مول لے لیا اب جو علیؑ کے بیٹے ہوئے تو وہ ملکیت تھے پروردگار کی۔ اللہ نے علیؑ سے لے کے محمدؐ کو دے دیئے، جاؤ بیٹے لے کے۔ صلوات!

رسولؐ دو بیٹے لے کے گئے ایک حسنؑ اور ایک حسینؑ اور قرآن نے

رسول کا بیٹا کہا، دیکھئے قرآن میں رجسٹریشن ہو رہا ہے اس بات کا۔ اس معاملہ کو حدیث پر نہیں چھوڑا جا رہا ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ فرزند محمدؐ ہیں۔ اور جو مسلمان میری آواز سن رہا ہے اس سے میں اپیل کروں گا کہ سنجیدگی سے سوچئے کہ عالم اسلام میں فضیلت بٹ رہی ہے محمدؐ سے۔ اللہ نے اپنے حبیب کو عزّت، مرتبہ، جلالت، شان، سب چیز کا سمبل بنا کے بھیجا۔

جو حضورؐ کے ساتھ بیٹھ جائے صحابی کہلائے عزّت پائے۔ جس بی بی کا عقد رسولؐ کے ساتھ ہو جائے اُمّ المومنین کہلائے، عزّت پائے۔ جو حضورؐ کا کلمہ پڑھ لے مسلمان کہلائے، عزّت پائے۔ معلوم ہوا جو بھی کسی رشتہ سے جڑ جائے وہ عزّت پائے۔ صحابی کے رشتہ سے جڑ جائے تو عزّت پائے۔ تو عزّت لو، زوجیّت کے رشتہ سے جڑو تو عزّت لو، اُمّتی کے رشتہ سے جڑو تو عزّت لو۔ آپ مجھے انصاف سے بتائیے کہ انسان کا دنیا میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا رشتہ کیا ہوتا ہے؟ باپ اور بیٹے سے بڑھ کے بھی کوئی رشتہ ہے؟ اگر صحابیّت اس لئے عزّت دار ہے کہ رسولؐ سے رشتہ ہے، زوجیّت اس لئے عزت دار ہے کہ رسوؐل سے رشتہ ہے، اُمّت اس لئے عزّت دار ہے کہ رسولؐ سے رشتہ ہے، تو سب سے بڑے عزّت دار حسنؑ اور حسینؑ ہیں جو محمدؐ کے بیٹے ہیں۔ صلوات!

یہ بات حدیث کی نہیں، یہ بات تاریخ کی نہیں، یہ بات کسی عالم کا قول نہیں، یہ بات کسی مقرر کی تقریر نہیں۔ یہ بات ہے قرآن کی، یہ قول پروردگار ہے۔ عیسائی بحث کرنے آئے ہیں کہ اسلام سچّا دین نہیں ہے، عیسائیت سچّا دین ہے۔ توحید و تثلیث کے بیچ میں جھگڑا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ وہ ایک ہے، عیسائی کہتے ہیں باپ، بیٹا، روح القدس۔ جھگڑا اس بات پر ہے کہ عیسیٰؑ خدا کے بندے ہیں کہ خدا کے بیٹے ہیں؟

جھگڑا ہو رہا ہے تین دن سے، نجران والے ہار چکے ہیں مگر ہار مان نہیں رہے ہیں۔رسولؐ نے تو دو جملوں میں ان کو ختم کر دیا تھا۔جب انہوں نے بحث چھیڑی کہ عیسیٰؑ تو خدائی میں شامل ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں، تو حضورؐ مسکرائے کہا ہاں عیسیٰؑ بہت اچھے تھے بڑے عمدہ تھے ہم بھی ان کی بہت تعریف کرتے ہیں، مگر ایک کمزوری تھی ان میں۔وہ سب بھڑک گئے، کیا کمزوری تھی ان میں؟ فرمایا وہ عبادت بالکل نہیں کرتے تھے۔وہ سب چیخنے لگے کہنے لگے ان سے بڑھ کے کوئی عبادت کرنے والا نہیں تھا ایسی عبادت ویسی عبادت۔جب اچھی طرح چیخ چکے تھے تو پوچھا وہ عبادت کرتے تھے تو کہا 'ہاں' حضورؐ نے فرمایا کہ اگر خدا تھے تو عبادت کس کی کرتے تھے؟ صلوات!

تو عیسائی ہار تو پہلے ہی دن گئے تھے، قصّہ تو پہلے ہی دن تمام ہو گیا تھا۔بس ضد پر اڑے ہوئے تھے تو خدا نے کہا کہ ضدّی لوگوں کا علاج یہی ہے کہ ان لوگوں کو میدان میں بلا لو۔تو اسلام کی سچّائی ثابت کرنے والے نکل کے جو لوگ گئے رسولؐ کے ساتھ وہ مولا علیؑ تھے، جناب سیدہؑ تھیں، امام حسنؑ تھے اور امام حسینؑ تھے۔یہ وہ مجمع تھا جو اسلام کی سچّائی ثابت کرنے کے واسطے سرور کائنات کے ساتھ نکلا۔اس مجمع کو اللہ نے قرآن مجید میں رشتے بھی خود دیئے۔حسنؑ اور حسینؑ محمدؐ کے بیٹوں کی حیثیت سے، جناب سیدہؑ، رسوؐل کی بیٹی کی حیثیت سے گئیں، علیؑ نفس محمدؐ کی حیثیت سے گئے، اب ہم سے آپ کا شکوہ بیکار ہے کہ آپ ان کو نہیں مانتے، ان کو نہیں مانتے۔مباہلہ کا Invitation دلوا دیجئے ہم سب کو ماننے لگیں گے۔صلوات!

حسینؑ، محمدؐ کے بیٹے ہیں۔آیئے، اب سنئے۔''حسینؑ فرزند مصطفیٰؐ بنصِ قرآنی''۔قرآن کی روشنی میں حسینؑ، محمدؐ کے بیٹے ہیں۔حضورؐ سب سے بڑے نبی ہیں۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے سردار ہیں۔ان کو اللہ نے بیٹے دیئے

بچپن ہی میں لے لئے ۔اس لئے کہ ان پر نبوت تمام ہو رہی تھی اور بہت سے پیغمبروں کے بیٹے نبی ہوئے ۔ابراہیمؑ کے بیٹے نبی، اسحاقؑ کے بیٹے نبی، یعقوبؑ کے بیٹے نبی، زکریاؑ کے بیٹے نبی ،داؤدؑ کے بیٹے نبی ۔اگر محمدؐ کا بیٹا ہوتا اور پیغمبر نہ ہوتا تو ایک Saction اعتراض کرتا کہ ابراہیمؑ کے دو بیٹے دونوں نبی تمہارے نبی کا کوئی بیٹا نبی نہیں؟اسحاقؑ کے بیٹے نبی، تمہارے نبی کا بیٹا نبی نہیں؟ یعقوبؑ کا بیٹا نبی تمہارے نبی کا بیٹا نبی نہیں؟ زکریا کا بیٹا نبی تمہارے نبی کا بیٹا نبی نہیں؟

عزیزان گرامی !اللہ کی مصلحت کو اللہ جانے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن بیٹے دے کے لے لئے اور اس کی بعد ایک بیٹی دی۔ بیٹی وہ جو صاحب عصمتِ کبریٰ تھی ۔اب سنئے بیٹی ۔کیسی بیٹی دی۔ یہ محمدؐ کا خاندان ہے یہ حسینؑ کا خاندان ہے۔ مسلمان سنیں ۔اگر دل خوش ہو تو ان کے نبیؐ کے خاندان کی تعریف ہے، جس کا کلمہ پڑھتے ہیں آپ اس کے گھر کی تعریف ہے۔جس کی اُمت میں ہیں آپ اس کے گھر کی تعریف ہے۔تو اگر دل خوش ہو تو اب کیسے یہ جملہ کہہ دوں، مگر بغیر کہے رہا نہیں جاتا ۔اگر دل خوش ہوں تو ماں کو دعا دیجئے گا۔صلوات !

میں نے اپنے رسولؐ کو بیٹی دی اور ایسی بیٹی جو صاحب عصمت کبریٰ بنی ۔جس کے لئے ایک جملہ استعمال ہوتا ہے ''مرکزِ دائرۂ عصمت'' دیکھئے میں ابھی ایکسپلین کروں گا اس کو اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ میرے سامعین میں 99% لوگ میرے اس جملہ کا مطلب نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

''مرکز دائرۂ عصمت'' جناب فاطمہ زہراؑ کا ایک ٹائٹل ہے ۔رسولؐ اللہ اور بارہ اماموں کے لئے نہیں لکھا جاتا ۔یہ ٹائٹل صرف جناب سیدہؑ کا ہے ۔اب بچوں کو سمجھاتا ہوں کہ یہ ہے کیا۔مرکز عربی میں کہتے ہیں اس کو جس کو انگریزی میں پوائنٹ (Point) کہتے ہیں ۔اور جس کو عربی میں دائرہ کہتے ہیں اس کو انگریزی

میں سرکل (Circle) کہتے ہیں۔سرکل کہتے ہیں دائرہ کو اور مرکز کہتے ہیں پوائنٹ کو۔ 'مرکزِ دائرۂ عصمت' یعنی معصومیت کے سرکل کا پوائنٹ۔اب بات بچوں کی سمجھ میں آجائیگی۔معصومیت کے سرکل کا پوائنٹ جناب سیدہؑ۔

دیکھئے بچوں کو جیومیٹری بکس ملتا ہے۔اس میں پرکار ہوتا ہے، اس کے دو ضلع ہوتے ہیں۔ایک میں تو پنسل لگائی جاتی ہے اور ایک رکھا جاتا ہے کاغذ پر۔ایک پوائنٹ اپنی جگہ پر رہتا ہے اور جس میں پنسل لگی ہوتی ہے وہ گھومتا ہے۔پورا چکر لگالیتا ہے تو ایک سرکل بن جاتا ہے۔اب ماسٹر صاحب کیا بتاتے ہیں کہ سرکل صحیح ہے یا نہیں اس کی پہچان کیا ہے؟ بچوں کے لئے تو ابھی کل کی بات ہوگی۔بوڑھوں کے لئے بات پرانی ہوگئی ہوگی، تب بھی ان کو ایک بوڑھے سے ماسٹر صاحب یاد آتے ہوں گے، بچپن میں ماسٹر صاحب کیا بتاتے تھے کہ دیکھو یاد رکھو سرکل صحیح بنا یا نہیں اس کی پہچان یہ ہے کہ پوائنٹ سے سرکل کا فاصلا اگر سب جگہ برابر ہے تو سرکل صحیح ہے اور اگر کہیں کم کہیں زیادہ ہے تو سرکل غلط ہے۔فاطمہؑ عصمت کے سرکل کا پوائنٹ ہیں۔ اب ناپئے ھم فاطمة وابوھا وبعلها وبناھا۔صلوات۔

ایک اور نکتہ سن لیجئے۔سرکل جتنا بڑا چاہیں آپ بنالیں۔یہ پوری ایرانی مسجد آجائے گی اتنا بڑا سرکل بن جائے گا، پورا بمبئی آجائے، پورا مہاراشٹر آجائے، پورا انڈیا آجائے اتنا بڑا سرکل آپ بنالیجئے۔پورا ورلڈ (World) آجائے، لیکن ایک سرکل کا ایک پوائنٹ ہوگا دو نہیں ہوسکتے۔اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ چودہ معصوموں میں ایک بی بی کیوں ہیں۔صلوات!

وہ فاطمہؑ ہیں اور ان کے بابا ہیں اور ان کے شوہر ہیں اور ان کے بیٹے ہیں۔اللہ نے اپنے حبیب کو بیٹی دی۔یہ محمدؐ کا گھرانہ ہے، پیغمبروں کے گھرانے اس سے نظر نہیں ملا سکتے۔یہ محمدؐ کے گھرانے کی خاتون ہے جو خود بھی معصومہ، باپ بھی

معصوم، شوہر بھی معصوم، بیٹے بھی معصوم۔ یہ فاطمہ زہراؑ ہیں۔ اللہ نے اپنے حبیب کو ایسی بیٹی دی اور ایسی بیٹی دی تو پھر ذمہ داریاں بھی اسی کو سونپیں۔

دیکھئے آپ میں سے بہتیرے ایسے بیٹھے ہوں گے کہ جن کو اللہ نے بیٹیاں دی ہوں گی۔ بیٹی کی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔ بیٹی والے کو ایک احساس بھی ہوتا ہے کہ بیٹی ہے۔ اگر اس کا نام بڑا ہو، اس کی عزت بڑی ہو، اس کا خاندان اونچا ہو تو احساس اور بڑھ جاتا ہے۔ لڑکا ہمارے اسٹینڈرڈ کا ہونا چاہئے اس کا خاندان اونچا ہو ہمارے گھرانے کے برابر کا گھر ملے۔ ایسا نہ ہو نظر جھینپے۔ اللہ نے سب سے اونچا گھرانہ محمدؐ کا بنایا۔ اور محمدؐ کو دے دی بیٹی، اب جس گھر سے بھی بیٹا آئے گا وہ محمدؐ کے گھرانے سے نیچے ہی کا ہوگا۔ کسی گھرانے سے بھی آئے، آدمؑ کے گھرانے سے آئے، نوحؑ کے گھرانے سے آئے، موسیٰؑ کے گھر سے آئے، عیسیٰؑ کے گھر سے آئے، کسی گھر سے آئے، یہ سارے گھر محمدؐ سے مرتبہ میں نیچے ہی تو رہیں گے۔ تو جب نیچے گھر کا بیٹا آئے گا تو اونچے گھر کے باپ کی نظر جھینپے گی ناں۔ اب سمجھ میں آیا کہ جو لامکان تھا اس نے مکان کیوں بنوایا۔ صلوات!

اللہ کے کسی پیارے بندے کا گھر بنے گا تو محمدؐ کے گھرانے سے نیچے کا ہی بنے گا۔ اونچا تو بڑی بات ہے برابر کا بھی نہیں بنے گا۔ اب ایک جملہ اور سنتے جائیے۔ جب اللہ کا گھر بن کے تیار ہوا تو نام رکھا گیا "کعبہ"۔ کعبہ کے معنی لغت میں بلند، اونچا۔ یہ عجیب معاملہ ہے کہ کعبہ کے معنی بھی بلند اور "علی" کے معنی بھی بلند۔ دیکھئے ویسے تو یہ پراپر ناؤن بھی ہے "کعبہ" نام ہے اس عمارت کا کہ جس کے سامنے آپ سجدہ کرتے ہیں، مگر ایک لفظ بھی ہے لغت میں۔ "علی" پراپر ناؤن بھی ہے اور ایک لفظ بھی ہے۔ اس کے معنی بھی ہیں۔ تو کعبہ کے معنی بلند، علیؑ کے معنی بلند، اب تیسری بات بھی سن لیجئے کہ "نجف" کے معنی بھی بلند۔ علیؑ اس آفتاب کا نام ہے جو

بلندیوں میں ابھرا، بلندیوں میں چمکا، بلندیوں میں ڈوبا۔ جنکے ذہن پست ہیں وہ کیا سمجھیں گے۔ صلوات!

سنیئے! اللہ نے علیؑ کو پیدا کیا کعبہ میں اور پھر علیؑ سے فاطمہ کی شادی ہوئی۔ کل میں سنا چکا ہوں آج ریپیٹ نہیں کروں گا۔ فطرت انسانی کے تعلق سے، مذہبی نہیں، بیٹی جیسے ماحول میں پلتی ہے شوہر کے گھر میں وہی سب کچھ دیکھنا چاہتی ہے۔ عالموں کے گھر کی بیٹی جاہلوں کے گھر میں خوش نہیں رہے گی، مالداروں کے گھر کی بیٹی غریبوں کے گھر میں خوش نہیں رہے گی، عزت داروں کے گھر کی بیٹی ذلیلوں کے گھر میں خوش نہیں رہے گی۔ جہاں لوگ سویرے سلام کو آتے ہیں شوہر کے گھر میں جائے دیکھے کہ لوگ سویرے تقاضہ کو آتے ہوں، خوش نہیں رہے گی۔ باپ کے گھر میں دیکھے کہ لوگ اپنی امانتیں رکھواتے ہیں اور جیسے رکھواتے ہیں ویسے ہی لے جاتے ہیں، شوہر کے گھر میں دیکھے کہ رات کو چوری کا مال لا کے رکھا جاتا ہے تو دل گھبرائے گا۔

عزیزان گرامی! رسولؐ کی بیٹی جس گھر میں پل رہی ہے وہ کیسا گھرانہ ہے؟ یہاں علم ہے، یہاں عصمت ہے، یہاں نور ہے، یہاں ملائکہ کی آمد و رفت ہے، یہاں پر جبرئیلؑ کی ہوا ہے، یہاں قرآن کی پاک آیتیں ہیں، یہاں رسولؐ کی محترم حدیثیں ہیں، یہاں راتوں کے سجدے ہیں، یہاں دنوں کے روزے ہیں، یہاں کی خدمتگاری فرشتے کرتے ہیں۔ جو ایسا ماحول شوہر کے بھی گھر میں دیکھے تو دل لگے گا۔

نگاہ انتخاب قدرت نے دیکھا کہ علم یہاں ہے وہاں بھی ہے، اگر نور یہاں ہے وہاں بھی ہے، اگر طہارت یہاں ہے وہاں بھی ہے، اگر عبادت وہاں ہے یہاں بھی ہے۔ عزیزو! بیٹی باپ کے گھر سے یہ دیکھ کے آ رہی ہے۔ باپ وہ کہ جو اگر اشارہ کر دے تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے، خوش جبھی رہے گی کہ شوہر ایسا ملے

کہ اشارہ کر دے تو سورج پلٹ آئے۔ صلوات!

اللہ کے حکم سے یہ رشتہ ہوا اور اس کے بعد اللہ نے دو بیٹے دیئے۔ یہ دونوں ضامنِ نسل رسولؐ بنے۔ اور ان دونوں پاکیزہ اور معصوم بیٹوں سے کائنات کے سب سے بڑے رسولؐ کی نسل چلی اور ان کو جواب ملا جو رسولؐ کو ابتر کہتے تھے۔ انا شانئك هو الابتر آپ کا دشمن، اسی کی نسل قطع ہوگی۔

ہمارا جو دنیا سے اختلاف ہے وہ سن لیجئے کہ کیا جھگڑا ہے؟ ہمارا اور دوسرے لوگوں کا بہت سمپل سا جھگڑا ہے۔ دیکھئے ہم کسی بزرگ کی عزت کے خلاف نہیں ہیں۔ لیکن جس کا جتنا مرتبہ ہو اس کو اتنی عزت ملنا چاہئے۔ مغل مسجد کا یہ منبر بہت محترم ہے۔ میں اس پر 43 برس سے پڑھ رہا ہوں۔ ایک بچہ نے اسی منبر پر ایک مجلس پڑھی تو لوگوں نے کہا کہ وہ صاحب تشریف لا رہے ہیں جنہوں نے مغل مسجد کے منبر پر ایک مجلس پڑھی ہے۔ سب تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ ٹھیک ہے مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن جب میں آیا، آپ بیٹھے رہے۔ سوال یہ ہے کہ جس نے ایک دفعہ ایک مجلس پڑھی اس کی تعظیم کو آپ کھڑے ہوئے اور میں جو 43 برس سے پڑھ رہا ہوں تو آپ نے پیر بھی نہیں سمیٹے۔ کہنے لگے ''اجی وہاں تو سب پڑھا ہی کرتے ہیں کہاں تک کھڑے ہوں''۔

مجھے ایک سوال کا جواب درکار ہے۔ عزت رسولؐ سے ملے گی مسلمانوں کو یا مسلمانوں سے رسولؐ کو عزت ملے گی؟ عزت کدھر سے کدھر جائے گی؟ رسولؐ کی وجہ سے عزت ہم کو ملی یا ہمارے ماننے سے رسولؐ کو عزت ملی؟ رسولؐ کی وجہ سے ہم کو ملی ناں۔ تو جب ہم ان کا کلمہ پڑھیں گے تو عزت والے بنیں گے۔ رسولؐ سے عزت بی بیوں کو ملی یا بی بیوں سے عزت رسولؐ کو ملی؟ رسولؐ سے عزت ملی بی بیوں کو.........تو کس دن ملی؟ جس دن عقد ہوا۔ تو عقد پیدا ہونے کے کچھ دنوں

بعد ہی تو ہوا۔تو جب تک عقد نہیں ہوا اس وقت تک وہ عزت سے سرفراز نہیں ہوئیں۔ جس دن عقد ہوا اس دن وہ عزّت دار ہوگئیں۔ فاطمہؑ جس دن سے پیدا ہوئیں اسی دن سے عزّت دار ہیں۔صلوات!

اسی طرح صحابیت سے عزّت رسولؐ کو ملی یا رسولؐ سے صحابہ کو ملی؟

صحابی جس وقت کلمۂ طیّبہ پڑھ کے بزم رسولؐ میں آئے اس وقت عزّت میں حصہ دار ہوئے مگر حسنؑ اور حسینؑ جس روز پیدا ہوئے اسی روز سے عزّت دار ہیں۔آپ انصاف سے بتایئے دوست احباب پیارے ہوتے ہیں، بے شک ٹھیک ہے۔لیکن آپ کو بیٹا زیادہ پیارہ ہے یا دوست واحباب؟ حسنؑ اور حسینؑ رسولؐ کے بیٹے ہیں۔ ابنـــائنا ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ بس آج کی مجلس یہاں پر تمام۔ بیان کل آگے بڑھے گا۔تو یہ ہیں حسینؑ فرزند مصطفےٰؐ۔خدا کی قسم اگر حسینؑ کا خاندان پڑھوں تو دشمنوں کے کلیجے خون کر دوں۔

عزیزان گرامی!اگر آپ کی کوئی چیز ہے۔آپ کا کوئی کام ہے کوئی جائداد ہے کوئی فیکٹری ہے کوئی کارخانہ ہے آپ کے بعد کس کو ملے گا؟ آپ کے بیٹے کو۔اور بعد میں کوئی اس کی نقل بنالے تو کورٹ میں کون جائے گا۔چیلینج کون کرے گا۔اب اس کو یوں سمجھئے آپ کہ جب دنیا نے اسلام کی نقل بنائی تو حسینؑ نے چیلینج کیوں کیا؟ مکہ میں لوگ بیٹھے رہ گئے، مدینہ میں بیٹھے رہ گئے۔حسینؑ بہتر ساتھیوں کو لیکے نکل گئے اور کربلا کے میدان میں آواز دی آؤ آؤ سامنے آؤ پتہ لگ جائے گا کہ صحیح اسلام کون ہے غلط اسلام کون ہے۔کھرا اسلام کون ہے کھوٹا اسلام کون ہے۔پورا بھرا گھر لے کے آئے اور بھرا گھر اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔

یہ محمدؐ کا بیٹا ہے اس کو سب سے زیادہ اللہ پیارا ہے۔بے شک وطن کی بھی محبت ہوتی ہے مگر اللہ پر قربان۔بے شک دوستوں کی بھی محبّت ہوتی ہے مگر

اللہ پر قربان ۔ بے شک عزیزوں کی بھی محبت ہوتی ہے، مگر اللہ پر قربان ۔ بے شک گود پالوں اور دل کے ٹکڑوں کی بھی محبت ہوتی ہے، مگر اللہ پر قربان ۔

میرے دوستو! آج ساتویں رات آ گئی۔ آج کی رات ہم حسینؑ کے یتیم بھتیجے قاسمؑ کا ماتم کرتے ہیں ۔ قاسمؑ پر لاکھوں سلام۔ حسین وخوبصورت حسنؑ کا حسین وخوبصورت بیٹا۔ جب لڑنے کے لئے آیا تو دشمن کی روایت ہے کہ ایسا لگا جیسے حسینؑ کی طرف سے چاند کا ٹکڑا نکل آیا۔ قاسمؑ کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمک رہا تھا۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ دشمن جس کو چاند کہتا ہو اس کو ماں کیا کہتی ہوگی ۔ اس کو بہنیں کیا کہتی ہوں گی ۔ اس کو پھوپھیاں کیا کہتی ہوں گی ۔

شہزادہ بے چین ہے کہ چچا اجازت دیجئے ۔ دوست قربان ہو گئے قاسمؑ کو اجازت نہیں ملی ۔ اولاد عقیلؑ کام آ گئی قاسمؑ کو اجازت نہیں ملی اولاد جعفرؑ شہید ہوئی قاسمؑ کو اجازت نہیں ملی ۔ علیؑ کے بیٹے مقتل میں جانے لگے قاسمؑ کو اجازت نہیں ملی ۔ سر جھکا کر خیمہ میں بیٹھ گئے کیا میری تقدیر میں شہادت نہیں ہے؟ باپ یاد آئے جب دنیا سے جا رہے تھے تو تین برس کے تھے شہزادے کو بلایا تھا پیار کیا تھا، بازو پہ تعویذ باندھا تھا اور کہا تھا بیٹے قاسمؑ جب کوئی ایسی مصیبت پڑے جس کا کوئی حل سمجھ میں نہ آئے تو اس کو کھول کے پڑھ لینا ۔ اس مصیبت کی گھڑی میں تعویذ یاد آیا ۔ باپ کا تعویذ بازو سے کھولا تحریر نکلی لکھا تھا قاسمؑ جب میرا بھائی حسینؑ مصیبت میں گرفتار ہو تو اپنے سر کا ہدیہ پیش کر دینا، اپنی جان کی قربانی دے دینا ۔

تعویذ کیا ملا دل کا مدعا مل گیا ۔ لئے ہوئے چچا کے پاس آئے ادب سے پیش کیا بھائی نے بھائی کی تحریر دیکھی ۔ مصیبت کے دنوں میں حسینؑ کو حسنؑ یاد آئے قاسمؑ کو دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ روایت میں ہے حسینؑ آگے بڑھے اور قاسمؑ کو گلے سے لگایا اور رونے لگے ۔ اتنا روئے اتنا روئے کہ کسی شہید کو

رخصت کرتے وقت اتنا نہیں روئے۔اس کے بعد رہوار آیا قاسمؑ کو سوار کیا۔آگے بڑھ کے قاسمؑ کا گریبان چاک کردیا۔جاؤ لال قاسمؑ جاؤ۔

تیرہ برس کا بچہ تلوار لئے ہوئے آیا۔رجز پڑھا کیا تم مجھے نہیں جانتے ہو میں قاسمؑ ہوں حسنؑ کا بیٹا،علیؑ کا پوتا۔تلوار چلاتا رہوں گا اور دشمنوں سے اپنے چچا کا دفاع کرتا رہوں گا۔یہ کہہ کے دشمن پر ٹوٹ پڑے دشمنوں کی فوجوں کے ٹکڑے اڑانے لگے۔بڑے نامی نامی پہلوان لڑنے کے لئے آئے اور مارے گئے۔ ارزق شامی کے چار لڑکے مارے گئے۔اس کے بعد وہ لعین خود مارا گیا۔

حمید کی روایت ہے کہ ایک لعین نے کہا یہ لوگ اس لڑکے سے غلط لڑ رہے ہیں۔یہ سب کو مار ڈالے گا یہ لوگ سامنے سے آکے لڑ رہے ہیں۔یہ سب مارے جائیں گے۔اس کے بعد وہ شقی کہنے لگا اپنے لئے کہ میں جا رہا ہوں تو حمید کہتا ہے کہ میں نے اس سے کہا اتنے جو گھیرے ہوئے ہیں اس کی جان کیا وہ کم ہیں جو تو بھی جا رہا ہے؟ کہنے لگا نہیں یہ سامنے سے آکے لڑ رہے ہیں۔یہ بنی ہاشم ہیں ان کو دھوکہ سے مارا جاتا ہے۔

ہاں تیرہ برس کے بچہ کو یزید کے لشکر نے جس بزدلی سے مارا ہے یہ یزید کے لشکر کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔آپ کو معلوم ہے کہ قاسمؑ پر کونسا حملہ ہوا بزدلوں اور کمینوں کی لڑائی کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے بڑے لوہے کے نیزے ہوتے ہیں اور اس کی انی کو زہر میں بجھاتے ہیں اور اپنے دشمن کی تاک میں رہتے ہیں دور پر نزدیک نہیں آتے ہیں اور جب وہ ان کی زد پر آتا ہے تو نیزہ کھینچ کے مارتے ہیں ۔یہ افریقی قبائلیوں کی لڑائی کا ایک طریقہ ہے۔اسی حملہ سے حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تھے اسی حملہ سے حضرت قاسمؑ شہید ہوئے۔قاسمؑ حملہ کرتے ہوئے چل رہے تھے اس بزدل نے دور سے نیزہ پھینکا نیزہ پہلو پہ لگا۔قاسمؑ نے گھوڑے پہ سے تیورا کے آواز

دی چچا۔ بس مجلس تمام ہے۔

میرے پاس نئے مصائب نہیں ہیں ہر سال وہی پڑھتا ہوں یہ غم حسینؑ کا معجزہ ہے کہ آپ ہر سال اسی پر روتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ حسینؑ کسی کی میّت پر اتنا تیز نہیں گئے جتنا قاسمؑ کی میّت پر گئے۔ اور جب پہونچے تو میّت ٹکڑے ہو چکی تھی۔ حسینؑ نے منہ پہ منہ رکھ دیا۔ قاسمؑ تیرا چچا آ گیا۔ عباسؑ ساتھ تھے علیؑ اکبر ہمراہ تھے۔ حسینؑ نے مڑ کے دیکھا کہا ایک چٹائی لائی جائے قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے رکھے گئے۔ اے اُمِّ فروہؑ تمہارا لال آ گیا۔ فاطمہؑ کا لال نہ آیا۔ واحسینا واعلیا۔ ختم شد

نویں مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِہِمْ اَجْمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ'' اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیّاً''۔ صلوات

خداوند عالم قرآن مجید میں جناب عیسیٰؑ کی گفتگو نقل فرمارہا ہے جناب عیسیٰؑ فرمارہے ہیں کہ میرے اوپر پروردگار کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

سلسلۂ بیان ذہن عالی میں ہوگا ہمارے آپ کے درمیان جو گفتگو ہے وہ یہ ہے کہ حسینؑ فرزند محمدؐ ہیں قرآن مجید نے اس کی تصدیق ابنائنا کہہ کے کردی

ہے۔ حسینؑ کو قرآن نے محمدؐ کا بیٹا کہا ہے۔ اور یہ بات یوں کہی کہ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ، ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ، ہم اپنے نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ۔ یہ ایک دن پہلے کی بات ہے۔

دوسرے دن سرور کائناتؐ بیت الشرف سے یوں برآمد ہوئے کہ امام حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے تھے، امام حسنؑ کی انگلی پکڑے ہوئے تھے۔ چادر اوڑھے ہوئے بی بی سیدہؑ، رسولؐ کے پیچھے تھیں اور ان کے پیچھے مولا علیؑ تھے۔ یہ نورانی قافلہ، روحانی قافلہ، عصمت کا قافلہ، صداقت کا قافلہ، اللہ کا پیارا قافلہ، دین کو بچانے والا قافلہ نکلا! ۔ یہ ایک لشکر جا رہا تھا۔ آپ کہیں گے؟ پانچ آدمیوں میں کہیں لشکر ہوتا ہے؟

ان میں کا ہر آدمی انسانیت کی کئی کئی نسلوں سے بھاری ہے۔ یہ پانچ آدمی نہیں ہیں یہ لشکرِ حق کی پانچ ڈویژن فوج ہے۔ ان میں سے آپ دیکھئے کہ ہر آدمی کی عظمت کتنی ہے۔ جلالت کتنی ہے۔ پوری کائنات تل جائے تو ان کی بیٹی کے ناخن کے برابر نہ آئے۔ نعلین تو نعلین خاکِ نعلین کے برابر بھی نہ ٹھہرے انسان۔

یہ لشکر جا رہا ہے۔ کل قرآن نے چیلنج دیا تھا۔ وہ کس کو لے کے آئیں کیا ہوگا معاملہ، ہم سے مطلب نہیں۔ ہم اِدھر دیکھ رہے ہیں اپنی طرف۔ اللہ نے کل جو ڈائرکشن دئے تھے وہ یہ تھے کہ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں، ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لائیں، ہم اپنے نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ۔ تو اب جن کو رسولؐ لے جا رہے ہیں یہ محمدؐ کے اپنے ہیں۔ اس اردو زبان میں جو لفظ ''اپنے'' ہے عربی میں اس کے وزن کا برابر کا لفظ ''نا'' ہے۔ 'ابنائنا' یہ وہی 'نا' ہے جس کے معنی اردو میں 'اپنے' کے ہوتے ہیں۔ 'اپنے' 'ہمارے' موقع کے لحاظ سے کہیں پر 'اپنے' استعمال ہوتا ہے کہیں 'ہمارے' استعمال ہوتا ہے۔ اور عربی میں جو اس

کے برابر کا لفظ ہے وہ 'نا' ہے، ابنائنا، نسائنا، انفسنا۔ یہ 'نا' جو ہے عربی میں یہ اردو کے لفظ ''اپنے'' ''ہمارے'' کے برابر کا لفظ ہے۔ اور اسی کا ٹرانسلیشن ہے۔

دنیا میں محبت وہ شے ہے جو اسی وائر پر دوڑتی ہے۔ دیکھئے بجلی جو ہے الیکٹرسٹی یہ پلاسٹک پہ نہیں چلتی، چینی پہ نہیں چلتی، لکڑی پہ نہیں چلتی۔ یہ چیزیں بیڈ کنڈکٹر کہلاتی ہیں۔ پیتل کا وائر، المونیم کا وائر، تانبے کا وائر اس کے اوپر کرنٹ دوڑتا ہے۔ ویسے ہی محبّت کا کرنٹ جو ہے وہ صرف 'اپنے' اور 'ہمارے' کے لفظ پر دوڑتا ہے۔ یہ بالکل سامنے کی بات ہے آپ سب جانتے ہیں۔ اور اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں جانتا ہوں۔ محبّت وہیں وہیں جاتی ہے جہاں اپنا اور ہمارا ہو۔ ارجنٹائنا میں طوفان آ گیا پچاس ہزار آدمی مر گئے، اخبار میں پوری خبر بھی نہیں پڑھی۔ گجرات میں زلزلہ آیا تہلکہ مچ گیا۔ کیوں؟ وہاں سب اپنے ہیں۔ فلاں بازار میں آگ لگ گئی دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ کیوں؟ وہاں اپنی بھی دوکان ہے۔ وہاں لڑکے کھیلنے گئے تھے جھگڑا ہو گیا بوکھلائے جا رہے ہیں۔ کیوں؟ اپنا بھی لڑکا گیا ہے۔

جہاں جہاں اپنا ہوتا ہے وہاں وہاں محبّت جاتی ہے۔ جہاں جہاں اپنا نہیں ہوتا وہاں وہاں محبت نہیں جاتی۔ ہر آدمی کے گرد کچھ اس کے اپنے ہوتے ہیں ۔ کچھ میرے اپنے ہیں، کچھ آپ کے اپنے ہیں۔ ہر ایک کو اپنے سے پیار ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کے اپنے بدل جاتے ہیں۔ دو سگے بھائی ہیں مگر دونوں کے اپنوں میں فرق ہے۔ بڑے بھائی کے یہاں فرسٹ پرائٹی اس کا لڑکا ہے۔ چھوٹے بھائی کے یہاں فرسٹ پرائٹی پر اس کا بیٹا ہے۔ اس کے یہاں سکنڈ پرائٹی پر اس کا بھتیجا ہے۔ تو ہر ایک کے اپنے بدل جاتے ہیں۔ مگر میرے اپنوں میں آپ کے اپنے نہیں آئیں گے۔ آپ کے اپنوں میں میرے اپنے نہیں آئیں گے۔ اس لئے کہ آپ کے اپنے میرے اپنے بن کے کیا کریں گے۔ اور میرے اپنے آپ کے اپنے بن کے کیا کریں گے۔ اس کو

آپ یوں سمجھ لیجئے کہ کہیں نیم کے درخت ہوں، پیپل کے پیڑ ہوں، شیشم کے درخت لگے ہوں، برگد کے درخت لگے ہوں تو اس کے گرد چاردیواری کھینچوانے کی کیا ضرورت ہے؟ اَماں نیم میں پیپل میں لگتا ہی کیا ہے جو کوئی توڑ لے جائے گا۔لیکن آم لگے ہوں تو ضرور چاردیواری بنوایئے ورنہ لوگ توڑ لے جائیں گے۔

تو اب میرے اپنوں میں آپ کے اپنے نہیں آئیں گے۔آپ کے اپنوں میں میرے اپنے نہیں آئیں گے۔مگر رسولؐ کے اپنوں میں ہر ایک گھسے گا، رسولؐ کے اپنوں میں ہر ایک آنا چاہے گا اور یہاں پر ہر ایک کو آنے کی اجازت نہیں ہونا چاہئے لہٰذا قرآن کا فرض ہے کہ اتنی اونچی چاردیواری اٹھائے کہ غیر آنے نہ پائے، اپنا جانے نہ پائے۔صلوات!

ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ، ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ، ہم اپنے نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ۔رسولؐ چار آدمیوں کو لے کے نکلے۔حسنؑ، حسینؑ، فاطمہؑ، علیؑ۔ساری دنیا دیکھ لے کہ یہ ہیں محمدؐ کے اپنے۔اپنے کے مقابلہ میں آتا ہے لفظ ''غیر''۔یہ محمدؐ کے ''اپنے'' ہیں باقی سب ''غیر'' ہیں۔صلوات!

یہ کتاب نہیں ہے یہ زندگی ہے۔سب جانتے ہیں دنیا میں۔اس میں مذہب وملّت کی قید نہیں ہے۔خوشی اور غم کے جذبے اپنے کی بنیاد پر چلتے ہیں۔دیکھئے خوشی اور غم آگ اور برف کی طرح نہیں ہیں۔اگر برف آپ ہی نے جمائی ہے اور آپ ہی ہاتھ رکھئے گا تو ٹھنڈک محسوس ہوگی۔آگ آپ ہی نے جلائی ہے لیکن آپ کی جلائی ہوئی آگ بھی آپ کو چھالا ڈال دے گی۔خوشی اور غم اس طرح کے نہیں ہیں۔اتنے بڑے شہر بمبئی کے رہنے والے دن بھر میں سینکڑوں براتیں بھی دیکھتے ہیں اور سیکڑوں میتیں بھی دیکھتے ہیں۔نہ ہر بارات کے پیچھے ہو لیتے ہیں نہ ہر میت کے پیچھے

آنسو بہانے لگتے ہیں معلوم ہوا کہ کسی کا مرجانا ہر ایک کے لئے غم کا سبب نہیں ہے۔اور کسی کے گھر شادی ہونا ہر ایک کے لئے خوشی کا سبب نہیں ہے۔جب اپنے کی شادی ہوتی ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں۔جب اپنا مرجاتا ہے تو ہم روتے ہیں اب حیرت نہ کیجئے کہ تیرہ رجب میں خوشی کیسی،محرّم میں غم کیسا۔صلوات!

یہ لوگ رسولؐ کے اپنے ہیں۔علیؑ،محمدؐ کے اپنے ہیں،فاطمہؑ، رسولؐ کی اپنی ہیں،حسنؑ وحسینؑ محمدؐ کے اپنے ہیں۔جیسے اللہ نے آرڈر دیا ویسے ہی لے کے گئے۔اور گئے تو وہ دہل گئے۔اور انہوں نے کہا کہ ہم ٹیکس دیں گے مباہلہ نہیں کریں گے۔Nominal ٹیکس ان پہ باندھا گیا۔ان سے کوئی پیسہ وصول کرنا مقصود نہیں تھا۔نہ اسلام کے مذہب کا یہ مزاج ہے کہ کسی کو لوٹ لو۔یہ Nominal ٹیکس اس لئے باندھا کہ اسلام کی سچائی کا خراج دیتے رہو۔انہوں نے کہا ہم ٹیکس دیں گے ہم مباہلہ نہیں کریں گے۔اور ان کا جو سب سے بڑا عالم تھا کہنے لگا دیکھو میں یہ چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر کہہ دیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔تھے تو وہ بھٹکے ہوئے لوگ مگر کم از کم اتنا تو سمجھے کہ آل محمدؐ کا مرتبہ کیا ہے۔

عزیزان گرامی!حسینؑ رسولؐ کے فرزند جنہوں نے نانا کی زندگی میں اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے نصارائے نجران کا میدان میں جاکے مقابلہ کیا۔یہ حسینؑ کون ہیں؟ان کا گھرانہ کیا ہے؟ان کا خاندان کیا ہے؟ان کا مرتبہ کیا ہے؟ عالم اسلام میں ان سے بڑھ کے دوسرا وجود نہیں۔ان کے باپ مولود کعبہ علیؑ ہیں،ان کی ماں صاحب عصمتِ کبریٰ فاطمہؑ ہیں،ان کے نانا مرسل اعظم محمد مصطفیٰؐ ہیں،ان کی نانی امّ المومنین خدیجۃ الکبریٰؑ ہیں،ان کے دادا محسن اسلام ابو طالبؑ ہیں،ان کی دادی رسولؐ کو گود میں پالنے والی فاطمہؑ بنت اسد ہیں،ان کے بھائی سردار جوانانِ جنت حسنؑ مجتبیٰ ہیں،ان کے بیٹے سید الساجدینؑ ہیں،ان کی نسل پاک سے اماموں کی

نسل ہے اوران کا بیٹا آج بھی لنگر زمین بن کے قائم ہے۔صلوات!

قرآن نے جہاں پیغمبروں کا ذکر کیا ہے وہیں پیغمبروں کی آل کا بھی تذکرہ کیا ہے۔سارے کلمہ گو توجہ کریں۔ارشاد ہوا کہ ان الله اصطفیٰ آدم و نوحا و ال ابراهیم وال عمران علی العالمین اللہ نے چن لیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کی آل کو اور عمران کی آل کو تمام عالمین میں۔معلوم ہوا کہ اللہ کبھی پیغمبروں کو چنتا ہے اور کبھی پیغمبروں کی آل کو چنتا ہے۔دوسری آیت سنئے۔ارشاد ہورہا ہے لقد ارسلنا نوحا وابراهيم وجعلنا فی ذريتهما النبوة والكتاب ہم نے بھیجا نوحؑ اور ابراہیمؑ کو اور قرار دیا ان کی ذرّیت میں نبوّت اور کتاب کو۔معلوم ہوا کہ نسل نبی میں نبوّت بھی رہتی ہے اور کتاب بھی رہتی ہے۔آگے آیئے تیسری جگہ پیغمبر خواہش کررہا ہے آل کے لئے۔جناب ابراہیمؑ سے ارشاد ہوا انی جاعلك للناس اماما ہم نے تم کو انسانوں کا امام بنادیا قال ومن ذريتی اور ابراہیمؑ کہتے ہیں کہ میری ذرّیت؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبیؐ کے دل میں بھی تمنائے ذرّیت ہے تو ارشاد ہوا کہ ہمارا عہدہ کبھی ظالموں کو نہیں ملے گا۔معلوم ہوا کہ اگر نسل نبی میں ہو اور ظالم نہ ہو تو عہدہ کا مستحق ہے۔

عزیزان گرامی قرآن سے اتنی آیتوں کے بعد مجھے کہنے کی اجازت دیجئے کہ اگر آل ابراہیمؑ، آل عمرانؑ، آل نوحؑ، ذرّیت ابراہیمؑ منزل انتخاب قدرت میں آسکتی ہے تو آل محمدؐ نے ایسا کونسا قصور کیا ہے کہ جو ہم آل محمد کی بات نہ کریں۔آل محمد کی عزّت نہ کریں؟ جب کہ قرآن میں خدا آل محمدؐ کے واسطے کہتا ہے قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة فی القربیٰ رسوؐل کہہ دیجئے کہ میں اجر رسالت میں کچھ نہیں چاہتا صرف اپنے قرابتداروں کی محبت چاہتا ہوں۔

عزیزان گرامی! آل رسوؐل کی محبت ہمارے اوپر فرض کی گئی ہے

آل رسولؐ کی محبت ہم سے مانگی گئی ہے۔ چونکہ رسولؐ پر رسالت تمام ہوگی لہٰذا اس کا سوال ہی نہ تھا کہ آل رسولؐ میں کوئی رسول بنے۔

رسالت کا کام ہے اللہ سے قانون لیکر ہم تک پہونچانا۔ چونکہ حضورؐ کے وقت میں دین کامل ہوگیا۔ لہٰذا ضرورت ختم ہوگئی۔ جب ضرورت ختم ہوگئی تو رسالت حضورؐ پر تمام ہوگئی۔ لیکن ہدایت کی ضرورت باقی ہے۔ اور تشریح قانون کی ضرورت باقی ہے۔ لہٰذا تشریح قانون کے لئے اللہ نے عصمت کا دوسرا سلسلہ شروع کیا۔ جس کا نام امامت رکھا گیا۔ قانون لانے والوں کا جو سلسلہ تھا اس کا نام رسالت تھا۔ قانون بتانے والوں کا جو سلسلہ ہے تشریح قانون کا جو سلسلہ ہے اس کا نام امامت ہے۔ جس طرح اللہ کا قانون لانے والا معصوم ہونا چاہیئے تاکہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون میں رد و بدل نہ کردے ویسے ہی قانون بتانے والے کو بھی معصوم ہونا چاہئے کہ قانون کو بگاڑ نہ دے۔ اب اگر کوئی اماموں کو معصوم نہیں مانتا تو یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ اور ہم کہتے ہیں معصوم نہ ماننے والا خود معصوم نہیں ہے۔ اس لئے اس سے یہ غلطی ہورہی ہے جو یہ کہہ رہا ہے۔ صلوات:

عزیزان گرامی! حسینؑ کی عظمت فرزند رسولؐ کی حیثیت سے، رسولؐ کے بیٹے کی حیثیت سے عالم اسلام میں کون سمجھے گا؟ دشمنان اسلام، جو ہمیشہ مخالف اسلام رہے ان سے کیا توقع رکھی جاسکتی ہے۔ وہ رسولؐ یا انکی نسل پاک کی کیوں عزت کریں گے؟ تاریخ کو بگاڑا گیا ہے۔

عزیزان گرامی! حسینؑ فرزند مصطفےٰؐ، کس کا پوتا؟ جس نے رسولؐ خدا کو اپنی گود میں پالا حضرت ابوطالبؑ، جن کے متعلق دشمنان اسلام نے، بنی امیہ کے ہاتھوں بکے ہوئے مورخین نے یہ روایتیں گڑھ گڑھ کے لکھیں کہ وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ یہ راز ہمیں خوب معلوم ہے کہ کون اسلام لایا کون اسلام نہیں لایا۔ جناب

ابو طالبؑ کا ذکر ہوا تو کہا اسلام نہیں لائے تھے، جب ابو سفیان کا ذکر ہوا تو کہا وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ جب ہمارا ذکر ہوا تو کہا یہ لوگ کافر ہیں، جب یزید کا ذکر ہوا تو کہا نہیں وہ مسلمان تھا۔ اب اسلام و کفر کا مزاج سمجھ میں آ گیا۔ جو نانا کو پالے وہ کافر، جو نواسے پر روئے وہ کافر۔ جو نانا سے لڑے وہ مسلمان، جو نواسے کو شہید کرے وہ مسلمان۔ صلوات!

ان کے دادا ابو طالبؑ، جن کی عمر باون سال ہو گئی تھی حضورؐ کے وقت تک، شمع رسالت کے لئے جنہوں نے فانوس کا کام کیا۔ شمع رسالت کا فانوس بنے رہے۔ حسینؑ کی دادی فاطمہؑ بنت اسد، ان کے سلسلہ میں عجیب بات ہے ان کو دو عزّتیں ایسی ملیں کہ جو دنیا میں کسی عورت کو نہیں ملیں۔

ایک کعبہ کسی کا زچہ خانہ نہ بنا سوائے فاطمہؑ بنت اسد کے۔ اور دوسرے عصمت کا وہ چاند جس کو خلق کر کے خدا نے دو حصوں میں بانٹ دیا، مکمل ہوا تو انہیں کی گود میں۔ محمدؐ بھی اسی گود میں پلے، علیؑ بھی اسی گود میں پلے۔ ایک تیسرا نکتہ بھی ہے بچے ذہن میں رکھیں۔ کیا آپ یہ سوچتے ہیں کہ معاذ اللہ معاذ اللہ میرے منہ میں خاک رسولؐ عام آدمیوں کی طرفداری کر کے اپنے والوں کے لئے دوسرا قانون رکھیں گے اور دوسروں کے لئے دوسرا قانون رکھیں گے؟ اور کیا دنیا کے سب سے بڑے رسولؐ کو یہ بات زیب دیتی ہے اپنی رشتہ داروں اور عام آدمیوں کے درمیان ڈسکمنیشن کریں اپنے اور غیروں کے درمیان۔

پوری ہسٹری لکھتی ہے کہ اسلام آنے کے بعد جو جو مرد کافر تھے ان کی بیویاں مسلمان ہو گئی تھیں۔ رسولؐ نے میاں اور بیوی کے درمیان رشتہ ختم کرا دیا۔ شوہر کافر ہے تو مسلمان بیوی اس سے رشتہ توڑ لے گی۔ یہ اسلام کا عام حکم تھا۔ جناب فاطمہؑ بنت اسد کے لئے کوئی نہیں لکھتا کہ وہ ایک دن کافر رہی ہوں۔ ساری دنیا پر

قانون لاگو کرنے والے چچا چچی کے معاملہ میں چپ ہو گئے۔ صلوات!

ہمارے کافر دوست نے اعتراض کیا ہے علمائے اسلام جواب دیں۔ یہ تھے حسینؑ کے دادا، دادی۔ کیا بتاؤں نانی، نانا کو دنیا میں کون نہیں پہچانتا۔ جو سبب تخلیق کائنات تھا وہ حسینؑ کا نانا تھا۔ جس نے اپنی ساری دولت اسلام پر لگا دی۔ جب حضورؐ کے چہرے پر پریشانی دیکھی تو کہا اللہ کے حبیبؐ کیا معاملہ ہے؟ کہا مجھ سے مسلمانوں کے فاقے نہیں دیکھے جاتے۔ خدیجہؑ ملیکۃ العرب تھیں، کنیزوں سے کہا میری دولت لاؤ، اس زمانہ میں بینک نہیں تھے، کرنسی نہیں ہوتی تھی، کوائنس ہوتے تھے سونے کے، یہ تھیلیوں میں رکھے جاتے تھے گھروں میں دولت رہتی تھی۔ کنیزوں نے سونے کی تھیلیاں لگانا شروع کر دی سونے کی دیوار کھڑی ہو گئی۔ کہا اللہ کے حبیبؐ خرچ کیجئے۔ حضورؐ نے خرچ کرنا شروع کیا۔

میں سارے صاحبان اولاد سے پوچھتا ہوں کہ اولاد والے کے پاس دولت ہوتی ہے تو کس کے لئے ہوتی ہے؟ اس لئے تو ہوتی ہے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد کے کام آئے۔ خدیجہؑ اگر اسلامی ٹیکس نکال دیتیں تو ان کی دولت ان کی بیٹی کے نام پر تو جاتی، یہ دولت فاطمہؑ ہی کی تو ہوتی۔ اچھا کوئی صاحب یہ نہ کہہ دیں کہ اس میں چار آنے رسولؐ کو شوہری حق بھی ملتا۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں، رسولؐ کو پیسہ نہ ملتا۔ گروہ انبیاءؑ وارث کب ہوتے ہیں۔ صلوات!

ساری دولت اسلام پر لگا دی محسنۂ اسلام نے، اسلام پھولا۔

عزیزان گرامی کاروبار کا سمپل سا فلسفہ یہ ہے کہ اگر نفع ہوتا ہے تو پیسہ کی قیمت بڑھتی ہے اور اگر نقصان ہوتا ہے تو پیسہ کی قیمت گھٹتی ہے۔ ایک لڑکے نے دس لاکھ روپے لگا کر دوکان کھولی، سال بھر میں پچیس لاکھ کی ہو گئی، تو ہر روپیہ ڈھائی روپے کے برابر ہو گا۔ اور اگر پانچ لاکھ کی رہ گئی تو اب روپیہ اٹھنی بن گیا۔ اسلام کے پاس کوئی دولت

نہیں تھی۔ خدیجہؑ نے دولت لگائی اللہ نے برکت دی۔ آج دنیا پوچھتی ہے کس کی دولت تھی؟ ہمیں کیا معلوم۔ مسلمان روٹی کھاتا دکھائی دے سمجھ لو خدیجہؑ کی دولت شامل حال ہے۔ صلوات!

یہ نانی، وہ نانا۔ ایسے گھرانہ کا شہزادہ حسینؑ ابن علیؑ۔ علیؑ کو اللہ نے دو بیٹے دیئے۔ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار، دونوں معصوم، دونوں سوار دوش پیغمبرؐ لیکن مباہلہ کے دن اللہ علیؑ سے لے کے پیغمبر کو دے دیئے۔ اللہ علیؑ کا بھی خالق، اللہ محمدؐ کا بھی خالق، اللہ علیؑ کے دونوں بیٹوں کا بھی خالق، سب کا مالک اللہ۔ دین کے لئے ایمرجنسی تھی محمد کو بیٹے چاہئیں، لے جانا سامنے۔ علیؑ کے دونوں بیٹے لے کے محمدؐ کو دے دیئے، کہا یہ لو تمہارے بیٹے۔ اب علیؑ ہو گئے بغیر بیٹوں کے۔ اب سمجھ میں آیا علیؑ نے بیٹے کی تمنا کیوں کی تھی؟ جن علیؑ نے کچھ نہ مانگا نہ دنیا نہ آخرت۔ دنیا اس لئے نہیں مانگی کہ دنیا معیار علیؑ سے پست تھی۔ آخرت اس لئے نہ مانگی کہ آخرت قوت خرید کے اندر تھی۔ دنیا کیا سمجھے گی کہ علیؑ کیا ہے ہیں۔

تخت، تاج، حکومت، سلطنت علیؑ کے لئے کھلونے ہیں۔ آپ اس عمر میں مجھے لے جایئے کھلونوں کی دکان پر اور کہئے اطہر صاحب یہ دلا دیں۔ یہ طوطا دلا دیں آپ کو، یہ گھوڑا دلا دیں آپ کو، دیکھئے چابی بھر کے چلنے والی یہ موٹر دلا دیں آپ کو اس میں لال بتی جلتی ہے۔ تو میں آپ کی شکل دیکھوں گا کہ آپ کیا مجھ سے Joke کر رہے ہیں؟ آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔ میری سفید داڑھی پر طنز کر رہے ہیں۔ کہا نہیں آپ بچپن میں جان دیتے تھے ان کھلونوں پر۔ میں نے کہا پانچ چھ برس کے سن میں اچھے لگتے تھے کھلونے، پینسٹھ برس کی عمر میں اچھے نہیں لگتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جب آدمی کا دماغ میچور ہو جاتا ہے تو کھلونوں کی طرف اس کی توجہ کم ہو جاتی ہے تو جب ہم میچور ہو کے کھلونوں سے نہیں کھیلتے تو دنیا کا

تخت، تاج، دولت، حکومت علیؑ جیسے کے لئے کھلونے تھے۔ یہ علیؑ کی انسلٹ تھی علیؑ کی۔ دنیا اس لئے نہ مانگی کہ انسلٹ تھی۔ آخرت اس لئے نہ مانگی کہ اختیار کے اندر تھی۔ جنت کی تمنا کون کرے جو روٹیوں کے بدلے مول لے لے۔ ولایت کی تمنا کون کرے جو انگوٹھی کے بدلے مول لے لے۔ رضاؤں کی تمنا کیوں کرے جو نفس کے بدلے مول لے لے۔

تو علیؑ نے نہ دنیا مانگی نہ آخرت، وہ علیؑ مانگ رہا ہے ایک بیٹا۔ یا علیؑ ایسے دو مل گئے ابھی دل نہیں بھرا جو مانگ رہے ہیں؟ ممکن ہے جواب آئے اللہ نے مجھے دیئے روز مباہلہ مجھ سے لے کے پیغمبر کو دے دیئے۔ اب میرا بیٹا کہاں ہے؟

اللہ نے دعا قبول کی اور علیؑ کو چاند سا بیٹا ملا۔ وہ اصلی چاند، قمر بنی ہاشمؑ، ابوالفضل العباسؑ۔ ہماری جانیں نثار ہو جائیں۔ خوبصورت اتنا کہ چاند کہلایا۔ بہادر اتنا کہ پورا لشکر دبا۔ مطیع اتنا کہ ایک جملہ عرض کرتا ہوں کہ اہلبیتؑ کے لئے قرآن میں ہے کہا کہ "آپ تو چاہتے ہی نہیں مگر یہ کہ جو خدا چاہتا ہے"۔ وہیں سے روشنی لیکر عرض کرتا ہوں مولا عباسؑ کے لئے کہ مولا عباسؑ تو کچھ چاہتے ہی نہیں مگر یہ کہ جو حسینؑ چاہتے ہیں۔ وفا اتنا کہ دریا میں اتر کر پیاسا نکل آیا اور لب تر نہ کئے۔ قد فضیلت اتنا بلند کہ بہتر کے لشکر کا علمدار بنا۔

عزیزو! آج آٹھویں رات ہے اور آج مولا عباسؑ کے مصائب بیان ہوتے ہیں۔ یہ مجمع حضرت عباسؑ کا ماتم کرتا ہے۔ ہماری جانیں قربان حسینؑ کے لشکر کے اس کمانڈر پر جس نے تاریخ عالم و آدم کی وہ لڑائی جیتی جس کی مثال ہی نہیں ملتی۔

عزیزان گرامی! دیکھئے ایک ہوتا ہے سردار اور ایک ہوتا ہے کمانڈر۔ ملک کے سردار کو آپ بادشاہ کہئے، صدر کہئے، وزیر اعظم کہئے جو لفظ چاہیں کہہ لیجئے۔

اور ایک ہوتا ہے فوج کا سب سے بڑا کمانڈر۔ پالیسی طے کرنا سردار کا کام ہے۔ لڑائی ہوگی کہ نہیں ہوگی، ابھی ہوگی کہ کبھی ہوگی، یہاں ہوگی کہ وہاں ہوگی، صلح کی جائے کہ لڑائی کی بات کی جائے، یہ پالیسی میٹر ہے جو سردار کے ذمہ ہے۔

لیکن جب یہ طے ہو جائے کہ لڑائی ہونا ہے تو پھر معاملات کمانڈر کے چارج میں چلے جاتے ہیں۔ یہ بریگیڈ لڑے گی کہ وہ لڑے گی؟ آگے یہ مورچہ رہے گا کہ وہ مورچہ رہے گا؟ اب اس میں سردار نہیں بولے گا اس میں کمانڈر بولے گا۔ لشکر حق کے حسینؑ سردار ہیں۔ عباسؑ کمانڈر ہیں۔ مدینہ میں لڑائی نہیں ہوگی حرم رسولؐ ہے، پالیسی میٹر ہے حسینؑ طے کریں گے، عباسؑ نہیں بولیں گے۔ مکہ میں لڑائی نہیں ہوگی حرم خدا ہے، حج کو عمرہ سے بدل کے ہم چلے جائیں گے، پالیسی میٹر ہے حسینؑ طے کریں گے۔ حرؑ کے لشکر کو پانی پلایا جائے گا لڑا نہیں جائے گا، پالیسی میٹر ہے سردار طے کرے گا۔ نہر پہ خیمے لگانے کے لئے لڑائی نہیں لڑیں گے، خیمے ہٹا لیں گے، پالیسی میٹر ہے، حسینؑ طے کریں گے۔ آج کی رات لڑائی نہیں ہوگی ایک رات کی مہلت لی جائے گی، پالیسی میٹر ہے، سردار طے کرے گا۔ لیکن جب سویرے یہ طے ہو گیا کہ لڑائی ہوگی تو اب کمانڈر کا اختیار ہے وہ طے کرے گا۔

عزیزو! آج اگر میرے پاس وقت ہوتا تو میں آپ کو وہ مضمون سناتا تو آپ کو اس کا صحیح لطف آتا۔ لیکن ہماری جانیں نثار عباسؑ پر جس نے بہتر کے لشکر کو یزید کے اتنے بڑے لشکر سے اس شان سے لڑایا کہ جب سے اللہ نے یہ زمین بچھائی ہے اور آسمان کا یہ سایہ کیا ہے اس وقت سے آج تک کوئی لشکر اس شان سے لڑا نہیں ہے جیسے عباسؑ کا لشکر لڑا۔ ابھی میں اس کا ثبوت دوں گا یہ کسی بچہ کی جذباتی تقریر نہیں ہے۔

حسینؑ کربلا میں جہاں پر تھے وہ ہتھیلی کی طرح کھلا میدان تھا۔

بڑے بڑے لشکر پہاڑ، دریا، شہر کو اپنے Support میں لے کر لڑتے ہیں تا کہ ایک طرف سے ہمارا ڈیفینس رہے۔ یزید کے لشکر نے حسینؑ کو جہاں ٹھہرایا تھا وہ ہتھیلی جیسا کھلا میدان تھا۔ اسکیم یہ تھی چاروں طرف سے ہلہ بول دو گے تو دس منٹ میں ختم ہو جائیں گے۔ لیکن جب عاشور کا سویرا ہوا تو دشمن نے دیکھا کہ تین طرف خندق کھدی ہوئی ہے۔ اور اس میں آگ روشن ہے دشمن کو پہلی ناکامی ہوئی۔ چاروں طرف سے حملہ کرنے کی اسکیم خاک ہوگئی۔

عزیزو! یہ جو اتنا بڑا مجمع ہے اس ہال کے اندر، یقیناً بہت سے لوگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اگر یہ سارا مجمع سڑکوں کا اور باہر کا اس ہال کے اوپر حملہ کردے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جوان پہلے مارے جائیں بوڑھے بعد میں مارے جائیں بچے بچائے جائیں۔

عزیزان گرامی! لڑائی صبح سے عصر تک عباسؑ کے کنٹرول میں رہی۔ ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ پہلے اصحاب کام آئیں اس کے بعد اولادِ عقیلؑ کام آئی اس کے بعد اولادِ جعفرؑ کام آئی اس کے بعد اماموں کے بیٹوں کی باری آئی۔ اپنی مرضی سے لڑائی وہی لڑ سکتا ہے جس کا پورے میدان جنگ پر قابو ہو۔ سلام ہو ان ہاتھوں پر جو کٹ گئے۔

جن ہاتھوں پر علمِ اسلام اتنا اونچا ہوا کہ صبح قیامت تک کے لئے سرخرو ہوگیا۔ عباسؑ نے جو لائن بنائی تھی صبح کو، شام تک دشمن کا لشکر اس لائن کو توڑ نہ سکا۔ عزیز کام آئے، دوست کام آئے، رشتہ دار کام آئے۔ عباسؑ اپنے چھوٹے بھائیوں کو لاتے تھے حسینؑ سے اجازت دلواتے تھے، میدان جنگ میں بھیجتے تھے۔ سب سے چھوٹے بھائی عبداللہ ابن علیؑ بائیس برس کے تھے، عباسؑ سب سے آخر میں ان کے پاس آئے آؤ بھیا تمہیں بھی اجازت دلوادوں۔ اور ایک جملہ محبت بھرا'' کہا تمہاری

شادی بھی ابھی نہیں ہوئی تمہاری کوئی یادگار بھی نہیں ہے"۔ مگر آؤ بھیا آج آقا پر نثار ہو جاؤ۔ اور جب کوئی نہ رہا تو ہاتھوں کو جوڑ کے امامؑ کی خدمت میں آئے آقا اب اجازت دیجئے کہا تم تو علمدار ہو، کہا وہ لشکر کہاں رہ گیا جس کا علمدار تھا۔ کہا بھیا نہیں تمہیں اجازت نہیں ہے۔ ہائے عباسؑ عباسؑ پہ زیادہ رویا کیجئے اس لئے عباسؑ کی حسرت دل ہی میں گھٹ کے رہ گئی۔

دیکھئے حبیبؓ لڑ لئے، زُہیرؓ لڑ لئے، مسلمؑ لڑ لئے ہر ایک نے اپنے دل کی حسرت نکال لی۔ ہائے عباسؑ نہیں لڑے۔ سلام ہو اس پر جس کی حسرت دل میں رہ گئی۔ کہا نہیں بھیا تمہیں اجازت نہیں ہے۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچے جن کی تعداد چالیس یا بیالیس لکھی ہے، آگے آگے سکینہؑ پیچھے چھوٹے چھوٹے بچوں نے عباسؑ کو آکر گھیر لیا ہاتھوں میں سوکھے ہوئے ساغر، اے چچا پیاس، اے چچا پیاس، اے چچا پانی۔

ایسا کیجئے آج دو آنسو اور بہا لیجئے ان چالیس بیالیس بچوں میں صرف ایک امام محمد باقرؑ ہی زندہ واپس گئے تھے اور سب ختم ہو گئے تو آئے عباسؑ کے ساتھ باغ محمدی کی ان کلیوں کا بھی ماتم کیجئے ارے نہ وہ سقّا رہا نہ وہ پانی مانگنے والے رہے۔

کہا چچا پیاس حسینؑ نے عباسؑ کو دیکھا، سکینہؑ کو دیکھا کہا اچھا بھیا جاؤ ان بچوں کے لئے پانی کی سبیل کرنا۔ سکینہؑ دوڑ کے اندر گئیں ایک مشکیزہ لے کے آئیں۔ چچا کو مشکیزہ دیا چچا مجھے پانی لا دیجئے۔ میرے دوستو! آج تک علم مبارک میں مشکِ سکینہؑ، وہ ہاتھ تو کٹ گئے جنہوں نے مشکیزہ باندھا تھا۔

ہاں سنئے! بچے آسرے میں ہیں عباسؑ علم لے کے مشک لے کے چلے، دریا میں اترے مشک بھری پانی نہ پیا، میرا آقا پیاسا ہے میرے آقا کے بچے

پیاسے ہیں۔ میں کیسے پانی پی لوں پانی نہ پیا۔ دریا سے پیاسے نکل آئے۔ اب فکر تھی سکینہؑ کی مشک بچ جائے۔ داہنا ہاتھ کٹا، بائیں ہاتھ سے لڑے، بایاں ہاتھ کٹا، مشکیزہ پہ سینہ ٹیک دیا تیر آرہے ہیں عباسؑ بڑھ رہے ہیں ایک تیر مشک سکینہؑ پہ لگا آواز دی آقا، حسینؑ نے کمر تھامی ارے میرے بھیا، ارے میرے عباسؑ سرہانے آئے، عباسؑ زندہ تھے وصیت کی مولا میرا جنازہ خیمہ میں نہ لے جایئے گا۔ لیجئے عباسؑ نے دم توڑ دیا حسینؑ نے علم اٹھایا، بچے در خیمہ پر۔ واعباساہ واعباساہ۔

دسویں مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَومِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ'' اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیّاً''۔صلوات

خداوندعالم قرآن مجید میں جناب عیسیٰؑ کی گفتگو نقل فرمارہا ہے کہ جناب عیسیٰؑ ارشاد فرمارہے ہیں کہ میرے اوپر پروردگار کا سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن میں پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

ہمارے آپ کے درمیان جو گفتگو ہے وہ آپ کے علم میں ہے بات اس پر چل رہی ہے کہ حسینؑ فرزند مصطفیٰؐ ہیں۔تاریخ انسانیت میں ایسا بندہ نہ

گذرا ہے نہ گذرے گا جو اتنا عظیم خاندان اور اتنا بڑا فیملی بیک گراؤنڈ لے کے پیدا ہوا ہو۔ حسینؑ کا خاندان تاریخ انسانیت کا سب سے عظیم خاندان ہے۔ جو ہاشمی ہیں، مرتضوی ہیں، جن کے نانا مرسل اعظمؐ ہیں جن کی نانی محسنۂ اسلام اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ ہیں، جن کے باپ امیر المومنین مولائے متقیان علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ جن کی ماں جنّت کی عورتوں کی شاہزادی، ضامن نسل رسولؐ، جناب فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا ہیں، جن کے بھائی جنّت کے جوانوں کے سردار سبطِ اکبر حسن مجتبیٰؑ ہیں، ان کی بہن فاتح شام وکوفہ زینب کبریٰ ہیں، اور ان کی نسل پاک سے وہ ائمہ اطہارؑ ہیں کہ جنھوں نے ہر موقع پر دین کو بچایا اور ہر مصیبت میں اسلام کو بچایا۔

ایسا عظیم گھرانہ، ایسا بڑا خاندان نہ کسی کو حسینؑ سے پہلے ملا ہے اور نہ کسی کو حسینؑ کے بعد مل سکتا ہے۔ بات خالی اتنی ہی سی نہیں ہے۔ حسینؑ، علیؑ کے بیٹے ہیں مگر تھوڑے دنوں کے بعد حسینؑ دنیا کے سامنے فرزند مصطفیٰؐ کی حیثیت سے آتے ہیں۔ یہ عجیب انتظام قدرت ہے کہ علیؑ کے بیٹے کو اللہ نے بنصِّ قرآنی محمدؐ کا بیٹا بنایا ہے۔ اور علیؑ کو بنصِّ قرآنی رسولؐ کا نفس بنایا ہے۔ یعنی دونوں کو ایک ایک منزل اوپر لے گئی مشیت، علیؑ جو محمدؐ کے بھائی تھے یا داماد تھے ان کو محمدؐ سے اور قریب کر کے نفس رسولؐ بنا دیا۔ اور حسنؑ اور حسینؑ جو محمدؐ کی بیٹی کے بیٹے تھے، جن کو ہماری اردو زبان میں نواسہ کہتے ہیں، ان کو اور قریب کر کے بیٹوں کا مرتبہ دے دیا۔

عزیزان گرامی! یہ مذہب کی تاریخ کا بڑا عظیم واقعہ ہے۔ اور یہ واقعہ کبھی بھلایا جانے والا نہیں ہے۔ الحمد للہ مومنین کے اندر یہ جذبہ موجود ہے کہ اس واقعہ کو یاد رکھتے ہیں۔ ہمارے شہر میں بھی ایک "تنظیم ولی عصرؑ" (عج) ہے، جو ہفتۂ ولایت مناتی ہے غدیر سے مباہلہ تک۔ غدیر جو اعلان ولایت ہے اور مباہلہ جو حسنؑ اور حسینؑ کے فرزندِ رسولؐ ہونے کا اعلان ہے۔ تو یہ دونوں چیزیں نہ کبھی بھلائی

جانے کی ہیں نہ کبھی فراموش کی جانے کی ہیں۔ بلکہ ہمیشہ یاد رکھنے کی ہیں۔اور مومنین کو زیادہ سے زیادہ ان معاملات میں حصہ لینا چاہئے۔اور دلچسپی بھی لینا چاہئے۔اور زیادہ سے زیادہ اس کے اندر Co-Oprate بھی کرنا چاہئے۔

عزیزان گرامی! یہ فضیلت کی وہ معراج ہے کہ جہاں تک نہ کوئی کبھی پہونچا ہے نہ کبھی کوئی پہونچے گا۔ کسی کا رسولؐ کے نام سے ادنیٰ سا رشتہ ہو جانا بھی بہت بڑی بات ہے۔حضورؐ کے نامِ نامی سے معمولی سا رشتہ جڑ جانا پورے خاندان کے لئے ،پوری نسل کے لئے بڑی عزت افزائی ہے نہ یہ کہ قرآن میں رجسٹریشن ہو قرآن میں دو آدمیوں کے رسولؐ کے بیٹے ہونے کا۔اور اس کے بعد تاریخ ان کو ہمیشہ ہمیشہ ''فرزند رسولؐ'' کہہ کے Address کرتی رہے۔ السلام علیک یابن رسول الله اے رسولؐ کے بیٹے آپ پر سلام۔اور عزیزان گرامی! ایک بادشاہ نے ایک مرتبہ دولت کے نشہ میں کچھ گڑ بڑ کرنا چاہی تھی فوراً اس کو ایسا جواب دیا امامؑ نے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہر ایک کی زبان بند ہو گئی۔ مامون رشید بنی عباس کا طاقتور بادشاہ ،امام رضاؑ کے پاس بیٹھا تھا اور کہتا ہے کہ آپ اپنے کو رسولؐ کے خاندان کا کہتے ہیں فرزند رسولؐ کہتے ہیں۔ہم بھی چچا کے بیٹے ہیں ہم بھی تو رسولؐ کے خاندان سے ہیں ہم میں اور آپ میں کیا فرق ہے؟ آپ کا بھی رشتہ ہے ہمارا بھی رشتہ ہے۔

امامؑ نے بڑا عجیب جواب دیا۔ایسا جواب دیا کہ اس دن سے آج تک تاریخ دم سادھے بیٹھی ہے، بولی نہیں۔ کہا اچھا ایک بات بتاؤ اگر اس وقت رسولؐ اللہ آ جائیں اور تمہاری بیٹی سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کریں تو شادی کر دو گے؟ ارے صاحب وہ تو شاد ہو گیا۔ کہنے لگا اس سے بڑھ کے کیا شرف ہے اس سے بڑھ کے کیا عزت ہے۔اس سے بڑھ کے کیا مرتبہ ہے، ارے فوراً سر آنکھوں پر۔ابھی

ابھی، بھلا اس میں بھی پوچھنے کی بات ہے۔ابھی ابھی ،سارے بزرگوں کی سیرتیں سامنے ہیں۔امامؑ مسکرانے لگے،بس اتنا جواب کافی ہے۔اب اس کی سمجھ میں نہ آیا کہنے لگا جی اس میں جواب کونسا ہوا؟ امامؑ نے کہا بالکل سامنے کا جواب ہے تمہاری سمجھ میں جانے کیوں نہیں آرہا ہے کہ تمہاری بیٹی سے رسولؐ کی شادی ہوسکتی ہے مگر میری بیٹی خود رسولؐ کی بیٹی ہے۔اب بتاؤ تم فرزند رسولؐ ہو کہ ہم فرزند رسولؐ ہیں؟

عزیزان گرامی ! فرزندیٔ رسولؐ ایک عجیب مرتبہ ہے۔حسینؑ فرزند رسولؐ، حسینؑ فرزند علیؑ ،حسینؑ فرزند فاطمہؑ ،حسینؑ فرزند خدیجۃ الکبریٰ۔ السلام علیك یابن محمد ن المصطفیٰ،السلام علیك یابن علی ن المرتضیٰ،السلام علیك یابن فاطمة الزهراء،السلام علیك یابن خدیجة الكبریٰ ۔یہاں تک بات آئی،اب بات کچھ آگے بڑھے گی۔جیسا کہ میں نے ابتدائی مجلس میں اعلان کیا تھا کہ السلام علیك یا ثار اللّٰه وابن ثاره اے حسینؑ سلام ہو آپ پر جن کے خون کا بدلہ اللہ کے ذمہ ہے۔ اور اس کے باپ کے خون کا بدلہ بھی اللہ کے ذمہ ہے۔

عزیزان گرامی! میں ایک بار پھر ریپیٹ کردوں جو پہلے پڑھ چکا ہوں کہ پہلے حسینؑ کی عظمت سمجھئے کہ حسینؑ کیا ہیں؟ جو ایک لاکھ پیغمبروں کا وارث ہو، یہ وراثت دنیا کی وراثت نہیں ہے۔دنیا میں جو بادشاہوں کے وارث ہوتے ہیں، رئیسوں کے وارث ہوتے ہیں،نوابوں کے وارث ہوتے ہیں ان کے پاس ان کی جائداد ہوتی ہے،ان کی Jewellry ہوتی ہے،ان کے نایاب زمانہ سامان ہوتے ہیں،پیغمبروں کے گھروں میں جواہرات نہیں ہوتے ہیں جائدادیں نہیں ہوتی ہیں، نایابِ زمانہ سامان نہیں ہوتے ہیں۔لیکن ان کو کوئی غریب نہ سمجھے یہ لوگ وہ ہیں کہ ہاتھ دھوئیں تو جواہر بن جائیں۔تو حسینؑ ایک لاکھ پیغمبروں کے وارث ہیں،حیثیت

دیکھئے گا خدا کی قسم فکر بشر کانپ کے بیٹھ جائے۔آدمؑ کا علم انکے پاس، نوحؑ کا عزم ان کے پاس، ابراہیمؑ کی خُلّت ان کے پاس، موسیٰؑ کی ہیبت ان کے پاس، عیسیٰؑ کا زہد ان کے پاس، محمدؐ کا جمال ان کے پاس، علیؑ کا جلال انکے پاس، فاطمہ کی عصمت ان کے پاس، خدیجہؑ کی سخاوت ان کے پاس۔ اتنا بڑا شہنشاہ ہے حسینؑ۔

اب آیئے اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ خود کیسا ہے؟ کسی کے پاس جائداد ہونا یہ ایک الگ چیز ہے۔ وہ خود کیسا ہے یہ ایک الگ چیپٹر ہے۔اس کی نسل کیا ہے، اس کا حسب نسب کیا ہے، اس کا خاندان کیا ہے، اس کا خاندان کیسا ہے، وہ خود کیسا ہے؟ وہ نسل ابراہیمؑ سے ہے، وہ سلسلہ اسماعیلؑ سے ہے، وہ ہاجرہؑ جیسی عظیم خاتون کا بیٹا ہے۔ وہ ہاشمؑ وعبدالمطلبؑ کی نسل سے ہے، وہ ابو طالبؑ کا پوتا ہے۔ وہ محمدؐ کا نواسہ ہے، وہ علیؑ کا بیٹا ہے۔ وہ فاطمہ زہراؑ کی گود کا پالا ہے اور جب خدا نے اس کی عزّت اور بڑھائی اور اس کے مرتبہ میں اور اضافہ کیا اس کا نانا جو بغیر وحی کے بولتا نہ تھا، اس نے کہا یہ میرے دونوں نواسے جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

قرآن میں لکھا ہے کہ ہر ایک کا درجہ ہے۔ جیسا جو عمل کرے گا جنت میں اس کا ویسا ہی درجہ ہے۔ اور حسنؑ اور حسینؑ سردار جنّت ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ کا عمل سب سے وزنی ہے جبھی تو سردار ہیں، تو جنّت میں سرداری کس کی ہے؟ حسنؑ اور حسینؑ کی۔ صرف دو آدمی ایسے ہیں جن پر ان کی سرداری نہیں ہوگی۔ ایک خود رسول اللہؐ ہیں اور دوسرے مولا علیؑ ہیں۔ جن کا مرتبہ ان دونوں سے زیادہ ہے۔ باقی جتنے جنتی ہیں ان کے سردار حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اب جس کے دل میں ذرا سی بھی عداوتِ حسنؑ اور حسینؑ ہو وہ اطمینان سے سوئے اس لئے کہ وہ جنّت میں نہیں جائے گا اس لئے کہ جنّت سردار کے دشمنوں کو قبول نہیں کرے گی۔ صلوات!

اس میں نہ جوشِ عقیدت ہے اور نہ زورِ محبّت ہے کچھ نہیں بالکل سامنے کی بات ہے۔ جنّت میں کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جنّت میں ہر وہ چیز ہے جس کا دل چاہے، اور ہر وہ شے ہے جو آپ کی نظر کو اچھی لگے۔ اُس جنّت کے سردار ہیں حسنؑ اور حسینؑ۔ اب اگر کوئی دشمن حسنؑ و حسینؑ جنّت میں چلا بھی جائے تو سرداروں کو دیکھ دیکھ کے جلے گا، تو جنّت میں اسے مزہ ہی نہ آئے گا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ وہیں رہے جہاں حسنؑ و حسینؑ نہ رہیں اور نہ ان کے والے رہیں۔ صلوات!

تو رسولؐ نے اپنے دونوں نواسوں کے لئے بحکمِ خدا کہا کہ حسنؑ اور حسینؑ جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اور جب اللہ نے ان کا مرتبہ بڑھایا ان کی عزّت بڑھائی اور ان کا رتبہ بڑھایا تو ان دونوں شہزادوں کو فرزندِ مصطفیٰؐ کہا اور قرآن مجید میں آیت آئی تاکہ جھگڑے کا امکان ہی نہ رہے۔ اختلاف کی گنجائش ہی نہ رہے اور بات سب پر ثابت ہو جائے کہ دونوں شہزادے امام حسنؑ اور امام حسینؑ رسولؐ کے بیٹے ہیں۔

اب آپ مجھے ایک بات بتایئے کہ جو جنّت کے جوانوں کا سردار ہو بقولِ رسولؐ اور رسولؐ کا بیٹا ہو بقولِ خدا، اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا وارث ہو اور اتنے عظیم خاندان کا ہو، اور وہ تین دن کا بھوکا پیاسا جنگل میں شہید کر دیا جائے۔ اگر ذرا بھی انصاف کی رمق ہے تو آدمی سوچے کہ اتنا بڑا آدمی، اتنا عظیم آدمی، اتنا محترم آدمی، اگر قتل کر دیا جائے یا شہید کر دیا جائے، مار ڈالا جائے تو کیا انسان چپ بیٹھ جائے اور منہ سے کچھ نہ نکالے؟ کیا خاموشی سے اس کے قتل کو قبول کر لے؟ اور بھول جائے کہ کیا ہوا؟ اور چپ رہ جائے؟ ایک بات۔

دوسری بات۔ اگر اس کا قتل عیسائیوں کے ہاتھ سے ہو، یہودیوں کے ہاتھ سے ہو، پارسیوں کے ہاتھ سے ہو، کافروں کے ہاتھ سے ہو، ہندوؤں کے

ہاتھ سے ہو،تو ہم یہ سوچ لیں کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے قتل کردیا گیا۔ان کے مخالف مذہب والے بھاری پڑے،زیادہ ہو گئے انہوں نے مارڈالا۔تو غم تو جب ہی ہوگا جس کا کوئی مارڈالا جائے۔وہ روئے گا تو تعجب نہیں ہوگا۔یہودیوں سے کیا اُمید تھی سوائے اس کے،عیسائیوں سے کیا امید تھی سوائے اس کے،کافروں سے کیا اُمید تھی سوائے اس کے،لیکن اگر اس کے قاتل مسلمان ہوں تو کیا پھر یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ ہم دیکھیں کہ اسلام میں وہ کونسا پیچ پڑ گیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے رسولؐ کا بیٹا مارا جا رہا ہے؟

عزیزان گرامی! چھوٹے چھوٹے معاملے ہوتے ہیں، کہیں فساد ہو جاتا ہے، کہیں جھگڑا ہو جاتا ہے، کہیں جھگڑا ہو جاتا ہے، کہیں غبن ہو جاتا ہے، کہیں کوئی رشوت لے لیتا ہے، کہیں اس طرح کا چکر ہو جاتا ہے، تو ادھم مچ جاتا ہے کہ انکوائری ہونا چاہئے، تحقیقات ہونا چاہئے، ہائی کورٹ کے جج کے ذریعہ انکوائری ہو، سپریم کورٹ کے جج کے ذریعہ انکوائری ہو، کسی پارٹی کا نہ ہو انکوائری کرنے والا، تاکہ معلوم ہو کہ اصلیت کیا ہے؟ کربلا میں اتنا بڑا آدمی مارا جاتا ہے ہم کو لوگ چپ کرا رہے ہیں، جو ہوا جانے دو۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ واقعۂ کربلا کی انکوائری ہو، اور جتنے مجرم ہیں ان کو سزا دی جائے، ہم نہ کسی کے دوست ہیں نہ کسی کے دشمن ہیں۔ ہم نہ کسی کے فیور میں ہیں نہ کسی کے اگینسٹ میں ہیں، ہم نہ کسی کے چاہنے والے ہیں، ہم نہ کسی سے جلنے والے ہیں۔ ہم ایک بات جانتے ہیں محمد کا بیٹا ۶۱ھ میں مارڈالا گیا۔ اور مسلمانوں کے ہاتھوں مار ڈالا گیا اس واقعہ کی انکوائری ہونا چاہئے اور انکوائری میں جو بھی مجرم نکلے، اس سے بحث نہیں کہ شخصیت کتنی بڑی ہو، اس سے بحث نہیں کہ شخصیت کتنی ہی اونچی ہو، اس واقعہ میں جو بھی مجرم نکلے اس کو سزا دی جائے۔

یہ کوئی غلط مطالبہ تو نہیں ہے، یہ کوئی برا مطالبہ تو نہیں ہے۔ ہم یہ

نہیں کہتے کہ کون مجرم ہے، جو بھی ہو پہلے کیس کی نوعیت طے کرو۔ دیکھئے قتل دو طرح ہوتا ہے۔ موت دو طرح واقع ہوتی ہے۔ ایک آدمی سڑک پر جارہا تھا کار نے پیچھے سے ٹکر ماردی مرگیا۔ جب کیس چلا تو قابل وکیل نے یہ ثابت کیا کہ اس گاڑی کے ڈرائیور کو اس آدمی سے ناواقفیت تھی۔ نہ جان پہچان تھی نہ عداوت تھی، نہ دشمنی تھی۔ ٹھیک ہے زیادہ سے زیادہ یہ چارج ہوگا کہ غلط ڈرائیونگ کے نتیجہ میں ایک آدمی کو ٹکر ماردی اور وہ آدمی مرگیا۔ تو اب ڈرائیور کو پھانسی نہیں ہوگی زیادہ سے زیادہ کچھ سزا ہوگی۔ لائسنس سسپنڈ ہوجائے گا، ہرجانہ ہوگا۔

لیکن ایک آدمی اپنے گھر مین بیٹھا تھا اور اس کے گھر میں گھس کے کئی آدمیوں نے گولی ماردی تو یہ ایکسیڈنٹ نہیں ہے، یہ سازش ہے، یہ پہلے سے بنایا ہوا جال ہے۔ تو اب اس کو پکڑا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کس کے کہنے سے گولی ماری؟ تمہیں کس نے بھیجا تھا؟ تمہیں کس نے پیسے دیئے تھے؟ اس آدمی کو کس نے پہنچوایا تھا؟ ریوالور کس کا ہے؟

اور عزیزان گرامی! اگر اس میں کچھ اور بڑے آدمی انوالو ہوئے تو آپ یقین مانئے کہ ٹیلیفون آنے لگیں گے کوششیں ہونے لگیں گی کہ اس معاملہ کو دبا دو اس معاملہ کو ختم کردو اس معاملہ کو زیادہ نہ ابھارو، ایسا نہ ہو کہ بات دور تک چلی جائے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حسینؑ کی شہادت کے سلسلہ میں یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ اس کے اندر کتنے آدمی انوالو ہیں؟ حسینؑ کی شہادت کیسے ہوگئی؟ شاید اسی لئے حسینؑ نے سارے دروازے بند کردیئے مدینہ میں شہادت قبول نہیں کی ورنہ زہر کے ذریعہ خاموشی سے شہید کرادیئے جاتے اور معاملہ کانٹو ورشل بنادیتے کہ خدا جانے کس نے زہر دیدیا ہم سے کیا تعلق؟

مکہ میں شہادت قبول نہیں کی حج کی بھیڑ بھاڑ میں حسینؑ شہید بھی

ہو جاتے اور الزام بھی ان پر رہتا کہ خدا جانے کون آدمی ان کو قتل کر گیا پتہ نہیں۔ اور اگر پکڑ بھی لیا جاتا تو چار آدمی حسینؑ حسینؑ کر کے اس کو مار ڈالتے اور پتہ نہ چلتا کہ سازش کے پیچھے کون ہے۔ اگر کربلا میں داخل ہونے کے بعد فرات کے پانی اور خیمہ کے مسئلہ میں جھگڑا ہو جاتا تو وہ تو معمولی بات پر حسینؑ قتل ہو گئے ورنہ بھلا کوئی بات تھی۔

لہٰذا حسینؑ انتظار کرتے رہے کہ واقعہ ایکسیڈنٹ کا نہ بنے، سازش پوری طرح ثابت ہو۔ آیئے دیکھیں معاملہ کیا ہے۔ اگر عالم اسلام میں ہمت ہے تو کہاں ہیں لمبی لمبی باتیں کرنے والے، کہاں ہیں اسلام کی دہائی دینے والے، میں پورے عالم اسلام کو چیلنج دے رہا ہوں کہ حسینؑ کی شہادت کی انکوائری کرنے کے لئے آؤ۔ صلوات!

ہم دعوت دے رہے ہیں کہ آیئے گھبرانے کی کیا بات ہے؟ ڈرنے کی کیا بات ہے؟ پریشانی کی کیا بات ہے؟ اگر دامن صاف ہے تو پریشانی کاہے کی؟ اگر ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے تو گھبراہٹ کاہے کی؟ اگر رسولؐ کے بیٹے کا خون دامن پر ہے تو خدا اور رسولؐ کی باتیں زیب نہیں دیتی ہیں۔

یہ بھی سن لیجئے کہ جو چھوٹے چھوٹے آدمی ہوتے ہیں ان کا غم بھی چھوٹے پیمانے پر منایا جاتا ہے اور آدمی جتنا بڑا ہوتا ہے اس کا غم بھی اتنے ہی بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے۔ حسینؑ اتنے بڑے آدمی ہیں کہ چودہ سو برس ہو گئے ابھی تک ان کے غم کا زور ختم نہیں ہوا۔ اگر بات زندگی رہی تو کل آگے بڑھے گی۔ آج تو صرف اتنا کہ حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے والا اللہ ہے۔ آج دنیا انکوائری کرنے سے خود کو بچا لے لیکن کل جب قیامت کے دن جب سب حاضر ہوں گے اور اللہ کی طرف سے انکوائری شروع ہوگی تو پتہ چلے گا کہ اصلی مجرم کون ہے؟

آج تو لوگ مسکرا کے کہتے ہیں کہ یہ یوں ہی کہا کرتے ہیں اماں

کوئی بات بھی ہے چودہ سو برس ہو گئے ابھی تک بدلہ نہیں ہوا۔ بدلہ لینے میں جلدی وہ کرے جس کے ہاتھ سے مجرم نکل جائے۔ صلوات!

جو لوگ کہتے ہیں انتقام، انتقام۔ انتقام لیں گے، ابھی تک تو لیا نہیں۔ دیکھئے اللہ کبھی جلدی نہیں کرتا اس کی وجہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مہاراشٹرا سرکار اس لئے جلدی کرتی ہے مجرم پکڑنے میں کہ اگر مجرم گجرات چلا گیا تو پریشانی ہوگی۔ گجرات میں دوسری گورنمنٹ ہے، دوسرا ایڈمنسٹیشن ہے۔ اور ہندوستان کا مجرم اگر بھاگ کے دوسرے ملک میں چلا گیا تو اب اور پریشانی۔ اب انٹرپول سے کہئے کہ وہ پکڑ کے لائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پکڑتے ہیں۔ وہ وہاں پہونچ گئے تھے تو وہ مجرم سفر آخرت کر گیا، تو وہ ہاتھ ملتے ہوئے چلے آرہے ہیں وہ پکڑا جاتا مگر وہ مر ہی گیا معلوم ہوا اس طرح مجرم ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور یہاں کی سرکار نے جب مجرم کو پکڑ کے جیل میں بند کر دیا تو کہنے لگے کہ دس اپریل کو پیشی ہوگی۔ دس اپریل کو جج کو فرصت نہیں تھی انہوں پچیس اپریل دے دی۔ پچیس اپریل کو پھر مقدمے زیادہ ہو گئے انہوں نے چار مئی لگادی۔ ارے یا تو پورا ملک الرٹ تھا اب پورا اطمینان۔ کہا اب تو جیل میں بند ہو گیا اب جلدی کا ہے کی ہے۔ اللہ کے مجرم چاہے یہاں رہیں چاہے وہاں رہیں بھاگ کے جائیں گے کہاں؟

بس ایک بات رہ جاتی ہے کہ یہ آخر میں امتحان کیوں رکھا گیا؟ ارے جب حسینؑ شہید ہوئے دیر اندھیر فیصلہ ہو جاتا۔ جو مجرم تھے انہیں سزا مل جاتی، بیشک مل جاتی۔ مگر اس دن سے لے کر آج تک جو تائید کر رہے ہیں وہ تو بچ جاتے، قدرت نے کہا انتقام ذوالفقار آخر میں رکھو تاکہ جتنے یزیدی پیدا ہونا ہیں سب پیدا ہولیں پھر انتقام لیا جائے۔ صلوات!

حسینؑ کو کس نے قتل کیا؟ کس کے اشارہ پر قتل ہوا؟ کون لوگ

ذمہ دار تھے؟ کن لوگوں نے تائید کی؟ کن لوگوں نے یزید کی مدد کی؟ کن لوگوں نے یزید کو سپورٹ کیا؟ کیس چلنے تو دیجئے کہ کون اللہ کی پارٹی میں ہے کون یزید کی پارٹی میں ہے۔السلام علیک یا ثار الله وابن ثاره سلام ہو آپ پر اے وہ جس کے خون کا بدلہ اللہ کے ذِمّہ ہے۔اور جس کے باپ کے خون کا بدلہ بھی اللہ کے ذِمّہ ہے۔

عزیزانِ گرامی! کربلا کے میدان میں یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ Show Card مسلمان جو لاکھوں کی تعداد میں آئے تھے قتلِ حسینؑ کے لئے ،ان میں کوئی بھی دل سے مسلمان نہ تھا۔ذرا ذرا سے میں کفر کے فتوے دینے والے کبھی آج تلک حسینؑ کے قاتلوں کو کافر نہ کہہ پائے۔کیا راز اس کا کہ جس نے محمدؐ کے بیٹے کو تین دن کا بھوکا پیاسا مار ڈالا وہ اس کے بعد بھی مسلمان ہے۔

شاید اس لئے کہ اللہ نے اپنے حبیبؐ کو حُسنِ صورت عطا کیا تھا۔سرکارِ دو عالمؐ اخلاق و کردار میں تو بے مثال تھے ہی صورت بھی ان کی بہت حسین تھی۔اور حُسنِ صورت میں بھی ان کا جواب نہیں تھا اللہ نے اپنے حبیبؐ کی صورت انہیں کے خاندان میں انہیں کے بیٹے کے بیٹے کو دی۔اللہ نے اپنے حسینؑ کو ایک بیٹا عطا کی جس کی صورت نبیؐ کی ملی نام علیؑ کا ملا۔اس بیٹے کا نام علیؑ تھا اور اس کی صورت رسولؐ اللہ کی تھی۔تو علی اکبرؑ سارے گھر کے لئے تبرک تھے۔اس لئے تبرک تھے کہ نام بھی محترم اور صورت بھی محترم۔

کتابوں میں لکھا ہو یا نہ لکھا ہو گھر کی باتیں زندگی کی باتیں ہوتی ہیں وہ آدمی دیکھ کے سمجھتا ہے۔جن ماؤں کے بچے بڑے خوبصورت ہوتے ہیں ان کی ماؤں سے عورتیں کہتی ہیں کہ بی بی بڑی خوش نصیب ہو اللہ نے تمہیں بڑا خوبصورت بیٹا دیا ہے۔تو کیا عورتیں بی بی لیلیٰؑ سے یہ نہ کہتی ہوں گی کہ بی بی بڑی خوش قسمت ہو

اللہ نے تمہیں حبیبؐ کی صورت کا بیٹا دیا۔اور اس گھر میں جس میں علیؑ اکبر جوان ہو رہے تھے اس میں زینبؑ کبریٰ بھی تھیں انہوں نے اپنے نانا کو دیکھا تھا۔اور زینبؑ سے عمر میں بڑی عورتیں بھی اس گھر میں تھیں۔فضہؒ نے رسولؐ اللہ کی صورت بہت دیکھی تھی۔بی بی اُمِ سلمہؒ زندہ تھیں بی بی اُمِ سلمہؒ سے بڑھ کے کسے یاد ہوں گے رسول اللہؐ۔اور خاندان کی عورتیں بنی ہاشم کی عورتیں بھی تھیں۔جنہوں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا تھا علیؑ اکبر جب جوان ہو رہے ہوں گے تو وہی عورتیں بلائیں لے لیتی ہوں گی۔علی اکبرؑ زندہ رہو تم بالکل رسولؐ اللہ کی صورت ہو۔وہی بلند پیشانی جیسی رسولؐ کی تھی، وہی گورا رنگ جیسا رسولؐ کا تھا، وہی دوشوں کے خم جیسے رسولؐ کے تھے، وہی چوڑا سینہ جیسا رسولؐ کا تھا، وہی گفتگو کا حسین انداز جیسا رسولؐ کا تھا، ہی اخلاق کی وسعت جیسی رسولؐ کی تھی۔

اللہ اکبر! ایسا حسین بیٹا۔اور باپ کا اتنا مطیع۔مدینہ سے لیکر کربلا تک جو حسینؑ کی سواری آئی ہے تو دو جوان ایک لمحہ کے لئے بھی حسینؑ سے جدا نہیں ہوئے۔ایک طرف چونتیس برس کا جوان بھائی، ایک طرف اٹھارہ برس کا جوان بیٹا، داہنے بائیں۔شاید یہی وجہ تھی کہ لکھا ہے کہ جب عصر عاشور حسینؑ خیمہ سے نکل کے آئے ہیں تو نظر یمینا و شمالا داہنے بائیں دیکھا شاید یہی دونوں جوان یاد آئے ہوں۔

عزیزو! آج نویں رات آگئی۔اور آج ہم اور آپ علیؑ اکبر کا ماتم کرتے ہیں۔جناب سیدہؑ کو ان کے پوتے کا پرسہ دیتے ہیں جوان کے بابا کی صورت تھا۔علی اکبرؑ شبیہ رسولؐ تھے۔روایت میں ہے کہ جب کوئی نہ رہا تو علیؑ اکبر آئے اور آن کے کہا بابا اجازت دیجئے تو حسینؑ نے کہا بیٹا جاؤ خیمہ میں رخصت ہولو۔علیؑ اکبر خیمہ میں گئے۔ہوسکتا ہے کہ حسینؑ نے اس لئے بھیج دیا ہو کہ حرم آخری بار زیارت

رسوؔل کرلیں۔

ماں سے رخصت ہوئے، جس پھوپھی نے پالا تھا اس پھوپھی سے رخصت ہوئے، جو بہن چچا کے غم میں سوگوار بیٹھی تھی اس سے رخصت ہوئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ بی بیوں سے کیا کہا، مجھے نہیں معلوم کہ پھوپھی کو کیسے سمجھایا مجھے نہیں معلوم کہ ماں کو کیسے تسلی دی، مجھے نہیں معلوم کہ غمزدہ سیدانیوں سے کیا باتیں ہوئیں، مجھے اتنا معلوم ہے کہ خیمہ میں رونے کا شور تھا۔علی اکبرؑ نکلنا چاہتے تھے سیدانیاں روتی تھی۔ خیمہ کا پردہ اٹھتا تھا اور گرتا تھا۔ہاں تھوڑی دیر رو لیجئے اب ان راتوں میں نہ روئیں گے تو کب روئیں گے۔

ایک مرتبہ علی اکبر نکلے خیمہ سے اور روایت میں ہے کہ ایسا لگا کہ جیسے بھرے گھر سے جنازہ نکلتا ہے۔باپ کے سامنے آئے، حسینؑ نے عمامہ باندھا، کمر میں پٹکا باندھا، میرے لال جاؤ علی اکبرؑ خدا حافظ۔علیؑ اکبر ادھر چلے اِدھر حسینؑ اللہ کی طرف مخاطب ہوئے اللہ کو پکارا'' پالنے والے اس قوم کے ظلم وستم پر گواہ رہنا اب تیری راہ میں ایسے بچہ کو بھیج رہا ہوں جو رفتار وگفتار وصورت وسیرت میں تیرے پیغمبرؐ کی شبیہ ہے'' علیؑ اکبر مقتل میں چلے گئے، حسینؑ درِ خیمہ سے دیکھتے رہے۔خیمہ کے دروازے پر جناب لیلیٰؑ بھی آگئیں آکے اس خیال میں امامؑ کو دیکھ رہی ہیں کہ باپ ہیں۔اگر بیٹا زخمی ہوگا تو چہرے کا رنگ بدلے گا۔ایک مرتبہ بی بی لیلیٰؑ نے دیکھا کہ چہرہ کا رنگ بدلا۔کہا مولاؑ کیا میرا لال زخمی ہوگیا؟ فرمایا نہیں ایک پہلوان آیا ہے مقابلہ پر۔لیلیٰؑ تمہارا بیٹا بھوکا پیاسا ہے وہ سیر وسیراب ہے۔لیلیٰؑ جاؤ خیمہ میں جاؤ میرے نانا کا ارشاد ہے کہ ماں کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے۔جاؤ جاکے دعا کرو۔

بی بی لیلیٰؑ خیمہ میں گئیں سیدانیوں کو آواز دی سیدانیوں جمع ہوگئیں۔لیلیٰؑ نے ہاتھ اٹھائے دعا شروع کی یا راد یوسف الیٰ یعقوب اے

یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملانے والے میرے علیؑ اکبر کو مجھ سے ملادے۔ ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ خبر آئی کہ علیؑ اکبر جیت گئے۔ اس پہلوان کو مار ڈالا ماں تڑپ کر درِ خیمہ پر آئی۔ دیکھا بابا سے کہہ رہے ہیں یاابتاه العطش قد قتلنی اے بابا پیاس مارے ڈالتی ہے، لوہے کا بوجھ ہلاک کیے دیتا ہے۔ حسینؑ نے ایک عقیق کی انگوٹھی دی کہا بیٹا اس کو دہن میں رکھو تسلّی ہوگی۔ علیؑ اکبر نے انگوٹھی دہن میں رکھی، گھوڑے کا رخ موڑا میدان کی طرف چلے۔ واقف اسرار مشیت ماں خیمہ میں چلی گئی۔ اب ایسا لگا جیسے ڈیوٹی بدل گئی یعنی بی بی لیلیٰؑ تو خیمہ کے اندر چلی گئیں اور جناب زینبؑ خیمہ کے دروازہ پر آگئیں۔

تصور سے مرا دل ٹکڑے ہو رہا ہے ایک جملہ اگر کہئے تو کہہ دوں۔
سویرے سے حسینؑ درِ خیمہ پر ہیں مگر بالکل اکیلے نہیں ہیں اب علیؑ اکبر کے جانے کے بعد بالکل اکیلے ہیں۔ مقتل کی طرف کان لگے ہیں لڑائی دیکھ رہے ہیں۔ ایک مرتبہ آواز آئی یا ابتاه علیك منی السلام کیا کروں دوستو! میں آدمی ہوں مشین نہیں ہوں مجھے تحمّل نہیں ہوتا کہ کیسے پڑھوں۔ اِدھر برچھی لگی اِدھر علی اکبؑر نے گھوڑے کی گردن میں باہیں ڈال دیں گھوڑے لے چل۔

یہ روایت کبھی پانچ چھ برس کے بعد پڑھ دیتا ہوں۔ ہر کتاب میں لکھی ہے۔ باہیں ڈال دیں گھوڑے لے چل۔ چاروں طرف سے دشمنوں نے تلوار سے وار کرنا شروع کر دیئے جس میں علیؑ اکبر تلواروں سے ٹکرائے۔ حسینؑ پہونچ گئے علیؑ اکبر زندہ تھے بیٹے کو دیکھا سینہ میں ٹوٹے ہوئے پھل کو دیکھا آسمان کو دیکھا، اپنی تنہائی کو دیکھا، سینہ سے برچھی کے پھل کو کھینچا علیؑ اکبر کا دم نکل گیا حسینؑ نے منہ پہ منہ رکھ دیا۔ واولداه واعلی اکبراه اے میرے لال۔ ختم شد

گیارہویں مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ'' اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیّاً''۔ صلوات

پہلے میں تمام لوگوں کو یہ بتادوں کہ محرّم کیا ہے۔اور ہم لوگ جو کرتے ہیں، یہ کیا چیز ہے؟ یہ کسی خوشی کا پروگرام نہیں ہے۔عام طور سے جتنے بھی مذہب ہندوستان میں ہیں۔بشمول مسلمان، انکے پروگرام ہوتے ہیں، جو تہوار ہوتے ہیں۔جسے انگریزی میں فیسٹول کہتے ہیں۔محرّم کوئی فیسٹول نہیں ہے۔محرّم کوئی تہوار نہیں ہے۔یہ کنڈولنس کا پروگرام ہے۔یہ تعزیت کا پروگرام ہے اور غم کا پروگرام

ہے۔اسی لئے آپ دیکھتے ہوں گے کہ اس میں بہت سے لوگ کالے کپڑے پہنتے ہیں ،اس لیے کہ کالا کپڑا جو ہے وہ غم کا سیمبول ہے،اور غم کی علامت ہے۔لہٰذا زیادہ تر لوگ آپ کو محرّم کے دنوں میں کالے کپڑے پہنے دکھائی دیں گے۔ یا سینے پہ ہاتھ مارتے ہیں ، ماتم کرتے ہیں،یہ بھی غم کی علامت کا ہے۔روتے ہیں یہ بھی غم کی علامت ہے۔محرّم کنڈولنس پروگرام ہے۔

اور پھر میں کہتا ہوں، میری لنگویج سمجھ میں آرہی ہے،تو یہ سمجھ لیں کہ جو پروفیٹ آف اسلام تھے، حضرت رسولؐ تھے ، جو آج سے چودہ سو برس پہلے عرب میں آئے تھے، مکّہ میں، ان کو دنیا سے جانے کے پچاس برس بعد ان کے نواسے کو کچھ ظالموں نے عراق کی زمین پر کربلا نامی مقام پر تین دن کا بھوکا پیاسا ان کے خاندان اور دوستوں سمیت مار ڈالا۔ہم لوگ ان کے فالوور ہیں۔ان کے چاہنے والے ہیں۔ان کے ماننے والے ہیں۔لہٰذا ہم ان کا غم مناتے ہیں۔

اور ہم آپ کو یہ بتا دیں، کہ ہندوستان میں جب سے مسلمان آئے ۔تو حضرت امام حسینؑ کے چاہنے والے بھی آئے۔اور حضرت امام حسینؑ کے چاہنے والے آئے تو وہ حضرت امام حسینؑ کا غم بھی اپنے ساتھ لائے۔اور جب وہ غم اپنے ساتھ لائے تو یہاں کے بہت سے ہندو بھائی بھی اس غم میں شریک ہوئے۔چنانچہ ہندوستان کے بہت سے ہندو حضرت امام حسینؑ کا غم آج بھی مناتے ہیں۔اور ہسٹری میں پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ’’مہاراجہ گوالیار‘‘ یا ’’مہاراجہ جے پور‘‘ یا اور اس طریقے کے بہت بڑے ہندو خاندان ہندوستان میں نا صرف یہ کہ حضرت امام حسینؑ کا غم مناتے تھے بلکہ انکا باقاعدہ تعزیہ اٹھاتے تھے۔اور آج بھی ہندوستان کی مختلف جگہوں پر حضرت امام حسینؑ کا غم آج بھی منایا جاتا ہے۔اور ہندو بھائی ،غم میں شریک ہوتے ہیں۔

لکھنؤ میں ہندوؤں نے حضرت امام حسینؓ کے نام سے اماباڑے بنوائے۔ چنانچہ آج بھی لکھنؤ میں جھلاؤلال کا اماباڑہ موجود ہے جس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور وہاں لوگ جا کر زیارت کر سکتے ہیں۔ راجہ جھاؤلال نے حضرت امام حسینؓ کی یاد میں اماباڑہ بنوایا اور اس بات کا ثبوت دیا کہ حضرت امام حسینؓ کی یاد میں ہم بھی شریک ہیں۔ آج بھی ہندوستان میں ہندو مجلس کرتے ہیں۔ چنانچہ آخری دن ایام کے یعنی ساتویں ربیع الاول کا دن گزر کے رات میں جو لاسٹ ڈے آف محرم ہوتا ہے ، آخری دن ہوتا ہے غم کے دنوں کا ، اس دن لکھنؤ میں ایک '' پی. ایس. گپتا'' ہیں جو بڑی شان و شوکت کے ساتھ حضرت امام حسینؓ کی مجلس کر کے ان کو خدا حافظ کہتے ہیں، اور الوداع کہتے ہیں۔

اب آپ دو باتیں میری اور بھی سن لیجیے، کہ ایسا کیوں ہے؟ اس لیئے ہے کہ مذہب جو ہوتے ہیں وہ الگ ہوتے ہیں۔ حالانکہ اسپریٹ سارے مذہبوں کی ایک ہے۔ کبھی اُس کو پکارتے ہیں، کبھی اُس کا نام لیتے ہیں۔ لیکن ، بہر حال طریقے الگ ہیں۔ ہندوؤں کا پوجا کرنے کا طریقہ الگ ہے۔ مسلمانوں کا عبادت کرنے کا طریقہ اور ہے۔ جیوس جو ہیں وہ اپنے سمگارڈ میں جاتے ہیں۔ اور اپنے طریقے سے عبادت کرتے ہیں۔ عیسائی جو ہیں وہ اپنے چرچ میں جاتے ہیں۔ وہ اپنے طریقے سے عبادت کرتے ہیں۔ یہ سب کے عبادت کے طریقے الگ الگ ہیں۔ لیکن کنڈولنس جو ہے وہ کامن ہے۔ دیکھیئے بامبے کاسموپولیٹن شہر ہے۔ یہاں مسلمان بھی رہتا ہے، اسی بلڈنگ میں ہندو بھی رہتا ہے، اسی بلڈنگ میں سکھ بھی رہتا ہے، اسی بلڈنگ میں پارسی بھی رہتا ہے، اسی بلڈنگ میں یہودی بھی رہتا ہے۔ اور جب ایک ہی بلڈنگ میں سب ہی رہتے ہیں تو ایک دوسرے کو جانتے بھی ہیں۔ اب اگر کسی کے گھر اس کا جوان بیٹا مرجاتا ہے، تو سارے بلڈنگ والے شریک ہوتے

ہیں۔اس میں یہ نہیں دیکھتے کہ ہندو کے گھر موت ہوئی ہے، کہ مسلمان کے گھر موت ہوئی ہے۔سکھ کے گھر موت ہوئی ہے ہے کہ عیسائی کے گھر ہوئی ہے۔اس لیے کہ عبادت کا تعلق مذہب سے ہے۔تعزیت کا تعلق انسانیت سے ہے۔

اور ایک بات یہ بھی سن لیجیے ۔کہ اگر ہندو کے گھر لڑکا مرگیا۔مسلمان گیا اس کے ساتھ آخر تک، شمشان گھاٹ تک۔اور پلٹ کر جب مسجد آیا تو کبھی مسجد کے مولوی صاحب نے کبھی یہ نہیں کہا کہ چونکہ تم ہندو کی میّت میں شریک ہوئے ہو لہٰذا ایک دفعہ کلمہ پھر پڑھ لو۔اور اگر مسلمان کا لڑکا مر گیا۔اور ہندو اسکے ساتھ قبرستان تک گیا اور اس کے بعد پلٹ کر مندر میں آیا، پوجا کرنے تو کبھی پجاری نے یہ نہیں کہا کہ ایک دفعہ جا کے گنگا میں نہا آؤ، اسلیے کہ تم مسلمان کی میّت میں شریک ہوئے ہو۔معلوم ہو کہ سارے مذہب کے دھرم گرو میّت میں شریک ہونے کی پرمیشن دیتے ہیں۔اس لئے کہ یہ رسم انسانیت ہے۔میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیسے دشمنانِ حسینؑ ہیں جو مجلس میں شریک ہونے سے کہتے ہیں کہ اسلام ٹوٹ جاتا ہے۔صلوات۔

میں ہندوستان میں ایسے ہندوؤں سے اچھی طرح واقف ہوں، میں ایسے سکھوں سے واقف ہوں جو نوحے پڑھتے ہیں، میں ایسے کرسچین کو جانتا ہوں جو حسینؑ ڈے میں آکے تقریریں کرتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ یہ تعزیت ہے۔اگر پڑوس میں کسی کے گھر کوئی مرجاتا ہے تو انسانیت تقاضہ کرتی ہے کہ جاؤ۔ہم بیٹھے ہنس رہے ہیں کوئی نہیں آئے گا کہ کیوں ہنس رہے ہو؟ ہم بیٹھے رو رہے ہیں تو چار آکے پوچھیں گے کہ کیوں رو رہے ہیں

عزیزانِ گرامی! یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی نماز میں دوسرا Non مسلم شریک نہیں ہوتا۔لیکن عزاداری میں آکے شریک ہو جاتا

ہے۔اور ایک بات یہ بھی میں آپ سے بتادوں بچے سن لیں اس بات کو تاکہ ان کے دماغوں میں کلیئر ہو جائے معاملہ کہ بعض لوگ لڑکوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ محترم لکھا کہاں ہے؟ یہ بات کنڈولینس کی بات لکھی نہیں ہوتی۔

بمبئی صنعتی شہر ہے ہندوستان میں انڈسٹری یہاں ہے۔یہاں کے لوگ اچھی طرح اس معاملہ کو سمجھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا سیٹھ رہتا تھا کہیں باہر، بہت ہی بڑا سیٹھ تھا امریکہ میں رہتا تھا، یورپ میں رہتا تھا یا جاپان میں رہتا تھا۔اس نے Bombay میں بہت ہی بڑی فیکٹری ڈالی۔بہت بڑی زبردست۔اور اعلان کیا کہ اس کے اندر قریب قریب دس ہزار آدمیوں کی کھپت ہوجائے گی، بیس ہزار آدمی لگ جائیں گے۔صاحب فیکٹری کرلی اور لوگوں نے اپلائی کرنا شروع کیا، نوکر ہونا شروع ہوگئے۔سیٹھ تو آیا نہیں وہ جہاں تھا وہیں رہا۔اس کا جنرل منیجر یہاں آیا۔جو فیکٹری کا جنرل منیجر تھا، اور وہ اپوائمنٹ کر رہا تھا۔

ہمیں بھی نوکری چاہئے تھی، ہم بھی گئے۔صاحب سلام نوکری چاہئے۔کہا ٹھیک ہے دیکھا بھالا، پوچھا ٹھیک نکلے انہوں نے کہا ٹھیک نوکری تو دیں گے مگر دیکھو یہ کرنا ہوگا یہ نہیں کرنا ہوگا۔سات بجے آجانا ورنہ ایکشن مارک کردیئے جاؤ گے۔کہا جی صاحب آئیں گے۔یہ کپڑے پہن کے نہیں آنا ہوگا وردی ملے گی وہ پہن کے آنا۔جی صاحب وردی پہن کے آئیں گے۔دیکھو بیڑی سگریٹ پیتے ہو تو فیکٹری میں نہ پینا وہاں ایسا مال بنتا ہے کہ آگ لگنے کے کا ڈر ہے۔جیب میں لائٹر، بیڑی، سگریٹ کچھ بھی ہو تو نکال کے جانا۔جی صاحب بالکل نہیں آپ اطمینان رکھیئے۔اتنے بجے سے پہلے نکلنا نہیں ہوگا۔Yes Sir نہیں نکلیں گے۔کوئی چیز گھر سے لے کے نہیں آنا۔فیکٹری میں نہیں لائیں گے۔فیکٹری سے نکلتے وقت تلاشی ہوگی۔نہیں صاحب نہیں لے جائیں گے۔

جتنی باتیں تھیں سب Yes۔نوکری چاہئے تھی۔لہٰذا جو کہا سب یس۔منیجر نے ایک کاغذ پر ہمارے سائن لئے جس میں یہ سب لکھا تھا یہ سب ہمیں قبول ہے۔اگر ہم اس کی مخالفت کریں گے تو ہم نکال دیئے جائیں گے۔اس نے فارم بھر والیا اور ایک قاعدہ قانون کا کاغذ اس نے سائن کر کے ہمیں دیا۔اسے پڑھو اس کے خلاف گئے تو تم نوکری سے گئے۔ہم نے اب اس کو غور سے پڑھنا شروع کیا۔اتنا پڑھا اتنا پڑھا کہ ہمیں زبانی یاد ہو گیا۔یہ سمجھئے کہ ہم حافظ ہو گئے۔جاتے تھے آتے تھے جیسا لکھا تھا اس کے مطابق کام کرتے تھے۔ایک دن فیکٹری کے کام سے منیجر کا جوان لڑکا جا رہا تھا فیکٹری کے کچھ دشمن بھی تھے کاروباری۔انہوں نے لڑکے کو مار ڈالا۔مگر لڑکے نے مرتے مرتے اپنی جان تو دیدی۔فیکٹری کے پیپرس بچا لئے۔لڑکا تو مار دیا مگر فیکٹری کا فائل دشمنکے ہاتھ لگ نہ پایا۔وہ بچ گیا۔اب جیسے ہی فیکٹری میں خبر آئی سارے مزدور کام چھوڑ کے منیجر کے پاس تعزیت دینے گئے۔کنڈولینس دینے گئے۔ہم نے کہا اس میں لکھا تو نہیں ہے۔کہاں لکھا ہے کہ منیجر کا لڑکا مرے تو تعزیت دینے جاؤ۔اگر اتنا ہی ضروری تھا تو لکھ دیا ہوتا۔سارے مزدور جا رہے ہیں ہم نہیں گئے۔ہم نے کہا بدعت ہے۔یہ ہم سے نہ ہوگا۔صلوات!

اب سنئے۔اب جب چار بجے تو سارے مزدوروں نے فیصلہ کیا کہ فیکٹری کمپاؤنڈ میں کنڈولینس میٹنگ کریں گے۔منیجر کا جوان لڑکا مرا ہے۔قتل ہوا ہے۔سارے مزدور کنڈولینس میٹنگ میں شریک ہو رہے ہیں، ہم نکلے چلے جا رہے ہیں۔اگر ضروری ہوتا تو اس میں لکھ کے دیا جاتا۔اس میں کہیں لکھا نہیں ہے ہم نہیں شریک ہوں گے۔نہیں شریک ہوئے اب پوری فیکٹری میں خبر ہو گئی کہ ایک مزدور ایسا بھی ہے کو نہ اس نے کنڈولینس دی جاکے اور نہ کنڈولینس میٹنگ میں شریک ہوا۔

منیجر تک بھی خبر پہونچی مگر وہ کچھ بولا نہیں۔اس لئے کہ تعزیت

زبردستی نہیں وصول کی جاتی۔ یہ قرضہ نہیں ہے کہ زبردستی وصول کیا جائے کہ گھر پہ دس پھیرے کر کے سو دفعہ تقاضے کرے۔

منیجر نے سنا۔ بڑا آدمی تھا بولا نہیں تھا۔ اتفاق سے یہ خبر ہوتے ہوتے اونرٹک پہونچ گئی، سیٹھ کو۔ ایک مزدور ایسا بھی ہے جس نے منیجر کے بیٹے کو تعزیت نہیں دی وہاں سے اس نے اسپیشل آرڈر بھیجا فوراً ڈس مس کرو، ہم ایسے آدمی کو رکھنا نہیں چاہتے۔ اب آپ سمجھے محرّم کیا ہے؟ محرّم ہے محمدؐ کے بیٹے کی تعزیت۔ قیامت کے دن محمدؐ تو لیں گے نہیں، مگر خدا چھوڑے گا نہیں۔ صلوات

کیوں صاحب۔ اب سمجھ میں آیا ''کہاں لکھا ہے'' کا جواب آیا۔

تعزیت کہیں لکھی نہیں ہوتی۔ جو فیکٹری چلا رہا تھا اس کا جوان لڑکا گیا تھا فیکٹری کے کام سے، وہ جو فیکٹری کے دشمن تھے وہ فیکٹری کا امپارٹنٹ فائل اڑا دینا چاہتے تھے تاکہ فیکٹری کو ناقابل تلافی نقصان پہونچے۔ یہ فیکٹری بند ہو جائے۔ اس نے اپنی جان دیدی مگر فیکٹری کے فائیل کی ہوا نہ لگنے دی ان کو۔ لڑکا مارڈالا گیا۔ تو اب مارڈالا گیا تو قاتل پر کیس کون چلائے۔ پبلک پیلیس پر لوگوں کے سامنے تو اس پر کیس کون چلائے گا۔ آپ میں سے ضرور میری آواز سن رہے ہوں گے ایسے بہت سے لوگ جو قانون جانتے ہیں۔ لیکن ہندوستان کے عام شہری بھی بہت سے قانون جانتے ہیں۔ اگرچہ بڑے قانون پڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن بہت سے قانون ایسے ہیں جو ہندوستان کی جنرل پبلک کو بھی معلوم ہیں۔ جب کہیں مرڈر ہوتا ہے۔ تو کیس کون چلاتا ہے۔ اس کا قانون آپ کو معلوم ہے۔ فیکٹری کے مینیجر کا بیٹا جو مارا گیا۔ اور قاتل پکڑے گئے۔ اس لئے کہ دن دہاڑے مرڈر ہوا تھا روڈ پر۔ تو کیس کون چلائے گا؟ مینیجر چلائے گا جس کا بیٹا تھا؟ اس کے خاندان والے چلائیں گے؟ اس کے دوست چلائیں گے؟ اگرچہ اس لڑکے کی شادی ہو چکی تھی۔ اس کے بچے تھے۔ تو اس

کے بچے چلائیں گے؟

کہا نہیں تمہیں شاید قانون معلوم نہیں ۔اس کا باپ کیس نہیں چلائے گا اس کے بچے کیس نہیں چلائیں گے۔اس کی بیوی کیس نہیں چلائے گی اس کے دوست کیس نہیں چلائیں گے ۔ایسے معاملوں میں گورنمنٹ کیس چلاتی ہے ۔معلوم ہوا کہ مرڈر کیس جب چلتا ہے تو گورنمنٹ کیس چلاتی ہے عام پبلک نہیں چلاتی ۔دیکھئے میں اپنے موضوع پر آ گیا السلام علیک یا ثار اللہ وابن ثارہ حسینؑ کی شہادت ہوئی تو قاتل پر کیس محمدؐ نہیں چلائیں گے، علیؑ نہیں چلائیں گے ،سید سجادؑ نہیں چلائیں گے، شیعہ نہیں چلائیں گے، خدا چلائے گا۔صلوات :

قاتل گرفتار ہو، رسولؐ کا نواسہ مارا گیا ہے۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ یزید قاتل تھا، قاتل گرفتار ہے ۔بسم اللہ کیس چلائے ۔مگر آپ کو یہ بات معلوم ہے بات ، نہ معلوم ہو تو بتا دوں کہ حالانکہ میں بھی قانون پڑھا ہوا نہیں ہوں، کہ جب کوئی کامپلیکیٹیڈ کیس چلتے ہیں، جب سازشوں کے کیس چلتے ہیں، تو اس کے اندر بہت سے لوگ انوالو ہوتے ہیں تو اس وقت صفائی کے جو ہوشیار وکیل ہوتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک نے حل کرالو تا کہ ایک آدمی پھنس جائے باقی سب بچ جائیں ۔آج عالم اسلام میں یہی کھیل ہو رہا ہے کہ یزید کو پھنسا دو سب کو بچا لو۔صلوات !

عزیزان گرامی ! حسینؑ کی شہادت نے پورے عالم اسلام کے اوپر سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ حسینؑ شہید ہو گئے پورا عالم اسلام خاموش رہا۔محمدؐ کا بیٹا مارا گیا علمائے اسلام چپ بیٹھے رہے، یزید اس کے بعد بھی تخت اقتدار پر رہا۔ یزید اس کے بعد بھی دو برس بادشاہ بنا بیٹھا رہا ۔کیا پبلک کی سپورٹ کے بغیر؟ کیا عوامی تعاون کے بغیر آدمی ایک دن بھی اقتدار پر رہ سکتا ہے؟

تو آپ ذرا غور کیجئے کہ حسینؑ کی شہادت کتنے بڑے خطرہ کی

نشاندہی کر رہی ہے کہ پورا عالم اسلام پھنسا ہوا ہے اس معاملہ میں کہ اگر تم قاتل نہ سہی تو قاتل کے سپورٹر تو ہو۔اور ہم اتنے بھولے نہیں ہیں کہ جوان باتوں میں آجائیں ۔ہم بھی جانتے ہیں۔ہم اگر حسینؑ کی وکالت کرنے کھڑے ہو جائیں تو ہمیں سامنے والے وکیل کے سارے داؤں پیچ معلوم ہیں۔مدتوں اس بات کی کوشش ہوتی رہی کہ یزید کو بچالیں۔اور جب یزید کو نہیں بچا پائے تو اب یہ کہنے لگے کہ اللہ اگر یزید کو بخش دے تو آپ کو کیا؟ کیا وہ قادر نہیں ہے ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے،مگر اللہ عادل بھی ہے۔صلوات !

ہم نے کہا صاحب دیکھئے اللہ ہر شے پر قادر ہے ہم مانتے ہیں۔ لیکن ہم نے نماز نہیں پڑھی، روزے نہیں رکھے، حج واجب تھا نہیں، زکوٰۃ وخمس واجب تھے نہیں دیئے، مرتے وقت ہم نے توبہ کی معافی مانگی، کہ اب تو ہم سے غلطی ہوگئی ہم سے اللہ ہمیں معاف کرے، کہئے بخشے گا کہ نہیں بخشے گا؟ ہوسکتا ہے کہ اللہ ہمیں بخش دے لیکن ہم نے یتیموں کا مال کھایا بیواؤں کا مال کھایا اب ہم کہیں اللہ ہمیں بخش دینا ،جن کو یتیم نہ بخشیں، بیوائیں نہ بخشیں ۔تو اب اگر یزید نے اللہ کا کوئی جرم کیا ہوتا تو یہ بات صحیح تھی ممکن ہے اللہ بخش دے۔یزید نے حسینؑ کو قتل کیا ہے اللہ کیوں بخشے؟ مگر واہ رے دوکوڑی کے وکیل......... کہنے لگے جی وہ حسینؑ کریم ہیں وہ آکے بخش دیں گے۔ بھائی واہ کیا بات کہی۔حسینؑ کریم ہیں وہ بخش دیں میں نے کہا ٹھیک ہے حسینؑ کریم ہیں وہ بخش سکتے ہیں،مگر یزید نہیں بخشا جائے گا۔اب کیوں نہیں بخشا جائے گا؟ ہم نے کہا اگر ظلم یزید کا اثر ذات حسینؑ پر تمام ہو جاتا تو بخش دیا جاتا یہ چودہ سو برس سے جو ہم رو رہے ہیں یہ کس کھاتے میں ہے؟ اللہ غفورٌ رحیم ہے، حسینؑ کریم ابن کریم ہیں، مگر نہ ہم غفور رحیم ہیں اور نہ کریم ابن کریم ہیں۔صلوات !

عزیزان گرامی ! ان باتوں میں کیا رکھا ہے ہم تو سیدھی سیدھی

بات کل بھی کہہ رہے تھے آج بھی کہہ رہے ہیں کہ محمدؐ کا بیٹا شہید ہوا اس کی Indipendend انکوائیری ہونا چاہئے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کون لوگ ہیں جنہوں نے قاتل کو تقویت دی؟ کون لوگ ہیں جنہوں نے قاتل کو ہمت دی۔کون لوگ ہیں جنہوں نے قاتل کو سپورٹ کیا؟ کونسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے قاتل تخت حکومت پر پہونچا؟ تاریخ ان چہروں کو بے نقاب کرے اور بے نقاب کرکے محمدؐ کے بیٹے کے قاتلوں کو سزا دی جائے۔

رہ گیا سب سے آسان نسخہ جو چودہ سو برس سے ریپیٹ رو رہا ہے، دلچسپ ہے۔لوگ کہتے ہیں انہیں شیعوں نے مارا ہے یہی روتے ہیں، ماتم کرتے ہیں ،علَم اٹھاتے ہیں، مجلس کرتے ہیں، یہی قاتل ہیں تو ہوں گے .... تحقیقات ہوجائے ،انکوائری ہوجائے اگر ہم نکل آئیں تو ٹھیک ہے، جو سزا ہو اس کی بھگتنے کو تیار ہیں ۔کوئی لڑنے کی بات نہیں ہے نہ کوئی پریشان ہونے کی بات ہے۔تو ایک انکوائری ہوجائے پھر کہ حسینؑ کو کس کس نے قتل کیا تھا؟ شمر نے قتل کیا سب جانتے ہیں قاتل ہے ۔شمر کو کس نے حکم دیا، عمر سعد نے ، جو سردارِ لشکر تھا،تو عمر سعد قاتل تھا۔عمرِ سعد کو کس نے بھیجا، ابن زیاد نے تو ابن زیاد قاتل تھا۔ابن زیاد کو گورنر کس نے بنایا، کس نے بھیجا یزید کو یزید قاتل تھا، تو یہ تو سب نام سامنے ،، آئے ، شمر، ابن زیاد، یزید۔علماء نے تحقیق کرکے بتایا کہ حسینؑ کے قاتل شیعہ تھے، عمر سعد شیعہ تھا، ابن زیاد شیعہ تھا، یزید شیعہ تھا، ہم بھی شیعہ ہیں ۔ہم آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں آپ کو کیا پریشانی ہے؟ صلوات!

یہ واقعہ جو کربلا میں ہوا آج سے چودہ سو برس پہلے اس نے در حقیقت انسانیت کو ہلا کے رکھ دیا۔آج تک جو دنیا کے دوسرے مذاہب کے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔لشکروں کی لڑائی دنیا میں ہمیشہ ہوئی۔فوجیں دنیا میں ہمیشہ ٹکرائیں

۔جوان جوانوں سے ہمیشہ لڑے۔ یہ دنیا کی ہسٹری ہے۔لیکن کسی لڑائی میں فوجوں کے مقابلے میں چھ مہینے کا بچہ نہیں آیا۔کربلا جو آج تک زندہ ہے، وہ اس لئے زندہ ہے کہ کربلا کی لڑائی اپنے نیچر کے حساب سے دنیا کی لڑائی سے ایکدم الگ ہے۔دنیا کی ہر لڑائی میں جری سے جری ٹکرائے۔نیزے سے نیزے ٹکرائے۔کمانیں کمانوں سے ٹکرائیں۔تلواریں تلواروں سے ٹکرائیں لشکر لشکروں سے ٹکرائے۔کربلا کی لڑئی میں تیر گلوں سے ٹکرائے۔نیزے سینوں سے ٹکرئے۔تلواریں بازوؤں سے ٹکرائیں۔خنجر گلوں سے ٹکرئے۔اور کمال یہ ہوا کہ گردن سے ٹکرا کے تیر ٹوٹا۔ سینے سے ٹکرا کے نیزہ ٹوٹا بازوؤں سے ٹکرا کے تلوار ٹوٹی گلے سے ٹکرا کے خنجر ٹوٹا۔

عزیزان گرامی! حسینؑ ابن علیؑ جو فرزند رسولؐ تھے۔جو وارث انبیاء تھے۔جن کو اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی وراثت سے نوازا تھا اور جن کو قرآن میں فرزند رسولؐ کہہ کر پکارا تھا۔ان کے علاوہ کسی دوسرے میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اتنی عظیم لڑائی کی سربراہی کر سکتا۔آج چودہ سو برس سے جو حسینؑ کا غم زندہ ہے، یہ اس لئے زندہ ہے۔کہ اس کے ذریعے اسلام کو زندگی مل رہی ہے۔

مرے دوستوں میں جو کہتا ہوں کہ بہت سے لوگ گزشتہ سال اس عشرے میں تھے، اس سال نہیں ہیں۔لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں، اس عشرے میں، جو اسی سال سمجھدار ہوئے۔اور گزشتہ سال تک نا سمجھ تھے۔یعنی حسینؑ کے غم کا قافلہ صدیوں کے دوش پر چل رہا ہے۔قافلہ آگے بڑھ رہا ہے۔ شخصیتیں بدلتی جارہی ہیں، اثرات بدلتے جارہے ہیں۔لوگ بدلتے جارہے ہیں۔

عزیزان گرامی! اگر زندگی رہی تو آئندہ سال ملاقات ہوگی۔ورنہ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے یاد ضرور کریں گے۔لیکن اب بات مختصر کروں اس لئے کہ آج کی رات دو چار منٹ مصائب پڑھنے کی رات نہیں ہے۔یہ رات شب عاشور ہے۔یہ

حسینؑ کے رخصت کی رات ہے۔اس رات ہم دکھیا ماں کو اسکے بیٹے کا پرسہ دیتے ہیں۔آیئے ہم رسول اللہؐ کو پرسہ دیں، اے حبیبؐ اے محبوب ربّ العالمین، اے کائنات کے سیدو سردار ، ان غلاموں کا پرسہ قبول کیجیے۔وہ حسینؑ جس کو آپ نے زبان چسا کے پالا،وہ حسینؑ جس کو آپ نے سینے پر لٹایا،وہ حسینؑ جو آپ کو جان سے زیادہ پیارہ تھا۔وہ حسینؑ جس کے لئے مرکب بنے،وہ حسینؑ جس کے لئے سجدے کو طول دیا، کربلا میں تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کرڈالا گیا۔یا رسول اللہ آپ کے بھرے گھر کی تعزیت دیتے ہیں۔آپ کو آپ کے فرزند حسینؑ ابن علیؑ کی تعزیت دیتے ہیں۔آپ کو اور آپ کے ساتھ آپ صاحبزادی جناب فاطمہ زہراؑ کو بھی تعزیت دیتے ہیں کہ بی بی معصومہ ہماری تعزیت قبول فرمایئے۔شہزادی اسکی تعزیت قبول کیجئے جس کو چکی پیس کے پالا تھا۔جس کے لئے آپ نے اپنے بابا سے سوال کیا تھا کہ میرے بچے پر روئے گا کون؟شہزدیؑ کونینؑ جنت سے آکے دیکھئے۔آپ بچے کے رونے والے جمع ہیں۔آپ کے بچے کی رونے والیاں جمع ہیں۔بیبیاں سیدانیوں پر رو رہی ہیں۔مرد شہیدوں پر رو رہے ہیں۔آپ آن کر کے دیکھئے چھوٹے چھوٹے بچوں کی آنکھوں میں بھی آنسو نظر آرہے ہیں۔

ہاں، بے شک اگر بچے حسینؑ پر رو رہے ہیں تو یہ حیرانی کی بات نہیں ہے۔کربلا میں ہی تو بچے کام آرہے تھے۔عاشور کی رات گذر رہی ہے۔آدھی رات گذر چکی۔آدھی رات تمام ہو چکی،نصف شب ہو چکی ہے۔عاشور کی رات آدھی سے کم باقی ہے۔سوچئے ان ماؤں کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی سویرے جن کے بیٹے کی قربانی ہوگی۔ان بہنوں کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی جو سویرے اپنے بھائیوں سے بچھڑنے والی تھیں۔آج کی رات حسینؑ کے خیموں میں بڑی رونق ہے۔کل رات آئے گی تو خیمے جل چکے ہوں گے۔قافلہ جا چکا ہوگا۔

ہاں میرے بھائیو! عاشور کی رات تمام ہوئی۔ عاشورۂ محرّم کا سویرا ہوا اذان علی اکبرؑ سے عاشور کا دن شروع ہوا۔ نماز کے بعد حسینؑ نے اپنے چھوٹے سے لشکر کو مرتب کیا۔ میمنہ پر یعنی داہنے کنارے پر زُہیر قینؓ کو سردار بنایا۔ میسرے پر یعنی لشکر کے بائیں جانب حبیبؓ ابن مظاہر کو سردار بنایا۔ علمدار حضرت عباسؑ کو بنایا۔ قلب لشکر میں حضرت علیؑ اکبر کو جگہ ملی۔ اس طریقہ سے حسینؑ کا چھوٹا سا لشکر میدان میں آ گیا۔ تاریخ ساز لڑائی شروع ہوئی۔ آسمان نے سیکڑوں لڑائیاں دیکھیں مگر ایسی لڑائی چشمِ فلک نے نہ دیکھی ہے، نہ دیکھے گا۔ جیسی لڑائی کربلا کے میدان میں حسینؑ کے ساتھیوں نے لڑی۔

شجاعت حیران تھی۔ جرأت کو تعجب تھا، ہمّت حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ ایسے بھی انسان ہوتے ہیں جو تین دن کی بھوک میں، تین دن کی پیاس میں اس طرح لڑ رہے ہیں جیسے ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہے۔ لڑائی ہوتی رہی سورج اپنا سفر طے کرتا رہا۔ حسینؑ کے ساتھی بارگاہِ خدا میں عزت کی موت سے سرفراز ہوتے رہے۔ حق سُرخرو ہوتا رہا۔ دین محمدؐ عروج پاتا رہا، شریعت زندہ ہوتی رہی، یہاں تک کے کربلا کے میدان کا سورج ڈھلا۔ اور حسینؑ نے نمازِ ظہر بھی با جماعت پڑھائی۔ ظہر کی نماز تمام ہوئی تھوڑی دیر میں ناصر بھی تمام ہو گئے۔

اب عزیزوں کی باری تھی۔ سب سے پہلے عقیلؑ کے بیٹوں نے جان دی۔ اولادِ عقیلؑ میں عقیلؑ کے بیٹے بھی تھے اور عقیلؑ کے پوتے بھی تھے۔ مسلمؑ کے دو بیٹے جو جوانی کی سرحدوں میں قدم رکھ رہے تھے۔ میدان جنگ میں بڑی شان سے لڑے۔ مسلمؑ کے بھائی میدان جنگ میں بڑی دلیری سے لڑے۔ جب عقیلؑ کی اولاد تمام ہو چکی تو جعفرؑ کے پوتے میدان میں آئے عونؑ و محمدؑ ایسی شان سے لڑ گئے میدان کربلا میں جس کو میر انیس کہہ گئے ہیں

تم کیوں کہو کہ لال خدا کے ولی کے ہو
فوجیں پکاریں خود کہ نواسے علیؑ کے ہو

اور جب عونؑ و محمدؑ بھی شہید ہو گئے تو عباسؑ اپنے بھائیوں کو لے کے آگے بڑھے حسنؑ کے بیٹے قربان ہونے لگے۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ حسینؑ کا تیرہ برس کا یتیم بھتیجا چچا کے ہاتھوں کو ہاتھ میں لے کے بوسے دے رہا تھا اور رو رہا تھا۔ چچا اب مجھے بھی اجازت دیجئے۔ روایت میں ہے کہ حسینؑ نے قاسمؑ کو گلے لگایا اور بہت روئے۔ قاسمؑ مقتل میں گئے مگر لاش نہیں آئی لاش کے ٹکڑے آئے۔ قاسمؑ کے بعد عباسؑ میدان میں گئے جن کو لڑنے کی اجازت نہیں تھی، عباسؑ نے دریا سے پانی بھر تو لیا مگر پلٹ کے خیمہ میں نہیں آئے۔ خون میں ڈوبا ہوا مشک و علم آیا۔ عباسؑ کے بعد علیؑ اکبر سدھارے۔ علی اکبرؑ میدان جنگ سے پلٹ کے میدان جنگ سے باپ کی خبر لینے آئے اور جب دوبارہ گئے تو اپنے پیروں پہ نہ آئے۔ خالی بہن نے درِ خیمہ سے یہ دیکھا کہ بھائی میت اٹھا رہا ہے تو پالنے والی بہن نکل آئی۔

ہاں عزیزان گرامی! جب علیؑ اکبر کی لاش بھی خیمہ میں آ چکی تو حسینؑ نے درِ خیمہ سے علیؑ اصغر کو لیا۔ انسانیت تڑپ رہی تھی، شرافت کے ماتھے پہ پسینہ تھا۔ حسینؑ کے ہاتھوں پہ چھ مہینہ کا بچہ تھا۔ حسینؑ کہہ رہے تھے کہ میں خطاوار ہوں تو بچہ تو معصوم ہے، انسانیت جاگ۔ دیکھ کیا ہو رہا ہے۔ ایک بوڑھے آدمی کے ہاتھوں پہ اس کا چھ مہینہ کا بچہ ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ یہ بچہ پیاسا ہے اگر اس کو پانی نہ ملا تو یہ مر جائے گا۔ تین دن سے اس نے پانی نہیں پیا ہے۔ اور اس کے بعد آپ جانتے ہیں کہ باپ نے کیا کہا۔ کہا دیکھو اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس کے بہانے میں پانی پی لوں گا تو میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں، ایک آدمی آئے میرے پاس میں اس کے حوالے کر دوں گا۔ لیجاؤ اپنے ہاتھوں سے پانی پلا دو۔ پھر لا کے مجھے واپس دے

دینا۔عزیزو! انصاف سے بتاؤ، یہاں پر آ کر دنیا کا ہر انسان تڑپ جاتا ہے کہ اس کا جواب یہ آیا کہ حرملہ کی کمان کڑکی، ننھے بچہ کا گلا نشانہ بنا۔

ہاں یہ عاشور کی رات ہے۔سنتے جایئے روتے جایئے۔اب حسینؑ نے گلے سے تیر نکالا تھوڑا سا خون گلے سے نکلا۔اس کو چلو میں لیا چہرۂ اقدس پر مل لیا کہا قیامت کے دن اپنے نانا سے ایسے ہی ملوں گا۔یہ ننھی لاش حسینؑ خیمہ میں نہیں لائے، اس ننھی لاش کو زمین کھود کے سپرد خاک کیا۔علیؑ اصغر کی قبر بنا کر اب آئے درِ خیمہ پر تو اب ساری ذمہ داریاں پوری ہو چکی تھیں۔خلیلؑ اللہ کا وارث ساری قربانیوں سے فارغ ہو چکا تھا۔

عزیزو! میں ہر سال وہی مصائب پڑھتا ہوں میرے پاس نئے مصائب نہیں ہیں اور آپ اسی پہ روتے ہیں۔حسینؑ کس شان سے خیمہ میں آئے کہ کپڑوں پر علیؑ اکبر کا خون، چہرہ پہ علی اصغرؑ کا خون، ہاتھوں میں تربتِ علیؑ اصغر کی خاک۔اس عالم میں درِ خیمہ پہ کھڑے کہہ رہے ہے کہ اے زینبؑ و اُمّ کلثومؑ، اے سکینہؑ و رقیہؑ تم پہ میرا اسلام، بہن درِ خیمہ پہ آئیں بھائی کو خیمہ میں لے گئیں۔جب خیمہ میں آئے تو کہا بہن مجھے سید سجادؑ کے پاس لے چلو۔بہن سید سجادؑ کے پاس لائیں۔کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔تاریخ یہ تو نہ سن سکی کہ کیا باتیں کرتے رہے۔مگر کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔اور اس کے بعد اٹھے تو کہتے ہوئے اٹھے کہ بیٹا جب قید شام سے چھوٹ کے جانا تو میرے چاہنے والوں کو میرا اسلام کہہ دینا۔کہنا جب ٹھنڈا پانی پئیں تو میری پیاس کو یاد کریں۔

اب آگے بڑھے تو بہن نے کہا کہ بھیا آپ جا رہے ہیں تو سیدانیوں کی ایک تمنا پوری کرتے جایئے۔سیدانیاں آپ کو رخصت کریں گی۔کہا بہن کیوں کر رخصت کریں گی۔کہا ایک حلقہ بنا لیں گی آپ اس میں سے گذر جایئے گا

کہا مجھے منظور ہے۔ بے کس سیدانیوں نے حلقہ بنایا حسینؑ حلقہ میں آئے ایک ایک کے چہرہ پر نظر کی کہا دیکھو میرے غم میں صبر کرنا۔ اس کے بعد عمامہ ہاتھوں میں لیا اور کہا پالنے والے انہیں میرے غم میں صبر دیدے۔ بس جیسے ہی دعا تمام ہوئی حلقہ ٹوٹا حسینؑ آگے بڑھے۔ روایت میں ہے کہ حسینؑ حلقہ سے دروازے تک یوں گئے کہ حسینؑ کی بہنیں حسینؑ کی گردن میں باہیں ڈالے ہوئے تھیں وامحمدا، واعلیا۔

درِ خیمہ تک آئے خیمہ کا پردہ اٹھا حسینؑ باہر نکلے ایک سر سے پیر تک چادر میں لپٹی ہوئی بی بی باہر نکلی، ایک چھوٹی سے بچی باہر نکلی۔ بچی نے کچھ کہا بچی کو حسینؑ نے اٹھا کے پیار کیا۔ بچی نے کہا کہ بابا آپ جارہے ہیں تو مجھے نانا کے روضہ پر پہونچا دیجئے۔ حسینؑ نے کہا کہ بیٹا ممکن ہوتا تو ایسا کرتا۔ میں کہوں گا بی بی سکینہ نانا کے روضہ پر کہاں جایئے گا آپ کو تو ظلمِ یزید پر مہر بن کر شام میں سونا ہے۔

خدا آپ کی چھوٹی بچیوں کو سلامت رکھے۔ حسینؑ نے بچی کو گود میں لے کے پیار کیا۔ یہ سکینہؑ کو آخری پیار ملا اسکے بعد شمر کے طمانچے، خولی کے تازیانے ملے، پیار نہیں ملا۔

سنئے! زینبؑ نے رکاب تھامی، حسینؑ فرس پر سوار ہوئے۔ بی بی بچی کو لئے ہوئے خیمہ میں گئیں۔ امامؑ آگے بڑھے چاروں طرف سناٹا تھا۔ نظر وہاں گئی جہاں لشکر سو رہا تھا آواز دی اے میرے شیرو! اے میرے بہادرو! معرکۂ جنگ کے شہسوارو! ارے میں پکار رہا ہوں بولتے نہیں۔ پھر آواز گونجی این حبیب ارے بچپن کے دوست حبیبؑ، این این مسلم اے میرے فدائی مسلمؑ، تم بھی نظر نہیں آرہے ہو، این این زھیر اے میرے میمنہ کے سردار زُہیرؑ کدھر چلے گئے۔ کائنات در دسمٹ آئی اک آواز دی این این ولدی علی اکبر اے میرے بیٹے علیؑ اکبر۔ رہوار کو دو قدم آگے بڑھایا۔ گھوم کے دریا کی طرف دیکھا آواز دی این

این اخی عباس اے میرے بھیا عباسؑ۔

سنئے ایک مرتبہ آستینیں الٹیں۔تاریخ کہتی ہے کہ چہرۂ اقدس چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔تلوارِ بے نیام ہاتھ میں تھی۔اب جو حملہ کیا تو دنیا نے قیامت کا منظر دیکھا کہ تین دن کا بھوکا پیاسا اس طرح بھی لڑتا ہے۔حسینؑ نے دو تین حملوں میں لشکر یزید کے ٹکڑے اڑا دیئے۔آخری حملہ بڑے غضب کا تھا۔تلوار چلا رہے تھے کہہ رہے تھے کہ تم نے میرے عباسؑ کو بھی مار ڈالا تم نے میرے علیؑ اکبر کو بھی مار ڈالا،تم نے میرے قاسمؑ کو بھی مار ڈالا،تم نے میرے علیؑ اصغر کو بھی مار ڈالا۔

ایک دفعہ آسمان کو دیکھا تلوار کو نیام میں رکھا ایک جگہ آ کے کھڑے ہو گئے۔دشمن پلٹ آیا کوئی تیر مارتا ہے کوئی نیزہ مارتا ہے کوئی تلوار مارتا ہے۔سنان نے نیزہ مارا حسینؑ گھوڑے سے زمین پر آئے،سجدہ خالق میں سر رکھا آواز دی الٰہی و سیدی............ حسینؑ کے قاتل قریب آئے ....

واحسینا وامظلوماہ

ختم شد

اپنے بچوں کیلئے scan کیا جو ان ممالک میں رہتے ہیں جہاں یہ کتاب دستیاب نہیں ۔ طالب دعا
سید تنویر عباس رضوی
سید احمد علی صاحب